معجزاتِ رسولِ کریم ﷺ

مصنف

حضرت علامہ عبدالرحیم خان قادری

ترتیب و تدوین

حضرت علامہ محمد عباس رضوی

قادری رضوی کتب خانہ : لاہور

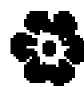
معجزاتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مُصنّف

حضرت علامہ عبدالرحیم خان قادری

ترتیب وتدوین

حضرت علامہ محمد عباس رضوی



قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ ۰ لاہور

محمد مشفق رضا نوری
مدرسہ دارالعلوم جامعہ قادریہ رشیدیہ اہلسنت کارنجہ لاڈ
ضلع واشم مہاراشٹر
موبائیل نمبر+919939560260

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	معجزات رسول کریم
مصنف	حضرت علامہ عبدالرحیم خان قادری
ترتیب وتدوین	حضرت علامہ محمد عباس رضوی
پروف ریڈنگ	قاری محمد عبدالاحد، قاری محمد اشفاق
کمپوزنگ	محمد عمر خان ثمن آباد لاہور
اشاعت اوّل	2006ء
اشاعت دوم	2007ء
اشاعت سوم	2009ء
تعداد	1100
زیرنگرانی	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	چوہدری عبدالمجید قادری
قیمت	135/= روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello 042-7213575, 0333-4383766

انتساب

عارف حق، عامل شریعت، رہبر طریقت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت،
آقائے نعمت سیدی و مرشدی حضرت علامہ الحاج الشاہ
محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قبلہ قادری رضوی
نوری بریلوی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان
کے نام...

جن کی نگاہ عنایت اور روحانی توجہ کی بدولت میں نے تصنیف و تالیف کی منزل میں قدم رکھا اور مجھے قلمی خدمات کا شرف نصیب ہوا۔ خدائے قدیر حضرت کے روحانی فیوض و برکات سے ہم نیازمندوں اور وفا کیشوں کو بہرہ اندوز و مستفیض فرمائے۔

"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا"

نیاز کیش

عبدالرحیم قادری رضوی
۹۷ طلاق محل کانپور

خدائے لم یزل کی بارگاہ میں

دعا

خداوندا! تیرے دربار گہربار میں بصد عجز و احترام عرض گزار ہوں کہ میری کوشش و کاوش کا یہ حقیر نذرانہ...

"معجزات رسول کریم ﷺ"

اپنے محبوب پیغمبر کی بارگاہ رحمت و نور میں قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات بنا دے اور میرے والدین کی مغفرت فرما کر صبح قیامت تک ان کی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش فرما۔

"ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

عبدالرحیم قادری رضوی

فہرست معجزات رسول کریم ﷺ

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

معجزہ بن کے آیا ہمارا نبی!

"آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے رسولوں اور پیغمبروں کو بھیج کر شرف انسانی میں مزید اضافہ فرما دیا اور اپنے برگزیدہ مرسلین و انبیاء علیہم السلام کو ایسے کمالات و خصائص سے نوازا کہ دیکھنے والے بے اختیار ان کی طرف کھینچے چلے گئے۔ سعید فطرت ارواح اور پاکیزہ قلوب انوار انبیاء سے مستنیر و منور ہو کر خود منصب رشد و ہدیٰ پر فائز ہو گئے۔ لیکن کچھ کثیف الطبع اور قبیح الباطن لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام سے ان کی نبوت کا ثبوت مانگا اور ظاہری طور پر کسی خلاف عادت اور محیر العقول مظاہرے کا تقاضا کیا لہٰذا حق تعالیٰ شانہ نے منکرین و معترضین کو لاجواب اور عاجز کرنے کے لئے اپنے مبعوث کردہ پیغمبر کو معجزات و آیات سے نوازا۔

ہر نبی و رسول کے ہاتھ پر صادر ہونے والا معجزہ اس دور کے حالات اور لوگوں کے مزاج کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی عظمت و صداقت کو ثابت کرنے کے لئے نار نمرود کو ان پر گلزار کر دیا۔

☆ حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے ایک چٹان سے زندہ اونٹنی برآمد ہوئی۔

☆ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے فولاد کو موم کی طرح پگھلا دیا گیا۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بے مثل و بے مثال عظیم الشان سلطنت عطا کی گئی اور مخلوقات کو ان کے لئے مسخر کر دیا گیا۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب کا علم بھی ملا اور حسن ازلی میں سے حصہ بھی عطا ہوا۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "عصائے موسوی" اور ید بیضا سے مشرف کیا گیا۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بذات خود ایک معجزہ تھی۔ پھر گہوارے میں کلام' نزول دسترخوان' دست شفا' دم عیسیٰ اور عروج الی السماء جیسے حیرت انگیز امور بھی معجزات میں شامل ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب ختم نبوت کا تاج سرتاج الانبیاء کو عطا فرمایا تو اسے اس طرح بلند فرمایا کہ پھر اس جیسا کوئی دوسرا نہ آیا اور نہ ہی کسی نے کسی دور اور عہد میں پایا۔

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

سرکار انبیاء' سلطان اصفیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا معجزہ ہیں۔ باقی انبیاء کرام کی مجموعی صفات اور معجزات آپ ﷺ کی ذات یکتا و بے مثال میں مجسم ہو کر ظہور پذیر ہوئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

لفظ معجزہ کلام باری تعالیٰ میں مروجہ مفہوم و اصطلاح کے مطابق کہیں بھی

استعمال نہیں ہوا۔ علامہ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ ھ) مادہ "عجز" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"العجز اصله التاخر عن الشی وحصوله عند عجز الامرای موخره وهو ضد القدرة قال واعجزت فلانا وعجزته وعاجزته جعلته عاجزاً۔ (المفردات فی غریب القرآن۔ صفحہ ۳۲۲)(۱)

(ترجمہ) عجز کے معنی ہیں کسی کام کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچانا یا کسی مقصد کے حصول میں ناکام رہنا۔

اس کے مقابلہ میں لفظ قدرت بولا جاتا ہے۔ کہتے ہیں میں نے فلاں کو عاجز کر دیا، میں نے اسے ناکام کر دیا۔ میں نے اسے نیچا دکھایا۔ میں نے اسے عاجز رکھا۔

عربی میں "عجوز" اس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جو پیرانہ سالی کی وجہ سے بہت سارے معاملات سرانجام دینے سے درماندہ و عاجز رہ جائے۔ علامہ سید شریف جرجانی حنفی (المتوفی ۸۲۶ھ) علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

المعجزة: امر خارق للعادة، داع الی الخیر والسعادة، مقرون بدعوی النبوة، قصد به اظهار صدق من ادعی انه رسول من الله۔

(کتاب التعریفات صفحہ ۱۵۳) (۲)

(ترجمہ) معجزہ، ایسے خلاف معمول امر کو کہتے ہیں جس کے ذریعے بھلائی اور سعادت کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ یہ دعویٰ نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں مقصود اس شخص کی صداقت کا اظہار ہوتا ہے جو مبعوث من اللہ ہونے کا دعویدار ہو۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب قابیل کے سامنے ایک کوے نے دوسرے کوے پر مٹی ڈال کر اسے زیر خاک کیا تو قابیل بولا یا ویلتی اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب افسوس میں تو اس کوے جیسا بھی نہ ہوا، یعنی کوے جیسا بننے سے عاجز رہ

گیا۔

اللہ تعالیٰ نے سرکش کفار سے فرمایا :

واعلموا انکم غیر معجزی اللّٰہ○

"یاد رکھو کہ تم لوگ اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے۔"

لفظ معجزہ کا استعمال عام طور پر انبیاء اللہ کے ان افعال نبوت پر کیا جانے لگا ہے جو ان کی شان نبوت کے مظہر ہوتے ہیں۔ بروئے تواریخ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ لفظ "معجزہ" کا استعمال اس خاص معنیٰ میں کس زمانہ سے ہونے لگا اور وہ پہلا شخص کون ہے جس نے اس مفہوم میں اس کا استعمال کیا۔ مگر اس امر کا مجھے اطمینان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں یا کسی دوسرے نبی کے کلام میں اس لفظ کا اس معنیٰ میں استعمال کہیں بھی نہیں ہوا۔

بعض مادیت زدہ ذہن سرے سے معجزات اور خرق عادت امور کا انکار کر کے اپنی عقلیت اور ظاہریت کو تسکین دینے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایک راسخ العقیدہ مسلمان قرآن پاک کی صریح نصوص اور احادیث صحیحہ سے انحراف کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ قرآن پاک میں معجزہ کی بجائے ان مظاہر کو "آیات" اور "برہان" کے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔

حق تعالیٰ سبحانہ نے کشتی نوح کو آیت فرمایا ہے :

فانجیناہ واصحاب السفینۃ وجعلنھا آیۃ للعالمین○

(ترجمہ) پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی اور کشتی کو تمام عوالم کے لئے ایک نشانی بنایا۔ (سورۂ عنکبوت)

سیدنا حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو بھی آیت فرمایا ہے :

ھذہ ناقۃ اللّٰہ لکم آیۃ○ (سورۂ اعراف)

"یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔"

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا :

ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات ○ (سورۂ اسرا' آیت ۱۰۱)

" تحقیق ہم نے موسیٰ کو نو واضح نشانیاں عطا فرمائیں ۔"

قرآن پاک میں " بینات " بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے خرق عادت امور کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

و آتینا عیسی بن مریم البینات وایدناہ بروح القدس ○

(سورۂ البقرہ ۸۷)

" اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات دیئے اور روح القدس کے ذریعے ان کی مدد کی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان جامعیت کا تقاضا تھا کہ آپ کو معجزات' تصرفات اور کمالات بھی بے مثل' لازوال اور ابدی و دائمی عطا کیے جاتے' لہٰذا آپ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نسبت کثیر صفات و خصائص سے نوازا گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تین معجزات انسانی تاریخ میں اہم ترین حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔

۱۔ معجزہ شق القمر

۲۔ واقعہ معراج

۳۔ قرآن عظیم الشان

یہ تینوں معجزے تاریخ انبیاء میں بھی اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ کتب سماوی میں قرآن پاک کا وہی مقام ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام میں صاحب قرآن صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

" کلام اللہ میں باعتبار بلاغت سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں۔"

علماء محققین فرماتے ہیں "کلام اللہ میں جس قدر کلام سورۂ کوثر کے برابر ہے معجزہ ہے اور اس سورہ میں دس کلمے ہیں اور پورے قرآن عظیم الشان میں کچھ اوپر ستتر ہزار کلمات ہیں تو جب ستتر ہزار کو دس پر تقسیم کریں گے تو سات سو حاصل ہوں گے اور اس حساب سے کلام اللہ میں سات ہزار معجزے ہیں۔

سیرت ابن اسحاق سے ضیاء النبی تک ہر سیرت نگار نے معجزات پر بڑے اہتمام' عقیدت اور ذوق سے لکھا ہے۔ معجزات کے بارے میں معلومات جہاں علم میں سیرت کے حوالے سے اضافے کا باعث ہوتی ہیں وہاں ایک صاحب ایمان امتی کے لئے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت و قربت میں زیادتی کا ذریعہ بھی قرار پاتی ہیں۔ اگرچہ عندا لمحققین یہ بات مسلمہ ہے کہ سعادت مند اور مناسبت باطنی رکھنے والوں کے لئے معجزہ و کرامت میں وہ روایتی کشش نہیں ہوتی جسے عامیانہ اور سطحی ذہنیت رکھنے والے لوگ بڑی اہمیت دیتے ہیں۔

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک معجزہ طلبی کفار کا شیوہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں "ہیچ شنیدۂ کہ مومنے از پیغمبرے معجزہ طلب کردہ باشد' معجزہ طلبان کفارند و اہل انکار۔" (۵)

معجزات از بہر قہر دشمن است
بوئے جنسیت پئے دل بردن است

موجب ایمان نباشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات

(دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۲) (۳)

(ترجمہ) کیا تم نے کبھی سنا ہے کہ کسی مومن نے کسی پیغمبر سے کوئی معجزہ طلب کیا ہو۔ معجزات کا تقاضا کرنا کافروں اور منکروں کا شیوہ ہے۔

۱۔ معجزے تو دشمنوں پر عذاب کے لئے ہوتے ہیں۔

۲۔ لیکن مناسبت باطنی دل جیتنے کے لئے ہوتی ہے۔

۳۔ معجزات کبھی بھی حصول ایمان کا باعث نہیں ہوتے۔

۴۔ اصل کمالات روحانی تو باطنی مناسبت سے میسر آتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام چونکہ خالق اور مخلوق کے مابین واسطہ ہوتے ہیں اس لئے بندوں کے لئے اس واسطے اور وسیلے کے ساتھ کامل رابطہ اور باطنی تعلق بے حد ضروری ہے۔ حضرت غوث زماں سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں :

"جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل نہ ہو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی اور مرشد کی معرفت کے بغیر سید الوجود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔" (۶)

حضرت علامہ امام محمد مہدی فاسی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۱۰۹ / ۱۶۹۷) شارح دلائل الخیرات رقم طراز ہیں :

"عالم بالا اور عالم اسفل میں خواہ وہ خصوصی نعمت ہو یا عمومی' اس میں اللہ تعالیٰ کے عبد مکرم' نبی مختار' رسول گرامی' سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطہ ہیں اور اصل نعمت ہیں۔ اس حقیقت کو ہر صاحب عقل جانتا ہے۔" (۷)

حضرت علامہ امام ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں :

ولان الرسول برزخ بين الخالق و الخلق ولا بد في البرزخ من المناسبتين' مناسبة بالخالق كي يتلقى الفيوض من جنابه المقدس۔ و مناسبة بالخلق كي يفيض عليهم ما استفاض من الجناب المقدس۔ فان الافادة والاستفادة لا يتصور من غير مناسبة۔ فالرسول له مناسبة باطنية بالخالق فان مبداء تعينه صفة من صفات الله تعالى بخلاف سائر الخلائق' سوى الانبياء والملائكة فان مبادي تعيناتهم ظلال

الصفات ' فلابد ان یکون للرسول مناسبة صوریة بالناس المرسل الیهم (۸)

(ترجمہ) اللہ کا رسول چونکہ خالق اور مخلوق کے مابین واسطہ (برزخ) کی حیثیت رکھتا ہے' اس لئے ضروری ہے کہ اس واسطے کا تعلق دو قسم کا ہو۔ ایک تو خالق سے رابطہ قائم ہو جس کی بارگاہ سے فیوضات کا القاء ہوتا ہے' دوسرے مخلوق سے تعلق ہو جسے بارگاہ مقدس کے فیوضات سے مستفیض کرنا ہے۔ بلاشبہ افادہ و استفادہ باہمی مناسبت کے بغیر ممکن نہیں۔ پس رسول کو خالق سے ایک خاص باطنی مناسبت ہوتی ہے کیونکہ اس کا "مبدء تعین" اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کوئی صفت ہوتی ہے۔ البتہ انبیاء اور ملائکہ اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان کے "مبادی تعینات" ظلال صفات ہیں۔

اس اعتبار سے رسول کی ظاہری مناسبت (ربط) ان لوگوں سے ہونا ضروری ولازمی ہے جن کی طرف اسے مبعوث کیا گیا ہے۔ اسی طرح امتی کے لئے اپنے پیغمبر کی معرفت کا حصول بھی ضروری ہے اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو سرتاپا معجزہ ہیں۔

وہ معجزات ہیں جس کی ہر اک ادا پہ نثار
نہیں ہے دہر میں جس کی مثال کیا کہنا

کتاب "معجزات رسول کریم ﷺ" مولفہ حضرت ساحرالبیان علامہ عبدالرحیم خان صاحب قادری بھی اس سلسلہ معرفت کی ایک کڑی ہے جس کے کئی ایڈیشن کانپور ہندوستان سے ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۸ء شائع ہوتے رہے۔ یہ بابرکات اور پرعرفان کتاب ایک بار پھر قادری رضوی گنج بخش روڈ لاہور کے زیراہتمام شائع ہو کر معرفت رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ابواب کھول رہی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ' چوہدری عبدالمجید قادری صاحب مدظلہ العالی کو جزاء خیر دے جو علم و حکمت کے نادر و نایاب موتی ڈھونڈ ڈھونڈ کر متلاشیان معرفت و حکمت کی خدمت میں پیش

کرتے رہتے ہیں۔ مکتبہ نبویہ اشاعتی دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں' اب تک بیسیوں کتب تفسیر' حدیث' فقہ' تاریخ اور تصوف جیسے متنوع موضوعات اس مکتبہ دانش پرور سے شائع ہو کر اہل علم کے ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کر چکی ہیں۔

پیش نظر کتاب "معجزات رسول کریم ﷺ" بھی اس سلسلہ علم پروری کا اعلیٰ اقدام ہے۔ آیئے اس کتاب معجز نما کو کھول کر جہان معجزات میں گم ہونے کی کوشش کریں اور حیات طیبہ کا سراغ پائیں۔

آئنہ کائنات کا معنی دریاب تو
نکلے تیری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو

احقر العباد محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص ۴۹ ریلوے روڈ لاہور۔

مآخذومراجع

۱۔ المفردات فی غریب القرآن، صفحہ ۳۲۲، (مطبوعہ لاہور)
۲۔ کتاب التعریفات، صفحہ ۱۵۳، (دارالفکر، بیروت لبنان)
۳۔ سیرت رحمتہ للعالمین، صفحہ ۱۵۶، (دارالاشاعت کراچی)
۴۔ کتاب الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ، صفحہ ۲۱۳ جز اول (مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)
۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۹۲ (مطبوعہ نور کمپنی انارکلی لاہور)
۶۔ خزینہ معارف، ترجمہ الابریز (ڈاکٹر پیر محمد حسن، صفحہ ۹۹ مطبوعہ ناشران قرآن پاک لاہور)
۷۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات (ترجمہ علامہ شرف قادری، صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور)
۸۔ تفسیر مظہری (عربی) جلد ۳ صفحہ ۲۱۸ (مطبوعہ کوئٹہ)
۹۔ المعجم المفہرس لالفاظ القرآن (مطبوعہ تہران)

محمد مشفق رضا نوری
مدرسہ دارالعلوم جامعہ قادریہ رشیدیہ اہلسنت کارنجہ لاڈ
ضلع واشم مہاراشٹر
موبائل نمبر +919939560260

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

اول الانبیاء، خاتم الانبیاء

بعثت میں سب انبیاء کرام سے پہلے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ○ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیغمبری سے دین کا کامل کرنا اور مکارم اخلاق کا پورا کرنا مقصود تھا۔ جب یہ مقصد پورا ہو گیا اور اخلاق مکمل ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی پیغمبر کی ضرورت بھی نہ رہی۔ حضور نبی کریم صلی للہ علیہ و آلہ وسلم کے خلفاء اور امت کے علماء و اولیاء اسلام کے محافظ اور مددگار بن گئے اور وہ قیامت تک اس کی اشاعت و نگہبانی کے لئے کافی ہیں۔

انبیاء کرام کی تعداد

بہتر یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعداد مقرر نہ کی جائے۔ بعض احادیث میں اگرچہ تمام انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان ہوئی ہے مگر قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے و رسولاً قد قصصنھم علیک من قبل و رسولاً لم نقصصھم علیک ○ ان میں سے بعض انبیاء کا حال تو بیان کیا گیا ہے اور بعض کا بیان نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے کہ اس خبر کے بعد فرما دیا گیا ہو چونکہ قرآن پاک میں تعداد بیان نہیں کی گئی ہے لہٰذا اس کے مجمل اور پوشیدہ رکھنے میں احتیاط ہے۔

(تکمیل الایمان)

تمام مخلوقات کے نبی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات کے نبی ہیں۔ جن و انس تمام آپ کے لوائے نبوت کے زیر سایہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو رسول الثقلین کہا جاتا ہے۔ آپ کی خدمت میں جنات کا آنا' قرآن پاک کا سننا' ایمان لانا' پھر اپنے ساتھیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینا۔ یہ ساری چیزیں قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اکثر علماء کی رائے ہے کہ تمام جنوں اور انسانوں پر آپ کی نبوت کا خاصہ ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا بلاشبہ جنات مکلف ہیں اور مکلف وہی ہو سکتا ہے جو پیغمبر سے یا کسی صادق القول سے روایت سنے۔ یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے کہ جنات میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ قرآن پاک میں جنات کے متعلق یہ الفاظ آتے ہیں۔

قالوا یقومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسٰی مصدقاً لما بین یدیہ یھدی الی الحق والٰی طریق مستقیم ○

(پارہ ۲۶' سورۂ احقاف' رکوع ۴)

" جنوں نے کہا اے قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد اتری ہے' وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور حق بات بیان کرتی ہے۔"

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ جن پہلے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر چلتے تھے' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنات مختلف پیغمبروں پر ایمان لاتے رہے ہیں۔ لیکن ان کے سامنے نہیں آتے تھے۔ فقط کتاب اللہ کو سن کر اور شریعت کے احکام کو معلوم کر کے ہی عمل کر لیا کرتے تھے۔ ان پیغمبروں نے بالمشافہ جنوں کو دعوت اسلام نہیں دی' مگر جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو خطاب کیا اور دعوت اسلام دی۔ جنوں کو بالمشافہ دعوت ایمان دینا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضحاک کا یہی مذہب ہے اور یہی بات صحیح ہے۔ بعض علماء کرام کی تحقیق ہے کہ آپ کی رسالت فرشتوں پر بھی ہے۔ محققین کے نزدیک آپ کی رسالت کائنات کے ذرہ ذرہ' موجودات کے گوشہ گوشہ تک ہے۔ اس میں جمادات' نباتات اور حیوانات سب شامل ہیں۔ پتھروں کا سلام کرنا' درختوں کا سجدہ کرنا' جانوروں کا آپ کی گواہی دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی رسالت عام ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انسان اور جنات تو اپنے اعمال و افعال میں اختیار دیئے گئے ہیں اس وجہ سے ان سے کفر اور گناہ صادر ہوتا ہے۔ مگر باقی اشیاء سے بجز اطاعت و ایمان کچھ ظاہر نہیں ہوتا' وہ فرشتوں کی طرح محض وہی کام کرتے ہیں جس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ○ (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

(تکمیل الایمان)

قرآن پاک سے متعلق معجزات

قرآن پاک کا اعجاز دو طریقوں سے ہے۔

اعجاز اول

فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے کہ حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امی تھے اور عرب کے لوگ ایسے فصیح و بلیغ کہ فی البدیہہ بڑے بڑے قصیدے کہنا اور عظیم الشان خطبے تحریر کرنا ان کا روز مرہ کا عام مشغلہ تھا۔ آپ نے انا افصح

العرب اور بعثت بجوامع الکلم کا اعلان کرتے ہوئے عرب کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء کے مجمع عام کو چیلنج فرمایا۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ○ یعنی "اس کی کوئی مثال پیش کرو۔" لیکن کوئی فصاحت و بلاغت کا دعویدار، زبان داں شاعر و ادیب سورۃ انا اعطینک الکوثر کے مثل اپنا کلام نہ پیش کر سکا۔ حالانکہ کلام الٰہی انہیں الفاظ و حروف سے مرکب ہیں جن سے ان کا کلام مرکب تھا۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

اس زمانے سے آج تک منکرین اسلام میں صدہا فصیح و بلیغ گزرے ہیں جن میں سے اکثر نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات کو باطل قرار دینے کے لئے زبان و بیان کی تمام قوتیں لگا دیں مگر قرآن مجید کی ایک سورہ اور ایک آیت تو کیا ایک جملہ بنا کر پیش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور ہمیشہ اس معاملہ میں ذلت و شکست سے دوچار رہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ معجزہ اب تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ آپ کا یہ وہ اعجاز ہے کہ کسی اور پیغمبر سے ظہور میں نہیں آیا۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب "الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ" میں لکھا ہے۔

"کلام اللہ میں باعتبار بلاغت کے سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں۔"

اور اس پر ایک واضح اور قوی دلیل بیان کی ہے یعنی محققین علماء نے تحریر فرمایا ہے کہ :

"کلام اللہ میں جس قدر کلام سورہ انا اعطینا کے برابر ہے معجزہ ہے اور اس

سورہ میں دس کلمے ہیں اور پورے قرآن مجید میں کچھ اوپر ستتر ہزار کلمات ہیں تو جب ستتر ہزار کو دس سے تقسیم کریں گے تو سات سو حاصل ہوں گے اور اس حساب سے کلام اللہ میں سات ہزار معجزات ہیں۔"

اعجاز دوم

اخبار غیب' آئندہ کی خبروں اور پیشین گوئیوں کی حیثیت سے ہے کہ واقعات و حالات ان کے مطابق ظہور پذیر ہوئے۔ یعنی کلام اللہ نے جو بیان کیا ویسا ہی واقع ہوا۔ اہل کتاب اس کو پیشین گوئی کہتے ہیں اور اس کو انبیاء کرام کے عمدہ معجزات میں شمار کیا کرتے ہیں۔ قرآن مجید بہت سی پیشین گوئیوں پر بھی مشتمل ہے۔ یہاں ان میں سے بارہ پیشین گوئیاں درج کی جارہی ہیں۔

بیعت رضوان

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ فعلمَ مافی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحاً قریباً ومغانم کثیرۃً یاخذونھا وکان اللہ عزیزاً حکیماً ○

(پارہ ۲۶' سورہ فتح' رکوع ۱۱)

"یعنی بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

ہجرت کے چھٹے سال میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے اپنے چودہ سو یا پندرہ سو جاں نثاروں کے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

کفار قریش نے آپ کو حدیبیہ کے مقام پر روک دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر بھیجا کہ وہ کفار قریش کے سرداروں سے اس معاملہ میں گفتگو کریں۔ اسی دوران خبر آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور موجودہ لوگوں سے کافروں کے ساتھ جہاد کرنے پر بیعت لی۔ تمام اصحاب حاضرین نے نہایت خوشی اور ذوق و شوق کے ساتھ بیعت کر کے عہد کیا کہ جب تک جسم میں جان ہے کافروں سے لڑیں گے اور منہ نہ موڑیں گے۔ صحابہ کرام کا یہ عہد و استقلال اور استقامت جاں نثاری اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی اور اہل بیعت رضوان کے لئے اظہار رضامندی کے طور پر یہ آیتیں نازل فرمائیں اور وعدہ فرمایا کہ انعام بیعت میں ہم تمہیں عنقریب ایک فتح عظیم عنایت کریں گے جس میں بہت سی غنیمتیں پاؤ گے۔

اس بشارت خداوندی کے مطابق حدیبیہ سے واپس ہوتے ہی آپ نے خیبر پر فوج کشی فرمائی اور اس کو فتح کیا۔ وہاں کے ساتوں قلعے قبضہ میں آگئے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا۔ باغات اور املاک غیر منقولہ اس قدر قبضے میں آئے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالدار و غنی ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک وغیرہ باغات اپنی ذات کے لئے خاص فرما لئے۔ اس میں سے آپ اپنے عیال کے لئے ایک سال کا خرچ رکھ لیتے تھے اور اسی میں سے فقرائے بنی ہاشم پر بھی خرچ کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد اصحاب میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ عنقریب خیبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں فتح ہو جائے گا۔ مدینہ کے یہودی یہ بات سن کر جل بھن گئے۔ ان میں سے جس کسی کا صحابی رسول پر قرض تھا نہایت سختی سے تقاضہ و مطالبہ کرنے لگے۔

ابو شحم یہودی کے پانچ درہم حضرت عبداللہ ابی حدرد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قرض تھے۔ اس کا تقاضا اس طرح شروع ہوا کہ ابو شحم ہروقت ان کے ساتھ رہتا۔

"حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اتنی مہلت دے دو کہ اللہ تعالیٰ نے فتح خیبر کا وعدہ فرمایا ہے وہاں سے جو مال غنیمت ہاتھ لگے گا اس میں سے تیرا قرض بھی ادا کر دوں گا۔"

اس نے کہا۔

"خیبر کی جنگ کو اور جگہ کی جنگ پر قیاس مت کرو۔ وہاں پر دس ہزار جنگجو نوجوان ہیں۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"اے دشمن خدا تو ہمارے دشمنوں سے ہمیں ڈراتا ہے حالانکہ تو ہماری امان میں ہے۔"

اس جھگڑے کی نوبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار تک پہنچی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں یہودی کا جملہ دہرایا۔ آپ نے اس سے کچھ نہ کہا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ آپ کے لب ہائے مبارک حرکت میں ہیں اور آہستہ سے کچھ فرمایا۔

یہودی نے کہا "یا اباالقاسم! یہ میرا حق نہیں دیتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اس کا حق (قرض) ادا کر دو۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرے پاس دو کپڑے تھے ایک کپڑا میں نے تین درہم میں بیچا اور دو درہم اور فراہم کر کے پانچوں درہم اس یہودی کو فراہم کر دیئے۔ سلمہ بن اسلم نے مجھے کپڑا دیا اسے پہن کر میں غزوہ خیبر میں گیا۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں مجھے بہت سا مال عطا فرمایا اور ایک عورت جو

ابو شحم یہودی کی قرابت دار تھی مجھے لونڈیوں میں ملی۔ میں نے اس کو مدینے لا کر بہت مہنگے داموں فروخت کیا۔

سچا خواب

لقد صدق اللّٰہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شآء اللّٰہ امنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذالک فتحا قریبا ○

(پارہ ۲۶، سورہ فتح، رکوع ۱۱)

یعنی "بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے۔ اپنے سروں کے بال منڈواتے یا ترشواتے بے خوف تو اسے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔" (کنزالایمان)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ اپنے اصحاب کے ہمراہ مکہ تشریف لے گئے وہاں اطمینان و سکون کے ساتھ عمرہ کیا۔ یہ خواب آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے بیان فرمایا۔

ان لوگوں نے جو زیارت خانہ کعبہ کے بے حد مشتاق تھے روانگی کی تیاری شروع کر دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تیار ہو گئے۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے کفار قریش نے راستہ میں روک دیا۔ آپ نے حدیبیہ جو مکہ مکرمہ کے قریب ایک کنواں ہے اسی کے قریب آپ ٹھہرے تھے وہیں بیعت رضوان ہوئی۔ (جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے)

آخر کار اسی مقام پر کفار مکہ سے صلح کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ اس سال عمرہ نہ کریں۔ آئندہ سال آ کر کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر بہت

رنجیدہ و ملول ہوئے۔ حدیبیہ سے واپسی میں سورۂ فتح نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی تسلی کے لئے یہ آیت بھی نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ :

(ترجمہ) "پیغمبر کا خواب بیشک سچا ہے اس میں کچھ اسی سال کی تعیین نہ تھی۔ سال آئندہ بیشک تم مکہ میں ضرور داخل ہو گے اور بفراغ خاطر عمرے کے سب ارکان بجالاؤ گے۔"

چنانچہ ایسا ہی واقعہ رونما ہوا۔ یعنی آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع اصحاب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور عمرہ ادا کیا۔ فتح قریب سے وہی فتح خیبر مراد ہے۔ ارشاد ہوا کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے خیبر فتح ہو جائے گا۔ تو ایسا ہی ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت

واخری لم تقتدروا علیہا قد احاط اللہ بہا وکان اللہ علی کل شئی قدیرا ○ (پارہ ۲۶' سورۂ فتح' رکوع ۱۰)

"اور ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (کنزالایمان)

خیبر کی غنیمتوں کے علاوہ اور ایسی غنیمتیں ملیں گی کہ مسلمانوں کے احاطہ قدرت سے باہر ہے۔ محض تائید الٰہی سے وہ غنیمتیں مسلمانوں کو ملیں گی۔ واقعہ اسی قرآنی پیشین گوئی کے مطابق پیش آیا اور مسلمانوں کو بیشمار مال غنیمت ملا' ایران اور روم کے سلاطین کے مال غنیمت کی طرح جبکہ ظاہری حال ایمان والوں کا شاہان فارس و روم کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا۔

مومن کی شان

یایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ

بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علَی المؤمنین اعزة علَی الکافرین یجاهدون فی سبیل اللّٰه ولا یخافون لومة لآئم ذلک فضل اللّٰه یوتیه من یشآء واللّٰہ واسع علیم○ (پارہ ۶ 'سورۃ مائدہ 'رکوع ۱۱)

"اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والوں کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔"

(کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو تسلی دی جارہی ہے اور اس امر کی خبر دی جارہی ہے کہ اگر کچھ لوگ مرتد ہو جائیں گے تو ان کے سبب سے تمہارے دین میں کچھ خلل واقع نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ (جن کی شان یہ ہے کہ دوست رکھتا ہے ان کو اللہ اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے ہیں۔ کافروں کو دباتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے) کے ہاتھوں دفع فرمادے گا۔

قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی صحیح ہوئی کہ اسلام سے پھر جانے والوں کے بڑے بڑے فتنے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تھے عرب کے بہت سے قبیلے مرتد ہو گئے تھے اور مسیلمہ کذاب وغیرہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق 'حضرت عمر فاروق 'حضرت خالد بن ولید اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کوششوں سے مٹ گئے۔

روم کی ایران پر فتح کی غیبی خبر

الٓمّٓ ○ غلبت الروم ۔ فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون ۔ فی بضع سنین ○ (پارہ ۲۱ ' سورۂ روم ' رکوع ۴)

" رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں ۔ " (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں فارس کے مجوسی بادشاہ اور روم کے عیسائی بادشاہ کی باہمی جنگ و جدل کا بیان ہے۔ اس جنگ میں رومی لوگ بالکل شکست کھا گئے تھے۔ ان کے ملک کا زیادہ تر حصہ بادشاہ فارس کے قبضہ میں آگیا۔ اس بات کو سن کر کفار مکہ بہت خوش ہوئے اور یہ کہنا شروع کیا کہ رومی اہل کتاب ہیں اور فارسی آگ پرست ' جس طرح فارسی رومیوں پر غالب ہوئے ہیں اسی طرح ہم بھی جب اہل اسلام سے جنگ میں مقابل ہوں گے تو غالب آجائیں گے۔ مسلمانوں کو اس سے رنج پیدا ہوا تو اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کی تسلی کے واسطے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ چند سال (نو برس) کے اندر پھر رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔

کلام الٰہی کی یہ غیبی خبر پوری ہوئی اور جس روز اہل اسلام غزوۂ بدر میں کفار قریش کے مقابلے میں فتح یاب ہوئے ' اسی دن رومیوں نے ایرانیوں پر فتح پائی۔ اللہ تعالٰی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی اور مضمون یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ صادق آیا۔

یہودی موت کی تمنا ہرگز نہ کریں گے

قل ان کانت لکم الدار الاٰخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابدًا بما قدمت

ایدیھم واللہ علیم بالظلمین○ (پارہ ا ' سورۃ البقر ' رکوع ۱۰)

" تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو نہ اوروں کے لئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔"

(کنزالایمان)

اللہ عزوجل نے اس آیت کریمہ میں خبر دی کہ یہودی موت کی تمنا نہ کریں گے چنانچہ واقعہ ایسا ہی ہوا کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کے سامنے پڑھی اور موت کی تمنا مخالف کے الزام کے واسطے ایک سہل و آسان امر تھا۔ لفظ تمنائے موت زبان پر لانا خلاف عقل اور محال نہ تھا مگر ان میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کر سکا۔

خلافت راشدہ کی خوشخبری

وعدَ اللہ الّذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کمَا استَلفَ الّذین من قبلھم ولیمکن لھم دینھم الّذین ارتضٰی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ۔ یعبدوننی لا یترکون بی شیئا ۔ ومن کفر بعد ذالکَ فاولٰئکَ ھم الفاسقون○

(پارہ ۱۸ ' سورۃ نور ' رکوع ۱۳)

یعنی " اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا۔ ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی لوگ بے حکم ہیں۔"

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و رضی اللہ عنہم سے خلافت راشدہ کا وعدہ فرمایا ہے جو کمال غلبہ دین داری کی سلطنت عظمیٰ سے عبارت ہے۔ یہ پیشین گوئی و بشارت خداوندی پوری طرح صحیح ثابت ہوئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چار یاران باصفا کو خلافت راشدہ سے نوازا۔

کائنات پر غالب رسول

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ وکفی باللہ شھیدا ○ (پارہ ۲۶ ' سورۃ فتح ' رکوع ۱۲)

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔" (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس زمانے میں سب مذاہب میں سب پر غالب تر فارس کے مجوسی تھے۔ اس کے بعد روم کے عیسائی لیکن بہت جلد تھوڑے ہی عرصہ میں اہل اسلام ان دونوں پر غالب آ گئے۔ فارس کی سلطنت تو چند روز میں بالکل تباہ و برباد ہو گئی۔ اس سلطنت کا نام و نشان باقی نہ رہا اور روم کی حکومت بھی مغلوب ہو گئی۔ ان کے اکثر ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے اور رفتہ رفتہ ہندو اور دیگر اہل ادیان بھی مسلمانوں سے مغلوب ہو گئے۔

کافروں کی شکست

سیھزم الجمع ویولون الدبر ○ (پارہ ۲۷ ' سورۃ قمر ' رکوع ۱۰)

یعنی "اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے۔"

(کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں خبر دی کہ کافروں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں شکست فاش ہو گی اور وہ بھاگ جائیں گے۔ واقعہ اسی کے مطابق رونما ہوا۔ اور بدر کے مسلمانوں کی مختصر جماعت تین سو تیرہ نہتے اور بے سروسامان مجاہدین لشکر کفار قریش جن کی تعداد ساڑھے نو سو (۹۵۰) مسلح اور پورے ساز و سامان اور کروفر کے ساتھ مقابلہ میں آیا تھا بری طرح شکست کھا گیا اور ارشاد الٰہی کے بموجب مسلمانوں کو شاندار اور تاریخی فتح و کامرانی نصیب ہوئی۔

دردناک عذاب

قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الٰی قوم اولی باس شدید تقاتلونھم اویسلمون۔ فان تطیعوا یؤتکم اللہ اجراً حسناً۔ وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما ○

(پارہ ۲۶، سورۂ فتح، رکوع ۱۰)

یعنی "ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔" (کنزالایمان)

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مسلمانوں کو صلح حدیبیہ کے بعد ایسے لوگوں سے جنگ کرنے کا اتفاق ہو گا جو بہت زیادہ قوت و طاقت والے ہوں گے۔ یہاں تک کہ جو لوگ سفر حدیبیہ میں ساتھ جانے سے رہ گئے تھے ان کو حاکم اسلام پھر جنگ کے لئے بلا لے گا۔

واقعہ اسی پیشین گوئی کے مطابق ظاہر ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وقت میں لڑائیاں بہت طاقت والوں سے ہوئیں جیسے

مسیلمہ وغیرہ مرتدین عرب' بادشاہ فارس اور بادشاہ روم سے اور ان دونوں خلفاء نے اعراب کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے بلایا۔

رسول اللہ ﷺ کا محافظ خود اللہ ہے

یاَیھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالته۔ واللہ یعصمک من الناس۔ ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین○

(پارہ ۶' سورۂ مائدہ' رکوع ۱۴)

"اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔"

(کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا کہ وہ آپ کو محفوظ و مامون رکھے گا اور اس نے خود خبر دی کہ آپ کو کوئی قتل نہ کر سکے گا۔ چنانچہ یہ وعدہ الٰہی سچا ثابت ہوا اور کوئی شخص آپ کو قتل نہ کر سکا۔ حالانکہ لاکھوں اشخاص آپ کے دشمن تھے اور کئی لوگوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

بخاری و مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر جہاد میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حضور ﷺ نجد کی جانب تشریف لے گئے تھے راستہ طے کرتے ہوئے ایک روز دوپہر کے وقت ایک جنگل جس میں بہت سے کانٹے دار درخت تھے قیام کیا۔ لوگ جابجا درختوں کے سائے میں ادھر ادھر ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت سمرہ کے نیچے اترے اور اپنی تلوار اس درخت پر لٹکا دی۔ ہم لوگ تھوڑی دیر سوئے تھے کہ آپ نے ہم کو

بلایا' ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہے' آپ نے بیان فرمایا کہ :

"میں سو رہا تھا اس نے میری تلوار نکال لی' میں بیدار ہو گیا' دیکھا کہ ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے اس نے مجھ سے کہا اب تم کو کون بچائے گا؟ میں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ!"

دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ نے فرمایا اللہ تو آپ کے رعب و جلال سے تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی اور آپ نے تلوار اپنے قبضے میں کر لی اور اس سے فرمایا۔

"اب تمہیں کون بچائے گا؟"

اس نے کہا۔

"اے محمد ﷺ آپ مجھ کو بخش دیجئے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اخلاق کریمانہ سے اس کو معاف کر دیا وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ۔

"میں ایسے شخص کے پاس سے آ رہا ہوں جو سارے انسانوں سے بہتر و افضل ہے۔"

اس قسم کے کئی واقعات احادیث و سیر کی کتابوں میں مذکور ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سخت سے سخت منزل میں آپ کی غائبانہ مدد فرمائی اور دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ رکھا۔

ترمذی شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ سوتے وقت محافظت کے لئے پہرہ کا انتظام فرمایا کرتے تھے لیکن جب آیت مبارکہ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آپ نے خیمہ میں سے سر مبارک نکال کر پہرہ داروں سے فرمایا۔

"اب تم لوگ چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے محافظت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اب ہمیں پہرے کی حاجت نہیں۔"

یہود ہمیشہ مغلوب رہیں گے

لَن یضروکم الا اذی۔ وان یقاتلوکم یولوکم الادبار۔ ثم لا ینصرون○ (پارہ ۴' سورۃ آل عمران' رکوع ۳)

"وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہو گی۔" (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہود کبھی اہل اسلام پر غالب نہ ہوں گے اور ان سے مسلمانوں کو کوئی بڑا صدمہ نہ پہنچ سکے گا اور جب مسلمانوں سے لڑائی کریں گے تو شکست پائیں گے اور ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔ کلام الٰہی کی یہ پیشین گوئی پوری طرح صحیح ثابت ہوئی کہ کبھی یہود مسلمانوں پر کوئی دست درازی نہ کر سکے اور ہر جنگ میں انہوں نے شکست کھائی۔ چنانچہ بنو قریظہ اور بنونضیر اور بنو قینقاع اور یہود خیبر سب نے اسلام کے عہد میں جنگوں میں شکست اٹھائی اور ہمیشہ مغلوب اور ذلیل ہوئے۔ آخر کار ان کی مغلوبیت اس حد تک پہنچ گئی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جزیرۂ عرب سے باہر نکال دیا۔

حضور ﷺ کا علم غیب

بخاری شریف میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وعظ میں قیامت تک ہونے والے تمام واقعات و حالات سب بیان فرما دیئے۔ جس نے یاد رکھا اسے یاد رہے اور جو بھول گئے بھول گئے۔ میرے اصحاب کو اس بیان کا علم ہے اور بعض چیزیں اس میں سے ہوئی ہیں کہ میں اس کو بھول گیا تھا۔ پھر میں جب اسے دیکھتا ہوں تب مجھے یاد آجاتی ہے۔ یعنی وہ خبر جب واقع ہوتی ہے تو میں پہچان جاتا ہوں کہ یہ وہی خبر ہے جس کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی جس طرح کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہو اور وہ شخص غائب ہو جائے پھر جب اسے دیکھتا ہے تو فوراً پہچان لیتا ہے۔ (مسلم ۲/۲۹۰، مشکوۃ کتاب الفتن ۴۷۱)

درحقیقت خادمان فن حدیث پر یہ بات بخوبی واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام آنے والے واقعات کی خبر دی اور اکثر خبریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق رونپذیر ہوئیں۔ آپ کی غیب کی خبروں کا شمار اور احاطہ دشوار ہے یہاں بعض مشہور و اہم غیبی خبریں درج کی جا رہی ہیں۔

خلفائے اربعہ کے متعلق خلافت کی غیبی خبر

حضرت ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفینہ مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب سرور کائنات حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد تعمیر فرمائی ایک پتھر آپ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد میں رکھا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو۔ پھر حضرت

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم اپنا پتھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رکھو' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پاس رکھو' پھر آپ نے ارشاد فرمایا یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

(مستدرک ۳/۹۶ دلائل النبوۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت کے متعلق فرمایا تھا اسی ترتیب سے خلفائے مذکورہ بالا کی خلافت واقع ہوئی یعنی پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ و جانشین ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین و خلیفہ

حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے بنی مصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا اور یہ کہا کہ ہمارے لئے حضور ﷺ سے دریافت کرو کہ آپ کے بعد ہم صدقات کس کے پاس لائیں؟ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے پوچھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ :

"ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لائیں۔"

میں نے لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سنایا' انہوں نے پھر بھیجا اور کہا یہ پوچھ کر آؤ کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کچھ حادثہ ہو اس وقت صدقات ہم کس کے پاس لائیں؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر پوچھا' آپ نے ارشاد فرمایا کہ :

"عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائیں۔"

ان لوگوں نے مجھے پھر بھیجا کہ اب جا کر یہ معلوم کرو کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر

بھی کچھ حادثہ آئے (یعنی رحلت فرما جائیں) پھر ہم صدقات کس کے پاس لائیں؟ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اس کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لائیں۔"

میں نے ان لوگوں کو بتا دیا' انہوں نے پھر یہ دریافت کرنے کے لئے مجھے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بھیجا کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی کچھ حادثہ آجائے اس وقت صدقات کس کے پاس لائیں؟ میں نے جا کر معلوم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اگر عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی کچھ حادثہ پیش آجائے تو خرابی ہے تمہیں ہمیشہ اور خرابی۔" (مستدرک ۳/۷۷)

خلافت کے متعلق خواب

صحیحین میں بروایت حضرت ابوہریرہ و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں اور اس پر ایک ڈول ہے تو میں نے اس میں سے جس قدر خدا نے چاہا پانی نکالا۔ پھر اس ڈول کو ابوبکر نے لیا اور اس کنوئیں میں سے ایک ڈول یا دو ڈول آہستگی سے نکالے۔ پھر وہ ڈول بہت بڑا ڈول ہو گیا اور اس کو عمر بن خطاب نے لیا تو میں نے کوئی آدمی جوان قوی ان کے مانند نکالتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور کنوئیں کے پاس جمع ہو گئے۔" (بخاری شریف ۱/۵۲۰)

حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ابوداؤد اور حاکم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

"رات ایک مرد صالح نے خواب میں دیکھا کہ ابوبکر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ معلق کیے گئے ہیں اور عمر ابوبکر کے ساتھ اور عثمان عمر کے ساتھ۔" (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر جب ہم آپ کی خدمت اقدس سے اٹھے تو ہم نے آپس میں کہا کہ وہ مرد صالح جس نے یہ خواب دیکھا ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور ان میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ معلق ہونا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات والی ہوں گے اس امر کے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

(مستدرک ۳/۷۱)

خلافت تیس سال تک رہے گی

حاکم نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب نماز سے فارغ ہوتے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرماتے۔

"کسی نے تم میں سے خواب دیکھا ہے؟"

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان پر سے اتری تو اس کے ایک پلے میں آپ رکھے گئے اور دوسرے میں ابوبکر تو آپ کا پلہ بھاری رہا۔ پھر ابوبکر کے ساتھ دوسرے پلے میں عمر کو رکھا تو ابوبکر کا پلہ بھاری رہا۔ پھر عثمان کو دوسرے پلے میں رکھا تو عمر وزن میں بھاری رہے اور پھر ترازو اٹھ گئی۔"

یہ خواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا' پھر

آپ نے فرمایا۔۔

"خلافت تیس برس رہے گی اس کے بعد بادشاہی ہو گی۔"

اس حدیث پاک کے مضمون کو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ (مستدرک ۷۱/۳)

خلفاء اربعہ کی ترتیب

ابوداؤد نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "ایک شخص نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا تو حضرت ابوبکر ؓ آئے اور اس ڈول کو اس کی رسیوں سے تھاما اور تھوڑا سا پانی پیا۔ پھر حضرت عمر فاروق ؓ آئے اور انہوں نے بھی ڈول کو رسیوں سے تھام کر پانی پیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان ؓ آئے اور انہوں نے ڈول کو رسیوں سے تھام کر پانی پیا اور خوب سیراب ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت علی ؓ آئے اور ایسا ہی کیا تو رسیاں کھل گئیں اور اس میں سے کچھ پانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آپڑا۔"

اسی طرح اور احادیث میں بھی اسی قسم کا مضمون وارد ہے۔ اس مقام پر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ایک ہی ٹھوکر سے جبل احد کا زلزلہ جاتا رہا

بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ احد پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا اور آپ کو ہلایا۔ آپ ﷺ نے اس پر ٹھوکر مار کر فرمایا۔

"اے کوہ احد اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔" (بخاری ۱/۵۲۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر جیسا فرمایا تھا اسی کے مطابق ہوا۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے اور دو شہید حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے فرمایا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابولولو مجوسی نے شہید کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلوائیوں اور باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

جنت کی بشارت

بخاری اور مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا ایک شخص دروازے پر آیا اور دروازہ کھلوایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کھول آؤ اور اس آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔

میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ کو بہشت کی بشارت سنائی۔ وہ حمد الٰہی بجالائے۔

پھر ایک اور شخص نے آکر دروازہ کھلوایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔

میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جنت کی بشارت دی وہ بھی حمد الٰہی بجا لائے۔

پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا' حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور اس شخص کو بہشت کی بشارت دو ایک بلوے کے اوپر جو اس پر ہوگا۔

میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے ان کو بھی جنت کی بشارت دی وہ بھی اللہ کی حمد بجالائے۔ پھر انہوں نے کہا خدا کی مدد چاہئے۔

(بخاری ۱/ ۵۲۲۔ ترمذی ۲/ ۲۱۲)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلوا ہونے کی خبر دی تو اسی کے مطابق واقع ہوا کہ آخر اہل مصر و عراق نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلوا کر کے ان کو شہید کر دیا۔

پہاڑ کا ہلنا بند ہو گیا

صحیح مسلم شریف میں ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبل نور پر تشریف فرما تھے' آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"ٹھہر جا تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید ہی تو ہیں۔" (ترمذی ۲/ ۲۱۰)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شہید ہونے کی خبر دی تو اسی کے مطابق واقع ہوا اور ان سب حضرات نے جام شہادت نوش فرمایا۔

دروازہ ٹوٹے گا یا کھلے گا؟

صحیحین میں ہے کہ شقیق نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کو جو کچھ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فتنے کے بارے میں معلوم ہو جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا تو بیان کرو۔ میں نے کہا تمہیں اس فتنے سے کیا سروکار ہے۔ تمہارے اور اس کے درمیان ایک دروازہ بند ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔

"دروازہ ٹوٹے گا یا کھلے گا؟"

میں نے کہا۔

"دروازہ ٹوٹے گا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"پھر کبھی بند نہ ہو گا۔"

شقیق کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ دروازہ کون ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"ہاں بالکل ایسا ہی جانتے تھے جیسا کل سے پہلے رات ہے۔"

شقیق کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت کے سبب ہم دریافت نہ کر سکے کہ "دروازہ کون ہے؟"

ہم نے مسروق سے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معلوم کرو کہ دروازہ کون ہے؟ جب انہوں نے پوچھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دے دی تھی کہ جب تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہیں گے امت کے اندر کوئی فتنہ واقع نہ ہو گا۔

واقعہ یوں ہی رونما ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات تک

ان کے دور خلافت میں اسلام کی روز بروز ترقی ہوتی رہی اور مسلمانوں کے اندر کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود باعث رحمت

ایک دن حضرت عمر اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی باہم ملاقات ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر مروڑا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"میرا ہاتھ چھوڑ دو۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"اے ابوذر! یہ کیا کہہ رہے ہو۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تھے اور تم آئے اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

"جب تک یہ شخص تمہارے درمیان رہے گا تم پر کوئی فتنہ نہ آئے گا۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی خبر

امام احمد ترمذی' ابن ماجہ اور حاکم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :

"اے عثمان بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا پھر اگر منافقین چاہیں کہ تم وہ قمیص اتار دو تو تم نہ اتارنا یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو۔"

(مستدرک ۳/۱۰۰' ترمذی ۲/۲۱۱' صواعق محرقہ)

اس حدیث پاک میں قمیص سے خلافت کی طرف اشارہ ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو خلافت عطا فرمائے گا۔ پھر اگر بے دین لوگ تم سے خلافت چھیننا چاہیں تو خلافت سے دستبردار نہ ہونا اور تادم مرگ امر خلافت سے علیحدہ نہ ہونا۔ واقعہ ارشاد پاک کے مطابق ظاہر ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور بلوائیوں باغیوں نے ان سے خلافت سے علیحدگی کا مطالبہ کیا لیکن آپ نے تخت خلافت کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر کاربند ہو کر نہیں چھوڑا اور کہہ دیا :

"مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عہد لیا ہے میں اس پر ثابت قدم رہوں گا"

بے گناہ قتل ہوں گے

ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ :

"اس میں بے گناہ مارے جائیں گے۔" (ترمذی ۲/ ۲۳)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خبر درست ثابت ہوئی کہ مصر اور عراق کے بلوؤں اور فتنوں میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے گناہ شہید ہوئے۔

کل کیا ہو گا؟

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن ارشاد فرمایا کہ :

"کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ وہ

اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔"

جب صبح ہوئی لوگ علم عطا کئے جانے کی امید میں خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا "علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو بلا لاؤ۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن پاک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ وہ اس طرح ٹھیک ہو گئیں گویا دکھتی ہی نہ تھیں۔ پھر سرور کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو علم عطا فرمایا۔ (بخاری ۱/۵۲۵، مناقب علی ابن ابی طالب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں خبر دی تھی کہ "کل میں جس کو علم (جھنڈا) دوں گا اس کے ہاتھ سے قلعہ خیبر فتح ہو جائے گا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شجاعت و بہادری سے خیبر فتح ہوا۔

یہ دوستی سدا قائم نہ رہے گی

بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو باہم ہنستے ہوئے دیکھا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ...

"تم زبیر کو دوست رکھتے ہو؟"

عرض کیا کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ان کو کیونکر دوست نہ رکھوں وہ میری پھوپھی کے لڑکے ہیں اور میرے دین پر ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی

یہی سوال فرمایا۔۔۔

"تم علی کو دوست کیوں رکھتے ہو؟"

انہوں نے کہا کہ "میں علی کو کیوں دوست نہ رکھوں وہ میرے ماموں کے بیٹے ہیں اور میرے دین پر ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی موقع پر خبر دی تھی کہ ان دونوں کے درمیان جنگ ہو گی تو واقعہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ جمل میں حضرت علی' حضرت زبیر کے مقابلے میں آ گئے۔ (نسیم الریاض)

رافضیوں اور ناصبیوں کی خبر دینا

امام احمد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ "تمہارا حال مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے کہ ان کو یہودیوں نے دشمن رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے انہیں دوست رکھا یہاں تک کہ ان کو اس مرتبہ پر پہنچایا جو ان کا نہ تھا یعنی تمہاری شان میں بھی افراط و تفریط ہو گی۔ کچھ لوگ تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور تمہارا درجہ اتنا گھٹائیں گے کہ تم کو برا کہیں گے اور جھوٹی تہمتیں لگائیں گے اور کچھ لوگ تمہارے دوست بن کر تمہیں اتنا بڑھائیں گے کہ تمہارے لئے جنت زیادہ مرتبہ ثابت کریں گے' یہاں تک کہ خدا کہنے لگیں گے۔ (احمد فی مسند ۱ / ۱۶۰ برقم ۱۳۷۶ مستدرک ۳ / ۱۲۳ کنز العمال ۱۳ / ۱۲۵ برقم ۳۶۳۴۹ کتاب السنہ ابن ابی عاصم ۲ / ۴۸۳ برقم ۱۰۰۱)

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق جو خبر دی تھی وہ پوری ہوئی کہ نواصب اور خوارج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتے ہیں' غلط تہمتیں لگاتے ہیں۔ غالی اور روافض ان کو

اللہ کا ورجہ دیتے ہیں۔

امت کا سب سے زیادہ بدبخت

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ :

"کچھ جانتے ہو کہ اگلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی کون تھا اور اس امت میں سب سے زیادہ شقی کون ہے؟"

انہوں نے عرض کیا "مجھے نہیں معلوم۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "اگلی امتوں میں بدبخت ترین قوم ثمود کا سرخ رنگ کا قدار بن سالف تھا جس نے ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹیں اور اس امت کا سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی اور اسی تلوار سے شہید ہو گے۔"

(احمد فی مسندہ ۴/ ۲۶۳ برقم ۱۸۵۱۱ و حاکم فی مستدرک ۳/ ۱۴۱)

اس حدیث پاک میں اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ صحیح نکلی کہ عبدالرحمن بن ملجم خارجی نے صبح کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیشانی پر تلوار ماری اور ان کا خون بہہ کر داڑھی مبارک پر آیا اور اسی سے آپ شہید ہوئے۔

شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خبر دینے سے اپنی شہادت کا مفصل واقعہ معلوم تھا' اسی وجہ سے جس رات صبح کے وقت یہ المناک حادثہ رونما ہوا آپ نے کئی مرتبہ آسمان کی

جانب دیکھ کر فرمایا :

"واللہ میں نے جھوٹ بات کہی اور نہ مجھ سے جھوٹ بات کہی گئی۔ یہ تو وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا۔"

سحری کے وقت بطخیں آپ کے سامنے چلانے لگیں۔ لوگوں نے ان کو بھگایا۔ آپ نے فرمایا کہ "چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں"

پھر مؤذن نے آکر نماز کے لئے کہا' آپ نماز کے لئے نکل کر مسجد کی طرف تشریف لے چلے اسی وقت بدبخت اور روسیاہ ابن ملجم نے آپ کی پیشانی پر تلوار ماری۔ (صواعق محرقہ)

ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جب آپ کوفہ کے منبر پر تشریف فرما تھے اس آیت کریمہ کے معنی دریافت کئے۔ رجال صدقوا ماعھد و اللہ علیہ فمنھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر مابدلو تبدیلاO (پارہ ۲۱' سورۂ احزاب' رکوع ۱۹)

"کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔" (کنزالایمان)

مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب میں فرمایا کہ یہ آیت میری شان میں اور میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور چچا کے بیٹے حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کام پورا کیا کہ جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ غزوہ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا اور میں منتظر ہوں شقی ترین اس امت کا میری داڑھی کو میرے خون سے رنگین کرے گا۔ ایسا ہی کرے گا ایسا ہی مجھ سے میرے حبیب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد لیا ہے۔

ایک مرتبہ ابن ملجم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں سواری طلب

کرنے کے لئے آیا آپ نے اس کو ایک سواری دے کر فرمایا۔

"واللہ یہ میرا قاتل ہے۔"

لوگوں نے عرض کیا" آپ اس کو قتل کیوں نہیں کر ڈالتے؟"

آپ نے جواب دیا" پھر مجھے کون قتل کرے گا؟" (صواعق محرقہ)

خلافت و فتوحات اور عہد خلافت کی خبریں

امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

" خلافت تیس برس تک رہے گی اس کے بعد ملوکیت بادشاہت بن جائے گی۔" (مستدرک ۳/ ۱۴۵' ابوداؤد ۲/ ۲۸۴' ترمذی ۲/ ۴۶)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد صحیح و درست ثابت ہوا کہ چار یار باصفا کی خلافت بکمال دینداری و شوکت تھی جو تیس سال کی مدت میں تمام ہو گئی اس کے بعد انتظام دینداری اور عدل و انصاف کی رعایت جس طرح خلفائے راشدین کے عہد میں تھی باقی نہ رہی۔

نبوت' خلافت اور بادشاہت

" دلائل النبوۃ" میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

" تم میں نبوت جب تک اللہ چاہے گا رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا لے گا۔ اس کے بعد خلافت طریقہ نبوت پر ہو گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا ظلم و جبر والی ملوکیت ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر خلافت طریقہ نبوت پر ہو گی۔ پھر آپ نے سکوت فرمایا۔"

اس حدیث پاک کے راوی حبیب کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تب میں نے یہ حدیث ان کے پاس بھیجی اور میں نے لکھا کہ مجھے امید ہے کہ میرے بعد جبر والی بادشاہی کے تم خلیفہ راشد ہو گے۔ وہ یہ حدیث سن کر بہت خوش ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث پاک میں جو غیب کی خبر بتائی تھی اسی کے مطابق خلافت و بادشاہت ظاہر ہوئی۔

امت کی بادشاہی

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا۔ میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا' میں نے جہاں تک دیکھا وہاں تک عنقریب میری امت کی بادشاہی پہنچے گی۔"

(مشارق الانوار)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس غیبی خبر کے مطابق زمانہ قریب یعنی عہد خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں اتنا عرض و طول آپ کی امت کی بادشاہی کا ہوا کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی اتنی طویل سلطنت نہ تھی۔ چنانچہ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں عرض سلطنت اسلام قسطنطنیہ سے عدن تک اور طول اندلس سے بلخ اور بلخ سے کابل تک پہنچا اور اس کے بعد مجاہدین کی سعی و جدوجہد سے ہند و سندھ کی سلطنتیں بھی ممالک اسلامیہ میں داخل ہو گئیں اور اسلامی حکومت و سلطنت کی لمبائی بنگال (منتہائے مشرق) سے بحر طنجہ (انتہائے آبادی مغرب) تک پھیل گئی۔

خزانہ کسریٰ کی فتح

صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"مسلمانوں کی ایک جماعت بادشاہ فارس کسریٰ کا خزانہ فتح کرے گی۔ وہ خزانہ سفید کوشک میں ہے۔"

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایسا ہی ہوا کہ شہر مدائن جو خاندان کسریٰ کا دارالسلطنت تھا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا اور یزدگرد جو اس زمانے میں خاندان کسریٰ کا بادشاہ تھا شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اور کوشک ابیض کا سب خزانہ اہل اسلام کے قبضہ و تصرف میں آگیا۔

مصر کی فتح

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"تم مصر کو فتح کرو گے جہاں قیراط کا نام لیا جاتا ہے۔ پس وہاں کے لوگوں سے نیکی کرنا۔ اس واسطے کے انہیں امان ہے اور ان سے قرابت ہے اور جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے ہوئے دیکھو تو اے ابوذر! وہاں سے نکل جانا۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن شرجیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے ہوئے دیکھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔ اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ملک مصر کی فتح کی خبر دی اور اس بات کی کہ ابوذر دو آدمیوں کو جھگڑتے دیکھیں گے۔ واقعہ اسی طرح ظہور پذیر ہوا اور ملک مصر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ عہد خلافت میں فتح ہوا اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے ہوئے بھی دیکھا۔

فائدہ : حضرت ماریہ قبطیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں جن کے بطن سے حضرت ابراہیم آپ کے فرزند پیدا ہوئے۔ وہ قوم قبط سے تھیں جو مصر کی اصل باشندہ تھیں اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ مصر نے آپ کو بھیجی تھی تو ان کے طفیل سے مصر کے لوگوں کو امان ملی اور حضرت ہاجرہ حضرت اسمائیل علیہ السلام کی والدہ بھی مصر کی تھیں اور عرب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں تو عرب کے اہل مصر ننھالی رشتہ دار ہوئے۔

قیراط پانچ جو برابر سونے کے ہوتا ہے مصر میں اس کا بہت رواج تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جب دو آمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھنا تو وہاں سے نکل آنا۔ بظاہر اس کی وجہ یہ تھی کہ مصر میں فتنہ برپا ہونے والا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وہاں کے آدمی بلوا کر کے چڑھ آئے تھے تو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑنا شدید خصومت و جنگجوئی اور فتنہ انگیزی کی علامت ہے۔ اس واسطے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ جب ایسا حال دیکھنا تو فتنہ انگیزی وہاں سے قریب ہو گی تو تم وہاں سے نکل جانا۔

تین باتوں کی غیبی خبر

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدی بن حاتم کو مخاطب کر کے فرمایا :

"اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تو دیکھے گا کہ تنہا ایک شتر سوار عورت حیرہ سے چلے

گی یہاں تک کہ کعبہ کا طواف کرے گی وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتی ہوگی اور تیری زندگی لمبی ہوئی تو دیکھے گا تقسیم کئے جائیں گے کسریٰ کے خزانے اور اگر تیری عمر زیادہ ہوگی تو دیکھے گا کہ آدمی اپنی مٹھی بھر سونا اور چاندی خیرات کے لئے نکلے گا اور ایسے شخص کو تلاش کرے گا کہ اسے قبول کرے اور نہ پائے گا۔"

اس حدیث پاک میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتوں کی خبر دی۔ ایک ملک عرب میں راستے کے امن و امان کی کہ اکیلی عورت دور دراز کا سفر کرے گی۔ کوفہ سے متصل حیرہ ایک شہر ہے وہاں سے مکہ مکرمہ تک بقصد حج باطمینان جائے گی اور کوئی اس کے لئے حارج و معترض نہ ہوگا۔

دوسری ملک ایران کی فتح اور وہاں کے خزانوں کی اہل اسلام پر تقسیم ہونے کی۔ تیسری کثرت دولت و ثروت کی کہ اس قدر دولت ہوگی کہ تلاش کے باوجود کوئی مفلس صدقہ و خیرات لینے والا نہیں ملے گا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حدیث مذکور کی روایت کے بعد میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عورت شتر سوار حیرہ سے مکہ مکرمہ بلاخوف و خطر گئی اور میں اس لشکر میں موجود تھا جس نے کسریٰ کا خزانہ فتح کیا اور جو زندہ رہے گا تیسری بات بھی دیکھے گا۔

بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ وہ تیسری بات بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہو چکی اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں واقع ہوگی۔

کسریٰ کے کنگن اور اختیار مصطفیٰ ﷺ

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ :

"تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔" (نسیم الریاض)

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں دونوں کنگن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں پہنا دیئے اور کہا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے یہ کنگن کسریٰ کے ہاتھوں سے چھینے اور سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے۔

کسریٰ کے یہ سونے کے کنگن بہت قیمتی تھے۔ حضرت عمر فاورق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے کنگن حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں ڈال دیئے تھے۔ جو ان کے کندھوں تک پہنچ گئے۔ اس سے یہ شبہ لازم نہیں آتا کہ سونے کا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے کے کنگن کیوں پہنائے؟ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اپنا اختیار استعمال فرما کر جائز کر دیئے تھے۔

موت کا علم

صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں ایام حجۃ الوداع میں بیمار ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لائے۔ وہ غلبہ مرض کے سبب جانتے تھے کہ اس مرض سے مر جاؤں گا۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری وارث ایک بیٹی ہی ہو گی۔ میں اپنے مال کے دو حصوں کے لئے خیرات کی وصیت کر جاؤں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں" انہوں نے پھر عرض کیا نصف مال کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" پھر انہوں نے تہائی مال کے لئے عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تہائی بہت ہے" پھر آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایا کہ :

"تم زندہ رہو گے یہاں تک کہ تم سے بہت سے لوگوں کو نفع ہو اور بہت سے لوگ نقصان اٹھائیں۔" (بخاری شریف ا/ ۳۸۳ مشارق و نسیم الریاض)

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بیماری سے شفاء پائیں گے اور اتنا جئیں گے کہ ان سے بہت سے لوگوں کا بھلا اور بہت سے لوگوں کا برا ہو گا۔"

چنانچہ اسی کے مطابق ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بیماری سے صحت یاب ہو کر تقریباً پچاس برس اور زندہ رہے اور مسلمانوں کو ان کی ذات سے نفع عظیم ہوا اور کفار مجوس کو ان سے بھاری نقصان پہنچا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ملک فارس انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوا اور قادسیہ کی جنگ عظیم جس میں تیس بتیس ہزار آدمی مسلمانوں کی طرف سے اور ان کے مقابلے میں ڈیڑھ لاکھ مجوسی تھے۔ رستم بن فرخ زلو کو یزدگرد بادشاہ مجوس نے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن تدبر سے اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی۔ رستم مارا گیا اور شہر مدائن جو نوشیرواں کا تخت گاہ تھا انہیں کے جہاد سے مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور وہ سفید محل کا خزانہ جو نوشیرواں کے خاندان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا جس کے متعلق حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اہل اسلام اس کو باہم تقسیم کریں گے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی وجہ سے مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔

قیامت سے پہلے چھ چیزیں

بخاری شریف میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ غزوۂ تبوک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے۔ آپ ایک چمڑے کے خیمے میں رونق افروز تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے شمار کرلو۔

۱... میری وفات۔

۲... اس کے بعد' فتح بیت المقدس۔

۳... ایک وبا: جو تم میں مانند قصاص بکریوں کے ہوگی۔ (قصاص بکریوں کی بیماری جس میں مبتلا ہوکر بکری فوراً مرجاتی ہے)

۴... مال کی کثرت: یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیں گے پھر بھی وہ ناخوش رہے گا۔

۵... ایک زبردست فتنہ جس سے عرب کا کوئی گھر خالی نہ ہو گا جس میں وہ داخل نہ ہو گا۔

۶... ایک صلح جو تمہارے اور نصاریٰ کے درمیان ہو گی' پھر وہ بدعہدی کریں گے اور تمہارے مقابلہ کو آئیں گے اسی (۸۰) جھنڈوں کے نیچے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار ہوں گے۔

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علامات قیامت کے بیان میں کئی باتوں کا واقع ہونا بتایا۔

اول: بیت المقدس کی فتح جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد حاصل ہوئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بیت المقدس فتح ہوا' حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کے امیر الامراء تھے۔ قلعہ بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ قلعہ کے اندر قسیس تھا۔ اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت دیکھ کر کہا کہ یہ قلعہ تمہارے ہاتھ پر فتح نہ ہو گا۔ اس قلعہ کے فاتح کا نام اور حلیہ ہمارے یہاں لکھا ہوا ہے۔ اس کا نام عمر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیرالمومنین حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات سے مطلع کیا۔ حضرت عمر بذات خود بیت المقدس تشریف لے گئے۔ اس قسیس نے آپ کی صورت دیکھتے ہی کہا کہ یہی شخص ہیں جن کے ہاتھ پر قلعہ کا فتح ہونا لکھا ہے اور اسی وقت بغیر کسی مزاحمت کے قلعہ خالی کر دیا۔

دوم : فتح بیت المقدس کے بعد ایک بہت بڑی وبا کا ظاہر ہونا۔ چنانچہ اس غیبی خبر کے مطابق عمواس میں جہاں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر بیت المقدس کے متصل تھا ۱۶ ہجری میں ایسی زبردست وباء واقع ہوئی کہ تین روز میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی وبا میں وفات پائی۔

سوم : مال و دولت کی کثرت و فراوانی ۔ تو یہ صورت حال بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئی۔

چہارم : ایک عظیم فتنہ کہ عرب کے سب گھروں میں داخل ہو جائے گا۔ اس فتنہ سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل ہے کہ ایک بلائے عظیم مسلمانوں کے اندر پیدا ہوئی اور بہت سی جنگیں مسلمانوں میں اس کی وجہ سے واقع ہوئیں۔ حقیقت میں کوئی شخص ہی اس فتنہ سے محفوظ رہ سکا۔

پنجم : مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان معاہدۂ صلح ۔ اس کے بعد نصاریٰ کی عہد شکنی اور ان کا اسی نشان کے ساتھ اہل اسلام پر چڑھائی کرنا تو یہ واقعہ قریب زمانہ قیامت کے ہو گا اور حضرت مہدی علیہ السلام اس لشکر پر فتح پا کر نصاریٰ کا استیصال فرمائیں گے۔

چل تو بھی جنتی

صحیح بخاری شریف میں ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک

روز رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھر پر آرام فرمایا اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہنسنے کا سبب کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے دیکھا کہ میری امت کے لوگ جہاز پر سوار دریا میں جہاد کر رہے ہیں جیسے بادشاہ اپنے تخت پر ہوتے ہیں۔ تو جو لشکر دریا میں جہاد کرے گا اس پر جنت واجب ہوئی۔"

میں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمایئے کہ میں ان غازیوں میں شریک ہوں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"چل تو بھی ان میں داخل"

آپ ﷺ پھر آرام فرمانے لگے، پھر ہنستے ہوئے جاگے، میں نے عرض کیا

"حضور کے ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر میں جہاد کرے گا اس کے گناہ معاف ہوں گے" (بخاری ۱/ ۴۰۳ باب غزوۃ المرأۃ فی البحر۔ ابن ماجہ ۱۹۹ ۔ ترمذی ۱/ ۲۹۴ ابوداؤد و نسائی فی جہاد)

میں نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ان غازیوں میں ہوں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تو ان میں نہیں' تو پہلی قسم کے غازیوں میں ہے۔ (ازالتہ الخلفاء)

اس حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تین باتوں کی خبر دی۔

- پہلی' اپنی امت کے دریائے شور میں جہاد کرنے کی۔
- دوسری' ام حرام کے شریک جہاد ہونے کی۔
- تیسری' قسطنطنیہ روم کے دارالسلطنت سے جہاد کرنے کی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق تینوں باتیں واقع ہوئیں۔ اول' دریائے شور میں جہاد عہد عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں باہتمام حضرت معاویہ واقع ہوا اور ام حرام اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوئیں۔ وہ جہاز پر سوار ہوئیں اور اسی سفر میں جہاز سے اتر کر گھوڑے پر سے گر کر شہید ہوئیں اور شہر قسطنطنیہ کو آپ کی امت نے جہاد کر کے فتح کیا۔ چنانچہ روم کا دارالسلطنت وہی شہر تھا اور اب اسے استنبول کہا جاتا ہے۔

اہل بیت اطہار کے متعلق غیبی خبریں

اہل بیت میں حضور ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلی وفات پانے والی خاتون

صحیحین میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں مرحبا کہا اور اپنے پاس بٹھایا اور ان کے کان میں کچھ کہا۔ وہ بہت روئیں' آپ نے ان کو غمگین رنجیدہ دیکھ کر دوسری بار کان میں کچھ فرمایا تو آپ ہنسنے لگیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو میں نے سرگوشیوں کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا راز ظاہر نہ کروں گی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمالیا تو میں نے سیدہ فاطمہ سے اس کے بارے میں جاننا چاہا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اب میں بتادیتی ہوں...

"پہلی بار آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر سال جبرئیل مجھ سے قرآن شریف کا ایک دور کیا کرتے تھے اس سال انہوں نے دو بار کیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا وصال قریب ہے۔ اس خبر کو سن کر میں بہت روئی۔ دوسری بار آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اہل بیت میں سے تم میرے پاس پہنچو گی۔ تب میں ہنسی۔"

مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد پاک کے بموجب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسرے اہل بیت سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال سے چھ مہینے کے بعد وفات پائی۔

(بخاری شریف ۱/ ۵۳۲۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۲۴۷۔ لفظہ)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ امت کے سردار

بخاری شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔"

(بخاری ۱/ ۵۳۰۔ مناقب الحسن والحسین)

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ غیبی خبر صحیح ثابت ہوئی کہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ مسلمانوں کے امیرو خلیفہ مقرر ہوئے۔ ایک بڑا لشکر جرار جو چالیس ہزار آدمیوں پر مشتمل تھا لے کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آ گئے۔ ادھر سے وہ بھی ایک بڑی فوج لے کر آئے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صورت حال کے پیش نظر سیادت ذاتی و علم جبلی کے تحت اس خیال سے کہ جنگ کی صورت میں طرفین کے ہزاروں مسلمان مارے جائیں گے ان سے مصالحت کر لی۔ یہ صلح ۱۵ جمادی اولیٰ ۴۱ ہجری میں ہوئی۔ اس سال کا نام عرب نے "عام الجماعۃ" رکھا اس لئے کہ سب امت ایک خلیفہ کے معاملے میں جمع ہو گئی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت اور شہادت کی خبر

بیہقی نے ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"میں نے رات کو بہت برا خواب دیکھا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "بیان کرو۔"

میں نے کہا "میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ کے جسد مبارک کا ایک ٹکڑا میری گود میں رکھا گیا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ سیدہ فاطمہ کے فرزند پیدا ہو گا اور وہ تمہاری گود میں پرورش پائے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خبر دینے کے مطابق حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور میری گود میں پرورش پائی' جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی گود میں دیا اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔ یکبارگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کی یا نبی اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

"جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کر دے گی۔"

میں نے کہا اسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" اور مجھے ایک مٹھی سرخ مٹی لا کر دی۔

(مستدرک ۱۷۶/۳)

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی کہ میری امت کے شقی لوگ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کریں گے۔ آپ کی یہ غیبی خبر پوری ہوئی اور آپ کے محبوب نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشقیائے عراق

نے نہایت بے دردی اور بہت ہی ظلم و ستم کے ساتھ میدان کربلا میں شہید کر دیا۔

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطرق صحیحہ معتبرہ وارد ہے حتیٰ کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے رسالہ "سرالشہادتین" میں اس خبر کو مشہور و متواتر تحریر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل سے اس کی خبر دے دی تھی اور حضرت علی کریم اللہ وجہہ اور اصحاب اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی یہ خبر معلوم تھی۔ چنانچہ ابو نعیم نے حضرت یحییٰ حضری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ :

"میں سفر صفین میں امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ہمراہ تھا۔ جب وہ قصبہ نینویٰ کے مقابل پہنچے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارتے ہوئے فرمایا کہ اے ابا عبداللہ! کنارۂ فرات پر صبر کرنا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین فرات کے کنارے قتل ہوں گے اور مجھے وہاں کی ایک مٹھی مٹی دکھا دی۔"

ابو نعیم نے اصبغ بن نباتہ سے یہ بھی روایت کی کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی جگہ پر پہنچ کر فرمایا کہ یہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے اور یہاں ان کے اسباب رکھے ہوں گے اور یہاں ان کا خون بہے گا۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت ہو گی جو اس میدان میں شہید کی جائے گی۔ ان پر آسمان و زمین روئیں گے۔ (دلائل النبوۃ ۲/ ۵۸۲ برقم ۵۳۰)

شمر لعین جیت کبرا اکتا ہے

ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے

کہ :

"ہم کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے شمر کو دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک چتکبرا کتا میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے۔"

قاتل امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمر برص کا مریض تھا یعنی اس کے بدن پر سفید داغ تھے۔ حضور مخبرصادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ غیبی خبر صحیح ثابت ہوئی۔ (تہذیب ابن عساکر ۳۴۱/۶)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور جنگ جمل

بزاز اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور پیغمبر معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا :

"تم میں سے کوئی سرخ اونٹ والی نکلے گی۔ یہاں تک کہ اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے پاس بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور وہ شہید ہونے سے بچے گی۔" (صواعق محرقہ)

اس حدیث پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ جمل کی پیشین گوئی فرمائی ہے کہ یہ لڑائی اتفاقاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان واقع ہوئی تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرخ اونٹ پر سوار تھیں اسی لئے اس واقعہ کو واقعہ جمل کہا جاتا ہے۔

مخبرصادق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی بھی خبر دی کہ اس سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گزر حواب پر ہو گا اور ان پر وہاں

کے کتے بھونکیں گے اور اس جنگ میں ان کے گرد بہت سے لوگ مارے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے حضرت طلحہ ' حضرت زبیر اور وہ اصحاب جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے تھے) ڈرایا۔ وہ لوگ مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ کی جانب سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کہ وہ مکہ مکرمہ میں حج کی نیت سے آئی تھیں حاضر ہوئے اور حال بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم شہید کر دیئے گئے اور ان کے قاتلوں نے بڑی شورش پیدا کر رکھی ہے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ان کے غلبہ کے باعث ان کا تدارک نہیں کر سکتے۔ آپ تمام ایمان والوں کی ماں ہیں۔ بچہ جب خائف ہوتا ہے تو ماں کے دامن میں چھپ کر پناہ حاصل کرتا ہے۔ آپ اس معاملہ میں اصلاح امت کی کچھ تدبیر فرمائیں۔ پھر سب کی متفقہ رائے ہوئی کہ کوفہ و بصرہ جو لشکر اسلام کے اجتماع کے اہم مقامات ہیں وہاں جا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اپنے ساتھ کر لیا جائے اس طرح لشکر کو تقویت پہنچے گی اور جمعیت بھی بڑھ جائے گی اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا مناسب و بھرپور انتقام لیا جا سکے گا۔

چنانچہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ مکرمہ سے ملک عراق کی جانب کوچ کیا۔ راستے میں جب آپ حواب پر پہنچیں اور وہاں کے کتے بھونکے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا اس کنویں کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے بتایا " حواب " نام ہے۔ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث پاک یاد آئی۔ انہوں نے کہا مجھے واپس لے چلو مگر لشکر کے لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی اور مروان نے اسی (۸۰) آدمی گرد و نواح کے حاضر کیے انہوں نے گواہی دی کہ اس کنویں کا نام حواب

نہیں ہے۔ پھر لشکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آگے کوچ کیا اور بصرہ پہنچے۔ اوھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو لوگوں نے یہ اطلاع دی کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا باغی ہو گئے ہیں اور سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے کر قتال کی غرض سے بصرہ کی جانب گئے ہیں۔

اوھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مدینہ منورہ سے کوچ کیا اور کوفہ کے راستے سے بصرہ آئے۔ وہاں پہنچ کر قعقاع کو سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا کہ مجھ کو فتنہ کی مدافعت اور تمام مسلمانوں کے درمیان صلح منظور ہے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہی بات کہی کہ ان کو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے شر و فتنہ کی مدافعت مقصود ہے ان کا تدارک کیا جائے۔ قعقاع نے کہا کہ یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ سب مسلمان متفق و متحد ہو جائیں اور یہ فتنہ و بلوہ کم ہو جائے تم تو ذرا تامل کرو۔ انہوں نے کہا بہت خوب۔

قعقاع نے یہ بات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بیان کی وہ بہت خوش ہوئے اور تین روز توقف ہوا۔ کسی کو صلح ہو جانے میں شک نہ تھا۔ آخرکار تیسرے دن یہ بات طے ہوئی کہ کل صبح حضرت علی اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ملاقات ہو۔ اس میں قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ شامل نہ ہوں۔ صلح کا یہ طریقہ ان اشقیا پر ناگوار گزرا اور سمجھے کہ ان کی بیخ کنی کی فکر کی جا رہی ہے۔ حیران و سراسیمہ ہو کر عبداللہ ابن سبا (جو ان کا سرغنہ تھا) سے صلاح مشورہ کیا۔ اس نے رائے دی کہ رات کو اٹھ کر جنگ شروع کر دو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ اس جانب سے غدر شروع ہوا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لشکر میں شہرہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غدر کیا ہے اور جنگ عظیم واقع ہوئی۔

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرخ اونٹ پر ہودج میں سوار تھیں۔ ان کے گرد ہر بار لوگ جمع ہو جاتے تھے اور ان پر حملہ ہوتا تھا۔ بہت سے لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کے پاس مارے گئے۔ آخر کار لشکریان حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اس اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ محمد بن ابو بکر (سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہاں سے لے گئے۔

مختصر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جن امور کی اس حدیث پاک میں خبر دی تھی وہ سب درست ثابت ہوئی۔

سب سے پہلے ملاقات کس کی ہو گی

صحیحین میں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا:

"تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔" (مسلم شریف فضائل زینب ام المومنین)

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات سمجھیں کہ ہاتھ کی لمبائی ناپ میں مراد ہے۔ ایک لکڑی سے ہاتھ ناپے' حالانکہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد ہاتھ کے کام اور صدقہ تھی تو اس وصف میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے زیادہ فائق و ممتاز تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے بعد انہوں نے سب سے پہلے وفات پائی۔

محاورۂ عرب میں سخی کو فراخ دست کہا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی محاورہ کے موافق ارشاد فرمایا تھا کہ زیادہ تر صدقہ کرنے والے کو

اطولکن یداً فرمایا تھا یعنی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں۔ پھر معلوم ہوا کہ معنی مجازی مراد ہے یعنی زیادہ خیرات کرنے والی۔

ازواج مطہرات میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندر یہ وصف سب سے زیادہ تھا چنانچہ وہی سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وفات آپ سے لاحق ہوئیں۔

علم مافی الارحام والاصلاب

ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ ان کی ماں ام الفضل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزریں۔ آپ نے ان سے فرمایا "تمہارے اس حمل سے بیٹا پیدا ہوگا تو جب بیٹا پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔"

ام الفضل کا بیان ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوا تو میں حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی۔ آپ نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنا لعاب دہن لڑکے کو چٹایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا:

"لے جاؤ خلفاء کے باپ کو۔"

میں نے یہ بات آکر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہی۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ بات دریافت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "واقعی یہ خلفاء کا باپ ہے۔" (مواہب لدنیہ)

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولادیں سلاطین ہوں گے۔ چنانچہ اس غیبی خبر کے مطابق خلفائے بنی عباس ان کی اولاد میں ہوئے۔ ان میں سے اول ابوالعباس سفاح تھا اور پانچ سو برس سے زیادہ تک ان کی خلافت رہی۔

وہ غیبی خبریں
جو حضور ﷺ کے غزوات سے تعلق رکھتی ہیں

کون کہاں مرے گا

مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں مارے جانے والے ایک ایک کافر کے قتل کی جگہ ہمیں ایک روز پہلے دکھادی تھی اور فرمایا تھا کہ :

"کل اس جگہ فلاں قتل ہوگا اور اس جگہ فلاں قتل ہوگا۔"

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین حق کے ساتھ بھیجا کہ کسی قتل ہونے والے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ سے تجاوز نہ کیا۔ جہاں حضور ﷺ نے جس کا مقتل بتایا تھا وہ وہیں قتل کیا گیا۔ (مسلم باب غزوہ بدر)

میں ہی تجھے قتل کروں گا

بیہقی نے عروہ اور سعید ابن المسیب سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن خلف سے فرمایا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا تو وہ آپ ہی کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اس میں مرگیا۔

ابی بن خلف کفار قریش میں بہت سخت بغض و عناد والا کافر دشمن پیغمبر اسلام تھا۔ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں ملتا تو کہتا میرے پاس

ایک گھوڑا ہے اس کو میں دانہ اور گھاس کھلاتا ہوں اس لئے کہ اس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو جواب دیتے :

"میں ہی تجھے قتل کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔"

جنگ احد میں وہ حضور کی طرف یہ کہتا ہوا آیا کہ۔۔۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہاں ہیں آج وہ میرے ہاتھ سے نہیں بچیں گے۔"

صحابہ نے چاہا کہ اس کو روکیں اور آپ تک نہ پہنچنے دیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"آنے دو"

جب وہ قریب پہنچا تو آپ نے اس کے حلق پر ایک جگہ زرہ سے خالی دیکھ کر ایک نیزہ مارا جس سے معمولی سی خراش آئی کہ اس میں سے خون بھی نہ نکلا مگر وہ گھوڑے سے گر پڑا اور پھر بھاگ کر قریش سے جا ملا۔ لوگوں نے کہا تجھے کچھ اندیشہ نہیں اس نے کہا۔۔۔

"یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کا زخم ہے اگر وہ میرے ہاتھ پر تھوک دیتے تو بھی میں نہ بچتا۔" (نسیم الریاض)

چنانچہ وہ اسی زخم سے مکہ کی راہ میں جاتے ہوئے واصل جہنم ہوا۔

فتح مکہ کی خبر

بخاری نے سلیمان بن صرد سے روایت کی ہے کہ جب غزوۂ خندق میں کافروں کا لشکر بھاگ گیا اور مدینے سے محاصرہ اٹھ گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے اور وہ ہم پر چڑھائی نہ کر سکیں گے۔ ہم ہی

ان پر لشکر کشی کریں گے۔"

چنانچہ بعد غزوۂ خندق کفار قریش مدینہ منورہ پر لشکر کشی نہ کر سکے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غزوۂ فتح میں ان پر لشکر لے گئے اور مکہ کو فتح کیا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے

مسلم نے حضرت ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ غزوۂ خندق کے ایام میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کھودتے تھے۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے سر پر دست شفقت پھیر کر فرمایا :

"افسوس ابن سمیہ تجھے باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا۔"

سمیہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ازراہ شفقت و رحمت حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر یہ خبر دی کہ تمہیں باغی شہید کریں گے۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس خبر کے مطابق حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

کعبہ کی کنجی

ابن سعد نے "طبقات" میں حضرت عثمان بن طلحہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ ہم ایام جاہلیت میں کعبہ کو دو شنبہ اور جمعرات کے دن کھولا کرتے تھے۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لوگوں کے ساتھ داخل ہونے لگے۔ میں نے آپ کے ساتھ درشت کلامی کی اور آپ کو برا کہا۔ آپ نے تحمل و بردباری سے کام لیا اور ارشاد فرمایا کہ :

"اے عثمان ایک دن تو اس کنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا کہ میں جسے چاہوں اسے دے دوں۔"

میں نے کہا تب قریش مرجائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں اس دن قریش کو اور زیادہ عزت ملے گی۔"

یہ فرما کر آپ کعبہ میں داخل ہو گئے۔

میرے دل میں آپ ﷺ کی اس بات نے ایسا اثر کیا کہ میں سمجھا کہ یہ بات ضرور ہونے والی ہے۔ پھر جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن تشریف لائے مجھ سے کنجی منگوائی میں نے لا کر حاضر خدمت کی۔ آپ نے کنجی لی۔ پھر آپ نے مجھ کو دے کر فرمایا: "لو یہ تمہارے پاس ہمیشہ رہے گی۔"

پھر جب میں نے پیٹھ پھیر لی آپ نے مجھے پکارا' میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا:

"وہ بات جو ہم نے کہی تھی کہ ایک دن یہ کنجی ہمارے ہاتھ میں ہو گی تو وہ ہوئی یا نہیں۔"

میں نے عرض کیا "بیشک ہوئی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک خدا کے رسول ہیں۔" (مواہب لدنیہ)

حضور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق سب باتیں پوری ہوئیں اور وہ کنجی ہمیشہ انہیں کے خاندان میں رہی۔ یہاں تک کہ نجدی حکومت آگئی۔

یہ دوزخی ہے

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:
غزوۂ حنین میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے

ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو جو دعویٰ اسلام کرتا تھا فرمایا کہ :

"یہ دوزخی ہے۔"

(بخاری ۱/۴۳۰ باب ان اللہ لیؤید الدین بالزل والفاجر کتاب المغازی)

اس جنگ میں کافروں سے خوب مقابلہ کیا اور بہت زخمی ہوا۔ پھر ایک شخص نے آکر خبر دی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے بارے میں حضور نے فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس نے بہت اچھی طرح جہاد کیا اور بہت زخمی ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"بیشک وہ دوزخی ہے۔"

بعض لوگوں کو شک ہونے لگا۔ پھر اس شخص نے زخموں کی تکلیف سے بے قابو ہو کر اپنے ترکش سے تیر نکال کر اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاک کر لیا۔ یہ منظر دیکھ کر کچھ لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دیا' فلاں شخص نے خود کو مار ڈالا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر اشھد انی عبد اللہ و رسولہ " یعنی اللہ بہت بڑا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے زخمی ہونے کی خبر دی تھی چنانچہ اسی کے مطابق اس نے اپنے آپ کو قتل کیا اور بمقتضائے قتل النفس فی النار سب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہ جہنمی ہے۔"

مسلمانوں کی غنیمت

ابو داؤد نے حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے

کہ غزوۂ حنین میں ایک سوار نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں فلاں پہاڑ پر چڑھا تھا تو میں نے دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ سب کے سب اپنے ہودج دار اونٹ اور اپنے مویشی لے کر جنگ حنین میں شریک ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا :

"وہ سب کل مسلمانوں کی غنیمت ہوں گی۔" ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس حدیث پاک میں مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ سے پہلے خبر دی تھی کہ کل مجاہدین اسلام کو لڑائی میں فتح حاصل ہوگی اور دشمنوں کے تمام مویشی مسلمانوں کو غنیمت میں ملیں گے۔ اسی کے مطابق واقعہ ہوا کہ دوسرے دن جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور دشمنوں کے مویشی اور چوپائے جو بکثرت تھے غنیمت میں مسلمانوں کے قبضے میں آگئے۔

فتح کی خبر

بیہقی اور ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکیدر حاکم دومتہ الجندل کے مقابلہ میں روانہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ :

"وہ گائے کے شکار کے لئے نکلا ہوگا تب تم اس کو پکڑ لوگے۔"

(نسیم الریاض)

چنانچہ ایسا ہی ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر بن عبدالملک حاکم دومتہ الجندل نصرانی سے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاندنی رات میں اس کے قلعہ کے قریب پہنچے۔ اس کو نیل گائے کے شکار کا بہت شوق تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہنچنے سے قبل

ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اپنے بالاخانے پر چاندنی رات میں لیٹا تھا۔ چند نیل گائیوں نے قلعہ کی دیوار سے اپنا بدن رگڑنا شروع کیا' اس نے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سن کر قلعہ سے دیکھا کہ چار نیل گائیں قلعہ کے نیچے ہیں۔ ان کے شکار کے لئے قلعہ سے باہر نکل آیا' اس کا بھائی حسان اس کے ساتھ تھا۔

یکبارگی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع سواروں کے جا پہنچے اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کا بھائی لڑ کر تارا گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو پکڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس پر جزیہ مقرر کر کے اس کو چھوڑ دیا۔ مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس طرح غیبی خبر دی تھی کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حاکم دومتہ الجندل اکیدر بن عبدالملک کو نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے گرفتار کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اسی حالت میں گرفتار کیا۔

سخت آندھی

صحیحین میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک روز فرمایا :

آج رات کو ہوا بہت سخت چلے گی۔ اس میں کوئی نہ اٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہو اسے مضبوط باندھ لے۔"

مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی غیبی خبر کے مطابق اس رات میں بہت شدید آندھی چلی۔ ایک شخص اٹھا اس کو آندھی اڑا لے گئی۔ یہاں تک کہ طے کے دونوں پہاڑوں میں لیجا کر ڈال دیا۔

ائمہ مجتہدین کے متعلق خبریں

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بشارت!

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

"اگر دین ثریا پر معلق ہو تب بھی فارس کے کچھ لوگ اسے پالیں گے۔"

ایک اور روایت میں ہے' آپ ﷺ نے فرمایا :

"اگر علم ثریا پر معلق ہو گا تو فارس کے کچھ لوگ اسے پالیں گے۔"

(جامع المناقب)

اس حدیث پاک میں مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی کہ فارسی لوگوں میں بھی بڑے دیندار اور ذی علم لوگ پیدا ہوں گے۔ چنانچہ اسی کے مطابق ہوا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہرمزبن نوشیرواں بادشاہ فارس کی اولاد میں ہیں اتنے بڑے عالم اور دیندار ہوئے کہ ان کے سبب سے امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عظیم و کثیر نفع ہوا اور قیامت تک ان کا فیض جاری رہے گا۔ گویا مصداق اتم اس حدیث پاک کے وہی ہیں اور بھی کاملین اہل فارس میں ہوئے۔ چنانچہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رئیس المحدثین رحمتہ اللہ علیہ بھی فارسی تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت

حاکم نے بہ سند صحیح روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"عنقریب ایسا ہو گا کہ لوگ دور دراز کا سفر کریں گے اور کوئی عالم مدینے کے

عالم سے زیادہ علم والا نہیں پائیں گے۔" (مواہب لدنیہ)

اس حدیث پاک کے مطابق حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ حضرت سفیان ابن عیینہ نے اس حدیث کا انطباق انہیں پر کیا ہے۔ اور دراصل حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا حال ایسا ہی تھا کہ جس قدر علم حدیث کا فیض ان کے زمانے میں ان سے جاری ہوا کسی دوسرے شخص سے نہیں ہوا۔ بہت سے لوگ سفر کی صعوبت و مشقت برداشت کر کے ان کی خدمت میں آکر مستفید ہوئے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت

ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قریش میں ایک بڑا عالم ہوگا کہ زمین کو علم سے مالامال کردے گا"

(مواہب لدنیہ)

اس خبر کے مطابق حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ جو قریش سے تھے اولاد مطلب بن عبد مناف میں پیدا ہوئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کی تطبیق حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ پر کی ہے اور کہا ہے کہ طبق زمین میں کوئی قریشی حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ جیسا نہیں ہوا۔

بدمذاہب کے متعلق غیبی خبریں

ناامید و زیاں کار

صحیحین میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ہم لوگ حاضر تھے اور آپ غنائم تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ آیا وہ قبیلہ بنی تمیم کا تھا اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عدل کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"خرابی ہو تجھے اگر میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ تو ناامید اور زیاں کار ہے اگر میں عدل نہ کروں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔"

حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

"اسے چھوڑ دو' لوگ اس کے ساتھی ہوں گے جو اس طرح نماز پڑھیں گے اور روزہ رکھیں گے کہ تم اپنے نماز روزہ کو ان کے نماز اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے۔ وہ کلام اللہ پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہ جائے گا۔ (یعنی مقبول نہ ہو گا) وہ لوگ دین سے ایسا نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے خشک اور صاف نکل جاتا ہے۔ اس میں اوپر سے نیچے تک کچھ خون کا اثر نہیں ہوتا۔ ان کی نشانی ایک کالا آدمی ہو گا کہ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح جنبش کرتا ہو گا وہ بہترین فرقہ کے آدمیوں پر خروج کریں گے۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...

ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ حدیث سنی اور قسم کھا کے کہتا ہوں کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ان کے ساتھ قتل کیا اور میں اس لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آدمی کو تلاش کروایا' لوگ اس کو لائے' میں نے دیکھا کہ اس کے اندر وہی علامت موجود تھی جس کے متعلق مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

رافضی مشرک ہیں

دار قطنی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

" قریب ہے کہ میرے بعد ایک قوم آئے گی ان کا لقب یہ ہو گا کہ لوگ انہیں رافضی کہیں گے اور تو ان کو پائے تو قتل کر دینا وہ لوگ مشرک ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی علامت کیا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا :

" وہ تجھے تیرے رتبہ سے زیادہ بڑھائیں گے اور سلف پر طعن کریں گے۔"

(صواعق محرقہ)

مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس پیشین گوئی کے مطابق حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زمانے میں عبداللہ بن سبا یہودی کی کوشش سے فرقہ روافض پیدا ہوا اور یہودی مذکور کی اتباع میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہنے لگا۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو مشرک فرمایا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدح و ستائش میں اس قدر افراط و غلو کرتے ہیں کہ ان کو پیغمبروں کے برابر بلکہ پیغمبروں سے افضل جانتے ہیں اور اصحاب کبار اور سب بزرگان

سلف پر طعن کرتے ہیں۔

اس حدیث پاک کو دار قطنی نے بروایت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کئی سندوں سے روایت کیا ہے۔ اس کے ایک طریق سند میں یہ بات بھی ہے کہ۔

"وہ لوگ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کریں گے اور حقیقت میں ایسے نہ ہوں گے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہیں گے۔"

فرقہ قدریہ

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

"قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں یعنی کچھ لوگ اس امت میں تقدیر کے منکر ہو جائیں گے وہ بمنزلہ مجوس کے ہوں گے۔" (مواہب لدنیہ)

قدریہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بندے کو قادر مختار اور اپنے افعال کا خالق جانتے ہیں اور تقدیر الٰہی کے منکر ہیں اور بندوں کے افعال میں خدائے تعالیٰ کو مجبور محض جانتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس فرقہ کے پیدا ہونے کی خبر دی اور اسی کے مطابق واقع ہوا۔ معتزلہ اور روافض سب قدریہ ہیں کہ بندے کو اپنے افعال کا خالق سمجھتے ہیں اور قدر یعنی تقدیر الٰہی کے منکر ہیں۔ اس فرقہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس وجہ سے مجوس فرمایا ہے کہ جس طرح مجوسی دو خالق کے قائل ہیں ایک یزداں "خالق خیر" دوسرا اہرمن "خالق شر" اسی طرح یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو جواہر کا خالق اور بدنوں کو اپنے افعال کا خالق اعتقاد کرتے ہیں۔ قدریہ فرقہ کے مذمت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔

بد عقیدہ کی نماز جنازہ

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

"قدریہ اس امت کے مجوس ہیں جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت (مزاج پرسی) نہ کرو اور جب وہ مر جائیں ان کے جنازے پر مت جاؤ۔"

مسلم 'ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"میری امت میں خسف و مسخ ہو گا اور یہ ان لوگوں میں ہو گا جو تقدیر کے منکر ہوں گے۔"

روافض بھی تقدیر کے منکر ہیں اور ان میں مسخ و خسف واقع ہوا ہے۔ اس کے متعلق چند حکایات "شواہد النبوۃ" میں مذکور ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والا

امام مستغفری رحمتہ اللہ علیہ نے "دلائل النبوۃ" میں روایت کی ہے کہ ایک ثقہ (معتبر و معتمد) نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی یمن کو جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ کوفہ کا ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہا کرتا تھا۔ ہم اس کو ہر چند اس بات سے منع کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتا تھا۔ جب ہم یمن کے قریب پہنچے تو ایک مقام پر اتر کر سو رہے اور جب کوچ کا وقت آیا ہم سب نے اٹھ کر وضو کیا اور اس کوفی کو جگایا وہ اٹھ کر کہنے لگا کہ افسوس میں تم لوگوں سے جدا ہو کر اسی منزل میں رہ جاؤں گا۔ ابھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ میرے سرہانے کھڑے ہیں اور فرما

رہے ہیں کہ :

"اے فاسق تو اسی منزل میں مسخ ہو جائے گا۔"

ہم نے اس سے کہا وضو کر اس نے اپنے پاؤں سمیٹے ہم نے دیکھا کہ وہ انگلیوں سے مسخ ہو رہا ہے اور اس کے دونوں پاؤں بندر کی طرح ہو گئے ہیں۔ پھر گھٹنوں تک' پھر کمر تک' پھر سینے تک' پھر سر اور منہ تک مسخ ہو کر وہ بالکل بندر ہو گیا۔ ہم نے اس کو پکڑ کر اونٹ پر باندھ لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے اور غروب آفتاب کے وقت ایک جنگل میں پہنچے وہاں چند بندر جمع تھے اس نے جب انہیں دیکھا رسی توڑ کر ان میں جاملا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام

امام مستغفری رحمتہ اللہ علیہ کی یہ بھی روایت ہے کہ ایک مرد صالح نے بیان کیا کہ کوفہ کا ایک شخص جو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہتا تھا ہمارا ہمسفر ہوا۔ اس کو بار بار نصیحت کی گئی مگر وہ اپنی اس مذموم حرکت سے باز نہ آیا۔ ہم نے اس سے کہا تو ہم سے الگ ہو جا' وہ الگ ہو گیا۔ جب ہم سفر سے واپس آئے تو اس کے غلام کو دیکھا اور اس سے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ ہمارے ساتھ گھر چلے۔ غلام نے جواب دیا کہ اس کی عجیب حالت ہو گئی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ خوک (سور) جیسے ہو گئے ہیں۔ ہم اس کے پاس گئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ گھر چل' اس نے کہا کہ مجھ پر عجیب مصیبت نازل ہو گئی ہے اور اپنے دونوں ہاتھ آستین سے باہر نکال کر دکھائے۔ وہ سور کی طرح تھے۔ پھر وہ ہمارے ساتھ ہو لیا۔ ایک جگہ بہت سے خوک (سور) جمع تھے' اس نے اپنے آپ کو سواری پر سے نیچے گرا دیا اور بالکل خوک (سور) کی صورت ہو کر ان میں جاملا۔ (العیاذ باللہ)

چالیس رافضیوں کا برا انجام

خسف کی روایت یہ ہے کہ محب طبری نے "ریاض النضرہ" میں بیان کیا ہے کہ حلب کے رافضیوں کی ایک قوم مدینہ منورہ کے امیر کے پاس آئی اور اپنے ساتھ بہت سا مال اور قیمتی تحفے ساتھ لائی۔ اس نے یہ درخواست کی کہ حجرہ شریف کا ایک دروازہ کھول دیا جائے تاکہ وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جسد اطہر وہاں سے نکال کر لے جائیں۔ مدینہ کا امیر جو بدمذہب تھا محبت دنیا میں آکر اس پر راضی ہو گیا اور حرم شریف کے دربان کو بلا کر کہہ دیا کہ جب یہ لوگ آئیں تو حرم شریف کا دروازہ کھول دینا اور جو کچھ کریں ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرنا۔

دربان کا بیان ہے کہ جب لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر مسجد شریف سے چلے گئے اور حرم شریف کے دروازے بند ہو گئے' چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال لئے ہوئے مشعل کے ساتھ آئے اور باب السلام پر کھڑے ہوئے' دروازے کھٹکھٹائے۔ میں نے امیر کے حکم کے مطابق دروازہ کھول دیا اور مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر رونا شروع کیا کہ الٰہی کیا قیامت قائم ہو گئی ہے۔ سبحان اللہ وہ ابھی منبر شریف کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ سب کو تمام اسباب و آلات کے ساتھ اس ستون کے پاس جو محراب عثمانی کے قریب ہے زمین نگل گئی۔ ادھر امیر مدینہ منتظر تھا کہ اپنے کام سے فارغ ہو کر میرے پاس آئیں گے۔ جب دیر ہونے لگی تو امیر نے مجھے بلا کر دریافت کیا۔ میں نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا بیان کر دیا۔ امیر کہنے لگا تو دیوانہ ہو گیا ہے سمجھ اور ہوش کے ساتھ بیان کر کیا کہتا ہے۔

میں نے کہا آپ خود ہی چل کر دیکھ لیں کہ اب تک خسف کا اثر باقی ہے کہ

بعض کپڑے ان کے ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ حکایت ثقاف کی طرف منسوب ہے جو صدق و دیانت میں مشہور ہے۔

امت میں تہتر فرقے

امام احمد ' ابوداؤد ' ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"قریب ہے کہ میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے وہ سب جہنمی ہوں گے مگر ایک فرقہ۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے جو نجات پائیں گے۔" مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

"جو لوگ میرے طریقے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے۔"

اس حدیث پاک میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی کہ میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے اور وہ سب جہنمی ہوں گے لیکن ایک فرقہ جو آپ کے اور آپ کے صحابہ کرام کے طریقے پر ہو گا۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی کہ خلفائے راشدین کے زمانہ کے بعد عقائد کے اعتبار سے امت میں بکثرت اختلاف شروع ہوا اور روافض ' خوارج ' معتزلہ اور جبریہ و قدریہ وغیرہ پیدا ہوئے اور یہ اختلاف بڑھتے بڑھتے تہتر فرقوں تک نوبت پہنچی۔ ان میں اہلسنت و جماعت جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقوں پر ہیں وہی جنتی ہیں باقی سب فرقے جہنمی ہیں۔

متفرق واقعات سے متعلق خبریں

حجاز کی آگ

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"قیامت سے پہلے ملک حجاز میں ایک آگ نکلے گی کہ شہر بصرہ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔ ایسی روشنی ہو گی کہ ملک حجاز شہر بصرے تک جو ملک شام میں ہے پہنچے گی۔ اس شہر کے اونٹ اس کی روشنی میں چلیں گے۔ اونٹ کی چال میں اس کی گردن ہلتی ہے وہ خوب ظاہر ہو گی۔"

لہٰذا اس بات کو کہ اس کی روشنی میں اونٹ راستہ چلیں گے اس طرح تعبیر فرمائی کہ اونٹوں کی گردنیں اس سے روشن ہوں گی۔ چنانچہ اسی کے مطابق عہد خلفائے عباسیہ کے اواخر میں جمادی الاخریٰ ۶۵۴ ہجری کی تیسری تاریخ جمعہ کے دن بعد عشاء ملک حجاز میں مدینہ طیبہ کے متصل وہ آگ نکلی بڑے شہر کی مانند جس میں قلعہ' برج اور کنگرے ہوں۔ طول اس کا بقدر چار فرسنگ کے تھا یعنی بارہ میل اور عرض چار میل اور بلندی بقدر ڈیڑھ قامت آدمی تھی۔ وہ آگ دریا کی طرح موجیں مارتی تھی' سیلاب کی طرح بڑھتی تھی اور پہاڑوں کو رانگ کی طرح گلا دیتی تھی۔ درختوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اس کی روشنی نے دنیا کو ایسا روشن کیا تھا کہ باشندگان مدینہ رات میں دن کی مانند کام کرتے تھے۔ اس کی چمک مکہ' بصرہ اور تیما میں دیکھی گئی۔

قسطلانی (جو کہ اسی زمانے میں تھے) نے اس آگ کے بیان میں ایک کتاب

لکھی ہے اور اس کے تمام عجائب و غرائب تحریر کئے ہیں۔ لکھا ہے کہ ستائیسویں رجب ۶۵۴ ہجری میں وہ آگ فرو ہوئی۔

سید سمہودی نے "خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ" میں اور شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "جذب القلوب الی دیار المحبوب" اور ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں اس کے حالات بیان کئے ہیں۔

آخر زمانے میں ترک شہید ہوں گے

ابوداؤد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"نہر دجلہ کے نزدیک مسلمانوں کا ایک بڑا شہر ہو گا۔ دجلہ پر پل ہو گا۔ وہ شہر بہت آباد ہو گا۔ آخر زمانے میں ترک جن کے چہرے چوڑے ہوں گے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی اس شہر پر چڑھ آئیں گے اور نہر کے کنارے ٹھہریں گے۔ شہر کے لوگ تین فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ والے اپنے اسباب بیلوں پر لاد کر جنگل کی راہ لیں گے۔ یعنی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ وہ لوگ ہلاک ہوئے۔ ایک فرقہ ترکوں کی پناہ میں آجائے گا۔ وہ بھی ہلاک ہوا۔ ایک فرقہ کے لوگ اپنے بال بچوں کو پیچھے کر کے لڑیں گے اور کفار ترک سے مقاتلہ کریں گے، وہ لوگ شہید ہیں۔"

اس حدیث پاک کے مطابق مستعصم باللہ عباسیہ کے عہد میں واقع ہوا کہ تتار کے ترکوں نے شہر بغداد جو مسلمانوں کا عظیم الشان شہر تھا دجلہ اس کے بیچ میں واقع ہے۔ دجلہ پر پل بھی عہد عباسیہ میں تھا اس پر چڑھائی کی اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ شہر کے باشندوں میں سے بعض تو اپنے اہل عیال کے ساتھ بھاگ گئے ان لوگوں کو ترکوں کے ظلم سے نجات نہ ملی۔ مقتول و غارت ہو گئے اور خود مستعصم باللہ

اور اکثر شرفاء داعیان شہر نے بادشاہ ترک سے امان چاہی اور ان کی اطاعت قبول کر لی۔ لیکن وہ بھی محفوظ نہ رہ سکے اور ترکوں کی تیغ بے دریغ سے قتل کئے گئے۔ کچھ لوگوں نے مردانگی سے کام لیا اور بہت مضبوط ہو کر ان کافروں سے جہاد کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت نصیب فرمائی۔

پہلے دونوں فرقوں کو دنیا میں بھی نجات نہ ملی اور آخرت کے درجے سے بھی محروم رہے اور تیسرا فرقہ دنیا میں بھی بہادری و شجاعت میں نیک نام ہوا اور آخرت میں بھی درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ یہ پیشین گوئی جس کتاب میں درج ہے یعنی سنن ابوداؤد یہ چار سو برس قبل زمانہ وقوعہ کے تصنیف کی گئی۔

بے حساب جنت میں داخل ہوں گے

بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بیمار ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"تم اس بیماری سے صحت یاب ہو جاؤ گے۔ لیکن اس وقت کیا حال ہو گا کہ میرے بعد تم زندہ ہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "میں ثواب سمجھ کر صبر کروں گا۔"

حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم بے حساب بہشت میں داخل ہو گے۔"

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے انیسہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی جاتی رہی۔ پھر ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں اچھی کر دیں۔ یعنی وہ

پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد دنیا سے رحلت فرمائی۔

حجاج بن یوسف اور مختار ثقفی کی خبر

صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"بیشک قوم ثقیف میں ایک بڑا ظالم خونریز ہو گا اور ایک بڑا جھوٹا ہوشاگاق"

اس پیشین گوئی کے مطابق قوم ثقیف میں حجاج بڑا ظالم اور خونریز پیدا ہوا جو ظلم و ستم کرنے میں ضرب المثل ہے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حجاج اتنا بڑا ظالم و سفاک تھا کہ اس کو جس قدر مزہ ناحق خون کرنے میں ملتا تھا اتنا کسی اور چیز میں نہیں۔ ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں حضرت ہشام بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اس نے ناحق قتل کیے۔

دوسرا بہت بڑا جھوٹا مختار ثقفی پیدا ہوا کہ اس نے خود کو مکرو فریب سے امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب قرار دے کر قاتلان حسین کے قصاص کا قصد ظاہر کر کے ریاست حاصل کی اور آخر میں پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حجاج اور مختار پر اس خبر کی تطبیق خود حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما راویہ حدیث نے حجاج کے روبرو بیان کی تھی۔ (کمافی مشکوٰۃ)

رخنہ انداز یزید

ابو یعلی نے اپنی مسند میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"میری امت کا کام درست رہے گا یہاں تک کہ سب سے پہلے اس میں بنی امیہ کا ایک شخص رخنہ انداز ہو گا جس کا نام یزید ہو گا۔"

چنانچہ اس حدیث پاک کے مطابق سب سے پہلے انتظام اسلام میں رخنہ یزید پلید کی ناپاک ذات سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق و فاجر اور شرابی بادشاہ ہوا اور اس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا۔ اس نے مدینہ منورہ میں خونریز لشکر بھیج کر اکثر صحابہ کرام اور صحابی زادوں کو قتل کرایا اور بڑے بڑے ظلم ڈھائے۔ مکہ مکرمہ میں بھی عبداللہ بن زبیر کے لئے لشکر بھیجا اور اس کے لشکر نے کعبہ کا محاصرہ کیا اور وہاں سنگ باری کی یہاں تک کہ مسجد حرام کی چھت جو لکڑی کی تھی پتھروں سے اس کو نقصان پہنچا۔ بلکہ روئی میں گندھک لپیٹ کر ان ملاعنہ نے مسجد حرام میں آگ لگائی جس سے خانہ کعبہ کا پردہ اور اس کی دیواریں جل گئیں۔ غرضیکہ جس قدر ظلم و بے دینی کی باتیں یزید کی طرف سے واقع ہوئیں کبھی واقع نہیں ہوئی تھیں۔ مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس بد کردار شخص کے لئے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ سب صادق آئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگتے تھے کہ "الہٰی تیری پناہ ۶۰ ہجری کے آغاز سے اور کم عمروں کی امارت سے۔"

یزید کی سلطنت ۶۰ ہجری میں قائم ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ۵۹ ہجری میں ہو چکا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی کی بموجب یزید کی بادشاہت اور اس کے مظالم قبائح کی خبر تھی۔

ابو داؤد نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قیامت تک جتنے فتنہ انگیز ہونے والے تھے ان سب کے نام' ان کے باپوں کے نام اور ان کی قوم کے نام بتا دیئے تھے۔ تو بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یزید کا نام کہ سب سے زیادہ فتنہ امت میں اس کے سبب سے رونما ہوا ضرور بتایا ہو گا۔

بہترین زندگی اور شہادت

حاکم ' بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ' رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا :

تعیش حمیداً او تقتل شہیداً "یعنی تم زندگی محمود گزارو گے اور قتل ہو کر شہید ہو گے۔" (صواعق محرقہ)

چنانچہ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یمامہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی' میں شہید ہوئے۔

واقعہ حرہ کی غیبی خبر

ابوداؤد نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ کو مخاطب کر کے یہ مضمون ارشاد فرمایا :

"مدینہ میں ایک مرتبہ ایسی خونریزی ہو گی کہ خون "احجار الزیت" کے اوپر بہے گا اور ان کو ڈھانپ لے گا۔" (نسیم الریاض)

مدینہ منورہ کی جانب مغرب زمین ہے اس میں سیاہ پتھر ہیں گویا کہ ان پر تیل ملا ہوا ہے۔ اس لئے وہ پتھر احجار الزیت کہلاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ ایک بار مدینے میں اس قدر خونریزی ہو گی کہ وہ پتھر خون میں ڈوب جائیں گے۔ اس کے مطابق واقعہ حرہ واقع ہوا۔

یزید پلید کے وقت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جبکہ باشندگان مدینہ صحابہ اور اولاد صحابہ یزید کی بداعمالیوں کے باعث اس کی اطاعت سے منحرف و برگشتہ ہو گئے تھے یزید نے اس حال سے مطلع ہو کر مسرف بن عقبہ کی سرکردگی میں ایک لشکر خونخوار روانہ کیا اور زبردست جنگ ہوئی جس میں

سینکڑوں مسلمان صحابہ اور اولاد صحابہ شہید ہوئے اور اسی سنگستان میں خون بہا اور وہ شنائع و قبائح واقع ہوئے جو زبان قلم پر نہیں آسکتے۔

بصرہ میں خسف' قذف' رجف

ابوداؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"اے انس لوگ شہر آباد کریں گے' ان میں ایک شہر ہو گا جس کو بصرہ کہا جائے گا۔ تو اگر تم اس شہر میں داخل ہو تو اس کے سباخ یعنی زمین و شار' کلا بلغات' بازار اور امیروں کے دروازوں سے بچنا اور اس کے کناروں پر رہنا اس لئے کہ اس شہر میں خسف (یعنی زمین میں دھنسنا) قذف (یعنی پتھروں کا برسنا) رجف (یعنی زلزلہ) اور مسخ (یعنی صورت کا بدل جانا) ہو گا۔"

اس حدیث پاک میں مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو باتوں کی خبر دی ایک یہ کہ نیا شہر آباد ہو گا اور اس کا نام بصرہ ہو گا۔ دوسری یہ کہ اس شہر میں خسف' قذف اور رجف واقع ہو گا۔ پہلی بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوئی کہ عتبہ بن غزوان نے شہر بصرہ ۱۷ ہجری میں آباد کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہنچی تھی کہ اس جگہ ملک فارس سے ہندوستان کا راستہ ہے اور اس کا اندیشہ ہے کہ فارس کا بادشاہ اس راہ سے ہند سے مدد طلب کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم بھیجا کہ وہاں ایک شہر آباد کرو تاکہ مسلمانوں کی جمعیت وہاں رہے اور دوسری خبر آئندہ واقع ہوگی۔

ایک آدمی کی داڑھ دوزخ میں مثل کوہ احد

طبرانی میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حاضرین مجلس سے فرمایا :

"تم میں ایک آدمی کی داڑھ دوزخ میں مثل کوہ احد کے ہوگی۔"

(نسیم الریاض)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ ان میں اور سب لوگ تو انتقال کر گئے ہیں۔ ایک آدمی باقی رہا تو وہ جنگ یمامہ میں مرتد ہو کر مارا گیا۔ اس حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص جہنمی ہوگا۔ چنانچہ اسی کے مطابق واقع ہوا کہ ایک شخص مرتد ہو کر مارا گیا۔

"نسیم الریاض" میں لکھا ہے کہ اس شخص کا نام رجال بن عنفوۃ تھا اور وہ اہل یمامہ میں سے تھا۔ وفد بنی حنیفہ کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس نے اسلام قبول کر کے کلام اللہ سیکھا تھا۔ جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس پر ایمان لے آیا اور جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی فوج میں تھا۔ حضرت زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے مقتول ہو کر واصل جہنم ہوا۔

غیر آباد زمین میں موت

بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو ان کی زوجہ ام ذر رونے لگیں۔ انہوں نے دریافت کیا۔

"تم کیوں روتی ہو؟"

ام ذر نے کہا "کیسے نہ روؤں تمہاری وفات جنگل میں ہو رہی ہے اور ہمارے پاس کفن بھی نہیں ہے۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ مت رو مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک جماعت (جس میں میں بھی شامل تھا) کو مخاطب کر

کے فرمایا کہ :

"تم میں ایک آدمی غیر آباد زمین میں مرے گا اس کے جنازہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہو گی۔" (نسیم الریاض)

وہ آدمی میں ہی ہوں' تم جا کر راہ دیکھو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی تو کچھ مسافر آتے دکھائی دیئے۔ میں نے ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا حال بتایا' وہ سب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم میں وہ شخص مجھ کو کفن دے جو نقیب ہو نہ امیر۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا میں تمہیں کفن دیتا ہوں۔

اے چچا! اپنا ازار اور کپڑے کہ میری گٹھڑی میں ہیں جو میری ماں کے کاتے ہوئے سوت سے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اچھا تم مجھے کفن دو۔ اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہو گئی اور ان لوگوں نے تجہیز و تکفین کر کے نماز پڑھی اور ان کو دفن کر دیا۔ مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو خبر دی تھی اس کے مطابق واقعہ پیش آیا۔

کون کس طرح مرے گا

طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم ضبی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مجھے ملتے سمرہ کا حال دریافت کرتے اور جب میں ان کی صحت کی خبر دیتا تو خوش ہوتے۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"تم میں سے جو آخر میں مرے گا وہ آگ میں جل کر رہے گا۔"

(نسیم الریاض)

ان میں سے آٹھ تو وفات پاچکے ہیں اور سمرہ اور میں باقی ہیں۔ یعنی اس خبر کے خوف سے سمرہ کے حال کی تفتیش کرتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس معاملہ میں یہ حال تھا کہ اگر کوئی کہہ دیتا کہ سمرہ مر گئے تو انہیں غش آجاتا۔ یہاں تک کہ سمرہ سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔ ابن عساکر نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ سمرہ کو مرض کزاز لاحق ہوا' وہ بڑی دیگ میں خوب گرم کھولتا ہوا پانی بھر کے اس پر گرمی حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے ایک دن اس میں گر پڑے اور جل کر مر گئے۔

مخبر صادق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دس آدمیوں کے متعلق جو فرمایا تھا کہ تم میں سب سے آخر از روئے موت نار میں ہو گا۔ اس نار سے لوگ نار جہنم خیال کرتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وہ اور سمرہ ہی باقی رہ گئے تو سمرہ کا حال پوچھتے رہتے تھے اور خائف رہتے تھے کہ اگر وہ پہلے مر جائیں گے تو آخر میں میری موت ہوگی اور آخری موت والے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "نار میں ہو گا" نار سے حضور ﷺ کی مراد دنیا کی آگ تھی۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگ سے جل کر انتقال فرمایا۔

پہلے والوں کی پیروی

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم لوگ ان لوگوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گزرے ہیں بالشت بہ بالشت دست بدست یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو اس میں بھی تم ان کی پیروی کرو گے۔"

لوگوں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے آدمیوں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اور کون"

اس حدیث پاک میں مخبرصادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبردی کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ کی روش اختیار کریں گے۔ اسی کے مطابق واقع ہوا۔ یہود کی روش تھی کہ حسد اور حق چھپانا اور دنیوی طمع میں غلط مسئلہ بتانا اور کلام الٰہی میں سے جو حکم اپنے موافق ہو اس کا ظاہر کرنا اور جو ان کے خلاف ہو اس کو چھپانا۔ تو اس قسم کی باتیں اس امت کے بے دین علماء کے اندر پائی جاتی ہیں۔

نصاریٰ کی روش ہے نبی اور بزرگوں کے حق میں اس طرح کا اعتقاد رکھنا جو خدائی کے درجہ کو پہنچادے۔ یہ بات بھی اس امت کے دنیادار جاہل پیرزادگان میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی وضع قطع میں لوگوں نے نصاریٰ کی مشابہت اختیار کررکھی ہے۔

لوگ تمہارے خلاف ہو جائیں گے

طبرانی، بیہقی، دار قطنی اور حاکم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ:

"آزمائش ہے تمہیں لوگوں سے اور لوگوں کو تم سے۔" (نسیم الریاض)

اس حدیث شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبردی کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لوگوں سے آزمائش پہنچے گی اور لوگوں کو ان سے۔ مخبرصادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی صادق آئی کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور حضرت امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ۷۳ ہجری میں خلیفہ ہوئے اور ملک شام کے سوا تمام بلاد ان کے قبضہ میں آ گئے۔

۷۳ ہجری میں عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج ظالم نے ان پر لشکر کشی کی اور مکے کا محاصرہ کیا اور ان کو شہید کر دیا۔ ان کو لوگوں سے یہ آزمائش پہنچی کہ وہ شہید کئے گئے اور انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے ظالموں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں اور لوگوں کو ان کے سبب سے یہ آزمائش پہنچی کہ اہل مکہ حجاج کے بلائے محاصرہ میں گرفتار ہوئے اور لوگ حجاج کے ہاتھ سے قتل کئے گئے۔ خانہ کعبہ کو بھی نقصان پہنچا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گھر خانہ کعبہ کے مقابل تھا اس وجہ سے بیت الحرام پر بھی حجاج کے منجنیق کے پتھر پہنچے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قاتلین ان کے جرم قتل سے گناہ عظیم اور عذاب آخرت میں مبتلا ہوئے۔

ہاتھ جنت میں پہلے جائے گا

بیہقی اور ابن عدی نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت زید بن صوحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا :

"ان کا ایک عضو ان سے پہلے جنت میں جائے گا۔" (نسیم الریاض)

چنانچہ ان کا بایاں ہاتھ جہاد میں کٹ گیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ غزوۂ نہاوند میں حضرت زید بن صوحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بایاں ہاتھ شہید ہوا تھا۔

ایسا کام کرے جس سے تم خوش ہو

بیہقی اور حاکم نے حضرت حسن بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول دوجہان حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :

"اے عمر! توقع ہے کہ یہ ایسا کام کرے گا اور اس طرح کا بیان کرے گا کہ تم خوش ہو۔" (نسیم الریاض)

چنانچہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر وصال مکہ مکرمہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگوں کو اضطراب اور تزلزل ہوا تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر ایسا خطبہ پڑھا جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں پڑھا تھا اور مکہ کے لوگوں کو دین پر ثابت کر دیا اور ان کو تسکین و تسلی دی۔

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت کفر میں کافروں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کی ترغیب و تحریص دلاتے۔ جنگ بدر میں اسیر ہو کر آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اجازت ہو تو میں اس کے سامنے کے نیچے والے دو دانت توڑ ڈالوں تاکہ اس کی زبان اچھی طرح تقاریر پر قادر نہ رہے اور کافروں میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تحریص و ترغیب کا خطبہ نہ دے سکے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور اسی کے مطابق واقع ہوا۔

عمدہ فرش

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"قریب ہے کہ میری امت کے لوگ انماط (ایک عمدہ فرش) بچھائیں گے۔" (نسیم الریاض)

مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری

ہوئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فقر و تنگی میں مبتلا ہونے کے بعد صاحب مال و دولت ہو گئے اور ان کو اچھے کپڑے اور فرش میسر آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں اس قسم کا فرش تھا جب ان کی بیوی اس کو بچھانا چاہتیں تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے مت بچھاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میری امت کے لئے انماط ہوں گے یعنی امیرانہ فرش بچھانے لگیں گے۔ ان کی بیوی جواب دیتیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انماط کی خبر دی ہے اور اس کے مطابق یہ فرش نصیب ہوا تو اس پر بیٹھنا چاہیے۔

مسیلمہ کذاب کی خبر ہلاکت

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول معظم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے متعلق یہ بات فرمائی کہ :

"اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے گا۔" (نسیم الریاض)

مسیلمہ بنی حنیفہ کا ایک شخص تھا۔ وہ مدینہ منورہ میں آیا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہلا بھیجا تھا کہ "اگر آپ حکومت اپنے بعد میرے نام کر دیں تو میں آپ کی اتباع اختیار کر لوں گا۔" اس وقت آپ ﷺ نے درخت کی ایک شاخ کی طرف جو آپ کے ہاتھ میں تھی اشارہ کر کے فرمایا تھا :

"اگر وہ یہ شاخ مجھ سے مانگے گا تو بھی اسے نہ دوں گا۔"

یہ جواب سن کر وہ مدینہ پاک سے چلا گیا اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا تھا "اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے گا" چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد

ہزاروں آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک لشکر جرار بھیجا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر فتح پائی اور اس جنگ میں وہ مارا گیا۔

حضور ﷺ کے سامنے ساری دنیا آئینہ کی طرح تھی

علم جہاد

بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خبر شہادت آنے سے قبل سنادی تھی کہ :

"زید نے جھنڈا لیا اور شہید ہوئے۔ پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور شہید ہوئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہوئے۔ آپ کی چشمان مبارک سے آنسو جاری تھے۔ پھر فرمایا کہ آخر میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لیا اور فتح حاصل ہوئی۔" (صواعق محرقہ)

موتہ شام میں ایک مقام کا نام ہے۔ مدینہ منورہ سے وہاں تک ایک ماہ کی راہ ہے۔ وہاں کے حاکم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کو قتل کر دیا تھا اس لئے حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ :

"اگر زید شہید ہو جائیں تو لشکر کے امیر جعفر ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان کسی کو بھی اپنے درمیان میں سے امیر منتخب کر لیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس طرح پہلے سے ارشاد فرمادیا تھا ویسا ہی واقعہ ہوا کہ اس جنگ میں مذکورہ تینوں مجاہدین صحابہ نے یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش فرمایا۔ پھر لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سیف اللہ) کو لشکر کا امیر مقرر کیا اور مخبر صادق حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی بموجب اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

نجاشی بادشاہ کا نماز جنازہ

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی وفات کی اسی دن خبر دی جس دن اس نے انتقال کیا اور آپ عیدگاہ کی طرف صحابہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور صف باندھ کر نجاشی بادشاہ کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں فرمائیں۔

نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب تھا۔ جو وہاں کا بادشاہ ہوتا تھا اس کو نجاشی کہا جاتا تھا۔ اس کا نام اصحمہ اور مذہب نصرانی تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نامہ مبارک اس کے پاس پہنچا تو مسلمان ہو گیا اور اس نے واضح لفظوں میں اعلان کیا کہ:

"پچھلی کتابوں میں جس پیغمبر کی خبر دی گئی ہے وہ یہی ہیں۔"

وہ بہت ہی عقیدت و نیازمندی سے پیش آیا اور جب اس نے وفات پائی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی دن اس کے انتقال کی خبر دی اور نماز جنازہ پڑھی۔

منافق کی موت کیلئے ہوا

مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے، جب آپ مدینہ کے

قریب پہنچے ایک ہوا اتنی سخت چلی کہ قریب تھا کہ سوار کو دفن کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لیے چلی ہے۔"

آپ جب مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مر گیا۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ وہ منافق رفاعہ بن زید تھا۔ اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غائبانہ خبر دی کہ ایک منافق مر گیا۔ چنانچہ اسی کے مطابق واقع ہوا کہ مدینہ منورہ میں رفاعہ بن زید مر گیا۔

ام الفضل کے پاس مدفون مال کی خبر

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حاکم و بیہقی نے سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عباس بن عبدالمطلب کہ وہ جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ تھے اور اسیر ہو کر آئے تھے ان سے مال فدیہ طلب کیا گیا۔ یعنی وہ کچھ روپے دے کر رہائی حاصل کریں۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میرے پاس اتنا مال نہیں جتنا میرے ذمہ مقرر کیا گیا ہے۔ مخبر صادق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"وہ مال جو تم نے ام الفضل کے پاس دفن کیا ہوا ہے؟ تم کہہ کر آئے تھے کہ اگر میں اس سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میری اولاد کے لئے ہے۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مال کے بارے میں میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو خبر نہ تھی۔" پھر انہوں نے منگوا کر جس قدر مطلوب تھا ادا کر دیا۔

(نسیم الریاض)

تو مجھے قتل کرنے آیا ہے

بیہقی اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ صفوان بن امیہ ابن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف اس کا چچا زاد بھائی واقعہ بدر کے بعد ایک دن مقام حجر میں بیٹھ کر مقتولین بدر کے متعلق باہم تذکرہ کرنے لگے۔ صفوان نے کہا کہ ان لوگوں کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں رہا۔ عمیر نے کہا سچ ہے مگر میں مقروض ہوں اور میرے پاس قرضہ ادا کرنے کو کچھ نہیں اور بعد میں اپنے عیال کے تباہ ہو جانے کا بھی ڈر ہے ورنہ میں جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دیتا مجھے ان کے پاس جانے کے لئے ایک بہانہ ہے کہ میرا بیٹا وہاں قید ہے۔ صفوان نے بات غنیمت سمجھی بولا تیرے قرضہ کو میں ادا کر دوں گا اور تیرے اہل و عیال کی میں ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔ عمیر نے کہا کہ تم اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اس نے اپنی تلوار پر سان رکھوا کر زہر میں بجھائی اور مدینہ میں پہنچا۔ مسجد نبوی کے دروازہ پر اونٹ کو بٹھایا' تلوار حائل کئے ہوئے تھا' اس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ کر فرمایا کہ۔

"یہ دشمن خدا کتا کچھ بدی کے ارادے سے آیا ہو گا۔" (نسیم الریاض)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے آنے کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا۔

"اس کو لے آو۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو لے آئے اور اس کی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی۔ جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا :

"اے عمر! اس کو چھوڑ دو۔" پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ :

"اے عمیر قریب آ" جب وہ قریب ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے دریافت فرمایا کہ :

"تو کیوں آیا ہے؟" اس نے جواب دیا کہ اپنے قیدی بیٹے کے لئے آیا ہوں کہ اس کے معاملہ میں احسان کیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "گردن میں تلوار کیوں لٹکائی ہے؟"

عمیر نے جواب دیا کہ "تلوار کس کام کی ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا "سچ سچ بیان کر کہ تو کس مقصد کے لئے آیا ہے؟"

اس نے کہا "میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جیسا کہ میں نے عرض کیا۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں مقتولین بدر کا تذکرہ کیا۔ تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور اہل و عیال کے ہلاک و تباہ ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کو قتل کر ڈالتا۔ پھر صفوان تیرے قرض اور تیرے اہل و عیال کی خبرگیری کے لئے تیار ہوا اور تو مجھ کو قتل کرنے آیا ہے۔"

عمیر نے یہ سنتے ہی کہا اشھد انک رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔

پھر بولا کہ "اس بات کی میرے اور صفوان کے سوا کسی کو خبر نہ تھی قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ خدا ہی نے آپ کو اس بات کی خبر کر دی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا :

"اپنے بھائی عمیر کو دین کی باتیں سکھاؤ اور اللہ کا کلام پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو رہا کر دو۔"

گم شدہ اونٹنی کا واقعہ

بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ آپ نے اس کو تلاش کروایا وہ نہ ملی۔ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا۔

"محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہتے ہیں کہ میں غیب کی خبریں جانتا ہوں اور ان کو یہ معلوم نہیں کہ اونٹنی کہاں ہے۔ جو ان کے پاس وحی لاتا ہے وہ اونٹنی کا حال کیوں نہیں بتا دیتا۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر بارگاہ رسالتماب ﷺ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس منافق کی باتوں کی خبر دی اور اونٹنی کا ٹھکانا بھی بتا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا :

"اس قوم کا کیا حال ہو گا جو اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرے۔ پوچھو جو چاہو میں تجھے بتاؤں گا۔ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اس کی مہار (نکیل) ایک درخت میں اٹک گئی ہے۔" (نسیم الریاض)

لوگ تیزی سے گئے اور اس گھاٹی میں اونٹنی کو اس حال میں پایا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اس منافق کا نام شارحین حدیث نے زید بن نعیب لکھا ہے۔

عورت کے پاس خط

صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے زبیر اور مقداد کو حکم دیا کہ "تم روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔"

ہم تینوں سوار ہو کر گھوڑا دوڑاتے ہوئے پہنچے۔ عورت کو وہاں موجود پایا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال کر دے دو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ خط نکال دو ورنہ ہم تم کو ننگا کریں گے۔ اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر دے دیا۔ ہم اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے کچھ مشرکین کے نام تھا اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ پر حملہ کرنے کا ذکر تھا۔

آپ ﷺ نے اس خط کا حال حاطب سے پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے بال بچے مکہ میں ہیں اور وہاں میرا کوئی قرابت دار ایسا نہیں جو ان کی حمایت کر سکے۔ اس لئے میں نے یہ چاہا تھا کہ قریش پر میرا احسان ثابت ہو جاتا جس سے وہ میرے بال بچوں سے معترض نہ ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو حاطب کو قتل کر دوں اس لئے کہ اس نے منافقانہ حرکت کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"نہیں اہل بدر پر اللہ تعالیٰ نے خاص مہربانی فرمائی ہے کہ اس نے تمہاری سب خطائیں معاف کر دیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی فتح کے لئے لشکر کشی کا قصد فرمایا۔ آپ کو اس قصد کا اخفاء منظور تھا۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے کفار قریش کے پاس اس مضمون پر مشتمل ایک خط بھیجا کہ ...

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عظیم لشکر لے کر تمہارے اوپر حملہ آور ہونے والے ہیں اور خدا کی قسم ہے کہ اگر وہ اکیلے قصد فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور تم پر غالب آجائیں گے۔ تم اپنی فکر کر لو۔"

اس نے یہ خط نہایت رازداری سے ایک عورت کے ہاتھ روانہ کیا اس کی خبر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہو گئی اور آپ نے حضرت علی' حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا اور وہ خط لیکر آ گئے۔ اس حدیث پاک سے ان صحابہ کرام کی کمال فضیلت ثابت ہوئی جو غزوۂ بدر میں آپ کے ساتھ تھے اور حضرات خلفائے اربعہ بلکہ عشرۂ مبشرہ اہل بدر ہیں۔

قریش کا عہد

بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں زہری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قریش کو خبر دی کہ :

"کیڑوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا اس صحیفے کی تمام عبارت کھالی ہے جس میں قریش نے عہد لکھا تھا کہ وہ بنی ہاشم کی عداوت پر مضبوطی سے قائم رہیں اور ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات بالکل ختم کرلیں۔" (نسیم الریاض)

قریش نے اس صحیفے کو دیکھا تو اس کو ویسا ہی پایا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اظہار نبوت کے بعد جب اسلام مکہ مکرمہ میں پھیلا اور برملا بتوں کی مذمت ہونے لگی تو کفار قریش کو بہت رنج ہوا اور مسلمانوں پر بہت ہی غم و غصہ ہوا۔ اسی غیظ و غضب میں مشتعل ہو کر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا۔ اس معاملہ میں ابو طالب اور بنو ہاشم رضامند نہ ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ...

"یا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ کر دو یا تم سب کے سب ہم سے علیحدہ ہو کر گھاٹی میں جا کر رہو اور ہمارے تمہارے برادرانہ تعلقات ختم' نہ ساتھ کھانا نہ ساتھ پینا اور نہ ہم اور تم کسی مجلس میں ایک ساتھ جمع ہوں گے۔"

ابو طالب اور بنو ہاشم نے اس بات کو منظور کر لیا اور سب کے سب شعب ابی

طالب (گھاٹی) میں چلے گئے۔ کفار قریش نے ایک عہد نامہ بنوہاشم سے قطع تعلق اور استحکام عداوت پر مشتمل کعبہ میں لٹکا دیا اور یہاں تک عداوت و مخالفت پر آمادہ و مستعد ہوئے کہ جو کوئی گاؤں کا آدمی غلہ یا کچھ چیز بیچنے کے لئے لاتا اس کو بھی منع کر دیتے کہ بنوہاشم کے ہاتھ نہ بیچے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ نے اس گھاٹی میں اڑھائی برس گزارے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔

اسی اثناء میں اللہ تعالٰی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات پر مطلع فرمایا کہ اس عہد نامہ کو دیمک کھا گئی ہے۔ اس میں جہاں کہیں اللہ کا نام تھا اس کو دیمک نے بالکل نہ چھیڑا اور باقی سب چاٹ کر ختم کر دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے حضرت ابوطالب کو مطلع کیا۔ حضرت ابوطالب قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے اس طور پر خبر دی ہے کہ تم اس عہد نامہ کو منگوا کر دیکھو۔ اگر یہ بات جھوٹی نکلے تو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر یہ سچ ہے تو تم ہم کو تکلیف دینے سے باز آجاؤ اور ہم کو گھاٹی سے نکلنے دو۔ انہوں نے عہد نامے کا صحیفہ منگوا کر دیکھا تو واقعی اس میں جہاں جہاں اللہ تعالٰی کا نام تھا وہ بدستور باقی تھا اس کے علاوہ تمام عبارتوں کو دیمک نے کھا لیا تھا وہ نادم ہوئے اور بنوہاشم کو گھاٹی سے نکلنے کی اجازت دے دی۔

تمہارا بادشاہ رات کو قتل ہو گیا ہے

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کے مقتول ہونے کی اس رات کی صبح کو خبر دی جس رات وہ مارا گیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ۶ ہجری میں اکثر بادشاہوں اور امیروں کے پاس دعوت اسلام کے نامے لکھے کسریٰ پرویز بادشاہ فارس کو بھی نامہ بھیجا

اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس گستاخ نے آپ کے نامہ مبارک کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ۔

"اپنے نام کو میرے نام سے پہلے کیوں لکھا۔"

اور اپنے عامل یمن باذان کو فرمان بھیجا کہ تو دو آدمی تیز طرار اس شخص کے پاس بھیج دے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے وہ دونوں مدعی نبوت کو تیرے پاس لے آئیں۔ کسریٰ کا حکم پا کر باذان نے دو آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس مدینے روانہ کئے۔ انہوں نے آپ کے سامنے بیباکانہ تقریر کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جواب دیا کہ :

"تم کل آؤ" اسی رات شیرویہ پرویز کے بیٹے نے پرویز کو مار ڈالا۔ آپ نے ان دونوں آدمیوں کو بلا کر فرمایا کہ :

"تم چلے جاؤ رات کسریٰ کو شیرویہ نے مار ڈالا۔" (نسیم الریاض)

وہ واپس چلے گئے اور باذان سے جا کر کہا۔ باذان نے کہا کہ اگر اس خبر کی تصدیق ہو جائے تو بیشک وہ پیغمبر ہیں۔ انہیں ایام میں شیرویہ کا نامہ باذان کے پاس اس مضمون کا پہنچا کہ پرویز ظالم تھا میں نے اس کو قتل کر دیا اور تم اس شخص سے جو ملک عرب میں پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے کچھ تعرض نہ کرو۔

باذان کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خبر کی تصدیق ہو گئی تو وہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ کسریٰ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نامہ مبارک پھاڑ ڈالا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کے خلاف دعا فرمائی تھی کہ :

"الٰہی اس کے خاندان کو پاش پاش کر دے۔" اللہ تعالیٰ نے اس کے خاندان کی سلطنت کو تھوڑے عرصہ میں بالکل نیست و نابود کر دیا۔

مالک کی اجازت کے بغیر بکری کا گوشت

ابوداؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نصاریٰ کے جنازے میں تشریف لے گئے تھے' بعد فراغت دفن اس میت کی عورت نے آپ کی دعوت کی۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے' جب کھانا سامنے آیا اور آپ نے کھانا شروع کیا اور ایک لقمہ آپ نے منہ میں رکھا مگر اس کو نگلا نہیں۔ آپ نے فرمایا:

"یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔"

صاحب خانہ عورت نے کہلا بھیجا کہ میں نے نقیع (جہاں بکریاں بکتی ہیں) بکری خریدنے کے لئے آدمی بھیجا تھا۔ مگر وہاں بکری نہ مل سکی' پھر میں نے اپنے ہمسائے کے پاس جس نے ایک بکری خریدی تھی آدمی بھیجا کہ وہ بکری قیمت لے کر دیدے مگر وہ گھر نہ ملا۔ میں نے اس کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے بکری بھیج دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اس کھانے کو قیدیوں کو کھلا دو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا قیدیوں کو کھلانے کے لئے حکم دیا کہ وہ کفار ایسے کھانے کے لائق تھے۔

دل کی باتوں کی خبر

طبرانی اور معجم کبیر میں اور بزاز نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک بار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد منیٰ میں بیٹھا تھا۔ ایک شخص انصاری اور ایک شخص قبیلہ ثقیف سے آیا' دونوں نے سلام کیا اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کچھ پوچھنے آئیں

ہیں۔ آپ نے فرمایا :

"کہو تو میں بتادوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو یا تم خود بیان کرو"

انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی ارشاد فرمایئے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تم یہ دریافت کرنے آئے ہو کہ ہم اپنے گھر سے جو بہ قصد خانہ کعبہ آئے ہیں ہمیں اس میں کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا کیا ثواب ہے۔ طواف میں بین الصفا و المروہ کا کیا ثواب ہے۔ وقوف عرفات کا کیا ثواب ہے۔ رمی جمار کا کیا ثواب ہے' قربانی کا کیا ثواب ہے۔"

ان دونوں نے عرض کیا "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو صدق و ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہم حضور سے یہی سب باتیں پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔"

میں جانتا ہوں وہ کس لئے آیا ہے

ابن عساکر نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما ہو کر گفتگو فرما رہے تھے۔ میں حلقے کے بیچ میں جا بیٹھا۔ بعض اصحاب نے مجھ سے کہا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ کہ وسط حلقہ بیٹھنا منع ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اسے بیٹھا رہنے دو۔

"میں جانتا ہوں کہ وہ گھر سے کس غرض سے آیا ہے۔"

میں نے عرض کی "وہ کیا ہے؟"

آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔

"تم گھر سے یہ بات پوچھنے کے لئے آئے ہو کہ نیکی کیا چیز ہے اور شک کیا ہے۔"

میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق اور سچائی کے ساتھ بھیجا میں اسی لئے گھر سے حاضر ہوا ہوں۔ حضور نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"نیکی وہ شے ہے جو سینے میں نہ کھٹکے۔ تو شبہ والی بات چھوڑ کر غیر شبہ والی بات اختیار کر اگرچہ مفتی لوگ تجھے فتویٰ دے دیں۔" (مواہب لدنیہ)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پوچھنا مقصود تھا جن میں حکم صریح نہیں اور تردد ہے کہ اس میں بھلی بات کون سی ہے اور بری بات کونسی ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "امور مشتبہ میں مومن صالح کے اطمینان قلب کا اعتبار ہے جس پر اسے اطمینان ہو وہ نیک ہے اور جس کے اندر تذبذب ہو اس کو چھوڑ دے۔"

عالم ملائکہ سے متعلق معجزات

جنگ احد میں فرشتے

صحیحین میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے احد کے دن سرور کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دائیں اور بائیں طرف دو سفید شخص دیکھے کہ خوب قتل کر رہے تھے۔ ان کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس کے بعد بھی نہیں دیکھا یعنی جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام۔ (صواعق محرقہ)

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدد کے لئے اکثر غزوات میں فرشتوں کو بھیجا۔ جنگ بدر میں پانچ ہزار فرشتے مدد کے لئے آئے تھے جیسا کہ کلام الٰہی میں مذکور ہے۔ جنگ حنین میں بھی فرشتے مدد کے لئے آئے اور جنگ احد میں بھی فرشتوں نے مدد کی۔ چنانچہ حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔

فرشتہ کی مدد

صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے دن ایک شخص مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑا' اتفاقاً" اس نے کوڑا مارنے اور ایک سوار کی آواز سنی کہ اس سوار نے کہا۔

اے حیزوم بڑھ تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک اس کے آگے چت گر پڑا ہے۔ اس کی ناک کوڑے کی مار سے ٹوٹ گئی ہے اور منہ پھٹ گیا ہے اور یہ سب جگہ سبز ہو گئی ہے۔"

وہ شخص مسلمان انصاری تھا۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس نے یہ واقعہ بیان کیا۔ مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تو سچ کہتا ہے۔ یہ آسمان سوم کی مدد کا فرشتہ تھا حیزوم فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے۔" (مواہب لدنیہ)

غزوۂ بدر میں فرشتے

ابن اسحٰق اور بیہقی نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ بدر کے دن ایک مشرک کو قتل کرنے کے لئے میں اس کے پیچھے جھپٹا' قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے اس کا سر زمین پر گر پڑا۔

حاکم' بیہقی اور ابو نعیم نے سہل بن حنیف سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے بدر کے دن دیکھا کہ ہم کسی مشرک کو تلوار کا اشارہ کرتے تھے تو ہماری تلوار اس کے سر تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کر گر پڑتا تھا۔ یہ صورت اس طرح پیش آرہی تھی کہ جنگ بدر میں جو ملائکہ مسلمان مجاہدین کی مدد کے لئے اترے تھے وہ کافروں کو قتل کر رہے تھے۔

فرشتے نے قید کیا

بیہقی نے حضرت سائب بن ابی حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم جنگ بدر میں مجھے کسی آدمی نے اسیر نہیں کیا تھا۔ جب قریش شکست کھا کر بھاگے تو میں بھی بھاگا تو ایک مرد سفید رنگ' دراز قد نے جو ایک گھوڑے پر آسمان اور زمین کے درمیان سوار تھا مجھے باندھ کر چھوڑ دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہوں نے مجھے بندھا ہوا پایا تو انہوں نے لشکر میں پکارا ان کو کس نے باندھا ہے؟ کسی نے کہا کہ اس نے باندھا ہے یہاں

تک کہ مجھے لے کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ۔

"تم کو کس نے اسیر کیا ہے؟"

میں نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کو نہیں پہچانتا اور جو بات میں نے دیکھی تھی اس کا ظاہر کرنا مجھے اچھا معلوم نہ ہوا۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"تم کو کسی فرشتے نے اسیر کیا ہے۔" (تفسیر مظہری)

سائب بن ابی حبیش اس وقت کافر تھے ان کو یہ بات پسند نہ آئی کہ وہ فرشتوں کا دیکھنا بیان کریں جس سے ملت اسلام کی عظمت و حقانیت ثابت ہوتی ہے۔

سفید رنگ کا فرشتہ

بیہقی نے حضرت ابو بردہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تین سر لایا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان میں سے دو کو تو میں نے قتل کیا ہے اور تیسرے کا یہ حال ہے کہ میں نے ایک مرد سفید رنگ دراز قامت دیکھا کہ اس نے اس کو مارا تو میں نے اس کا سر اٹھالیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : "وہ فلاں فرشتہ تھا" (تفسیر مظہری)

عباس کو اسیر کرنے والا فرشتہ

امام احمد ' ابن سعد اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے کہ عباس کو جنگ بدر میں ابوالیسر نے اسیر کیا تھا۔ ابوالیسر حقیر اور کمزور آدمی تھا اور عباس مرد طاقتور اور

قوی تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوالیسر سے پوچھا کہ تم نے "عباس کو کیسے اسیر کیا۔"

انہوں نے جواب دیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کو اسیر کرنے میں ایک شخص نے میری مدد کی جس کو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ کبھی بعد میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"عباس کو اسیر کرنے میں تمہاری مدد ایک باعزت فرشتے نے کی۔"

(تفسیر مظہری)

گورے چٹے ابلق گھوڑوں پر سوار فرشتے

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے جنگ بدر میں کچھ لوگ گورے چٹے ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے کہ ان کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا تھا۔ حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرشتے دکھائی دیتے تھے جو جنگ بدر میں اترے تھے۔ (نسیم الریاض)

غزوہ بدر میں فرشتوں کو دیکھنے کے متعلق جو معجزات مذکور ہوئے وہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہیں۔

حضور اکرم ﷺ سے اسلام و ایمان کی باتیں پوچھنے والے جبرئیل علیہ السلام تھے

مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ دفعتاً" ایک شخص نمودار ہوا اس کے کپڑے بہت سفید تھے اور بال نہایت سیاہ۔ اس میں سفر کی کوئی علامت نہیں پائی جارہی تھی اور ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا بھی نہیں تھا۔ وہ شخص آپ کے پاس

آ کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں زانوں آپ کے زانوں سے ملا دیئے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے زانوں پر رکھیں اور سوال کیا "یا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) مجھے بتلایئے کہ اسلام کسے کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

" اسلام یہ ہے کہ گواہی دو کہ کوئی لائق عبادت نہیں مگر اللہ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھو' زکوۃ دو' رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت و قدرت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرو۔"

اس شخص نے کہا" آپ نے سچ فرمایا۔"

ہم لوگ متعجب ہوئے کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ یعنی پوچھنا تو اس بات کی دلیل ہے کہ واقف نہیں اور یہ کہنا کہ سچ فرماتے ہیں اس پر دلالت کرتا ہے کہ سوال کرنے والا واقف و باخبر ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے کہا یہ بتایئے کہ ایمان کس کو کہتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

" ایمان یہ ہے کہ ایمان لاؤ تم اللہ پر' اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر' اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر' اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر اور روز قیامت پر اور ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خیر و شر' نیکی و بدی پہلے سے مقدر کر دیا ہے۔"

اس نے پھر کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر یہ سوال کیا" احسان کیا ہے؟"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

" احسان اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی عبادت کرو' اس طرح گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا حال نہ ہو تو اس طرح کہ گویا خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔"

اس نے پھر کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے پوچھا کہ۔

" قیامت کب آئے گی؟"

آپ نے فرمایا اس امر میں جو پوچھا گیا ہے پوچھنے والے سے زیادہ نہیں

جانتا۔ پھر اس نے سوال کیا کہ "قیامت کی نشانیاں بیان فرمایئے۔" مخبر صادق حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا :

"قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی۔" (یعنی کنیز زادوں کی کثرت ہو گی جو لڑکا مالک اور لونڈی سے پیدا ہوتا ہے وہ آزاد ہوتا ہے اور وہ باپ کے ہم رتبہ اور اس کی ماں لونڈی ہے)

اور آپ ﷺ نے فرمایا "ایک علامت یہ ہے کہ جو لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، مفلس ہوں گے اور بکریاں چراتے ہوں گے وہ بلند عمارتیں بنائیں گے۔"

پھر وہ شخص چلا گیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "اے عمر! جانتے ہو کہ یہ پوچھنے والا کون تھا؟" میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"یہ جبرئیل علیہ السلام تھے سائل بن کر اس وضع میں آئے تھے تاکہ تم لوگوں کو دین کی باتیں سکھادیں۔"

یہ حدیث پاک انہیں الفاظ کے ساتھ صحیح مسلم میں مذکور ہے اور اصل مضمون صحیح بخاری میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ اکثر کتب حدیث اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے ساتھ بھی وارد ہے اور اس روایت میں ہے کہ جب وہ شخص چلا گیا اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا "اس شخص کو پھیر لاؤ" لوگ ان کے پیچھے گئے تو انہوں نے کوئی آدمی نہ دیکھا۔

فرشتے سلام کرتے تھے

صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے بیماری میں بدن داغا تو

ملائکہ نے مجھ کو سلام کرنا چھوڑ دیا۔ پھر میں نے بدن داغنا چھوڑ دیا تو ملائکہ پھر سلام کرنے لگے۔

صحیح ترمذی میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں لوگ سنتے تھے کہ کوئی سلام کرتا ہے اور سلام کرنے والے کو نہیں دیکھتے تھے۔

"نسیم الریاض" میں ہے کہ کتب معتمدہ میں ملائکہ کا حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کرنا لکھا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرض بواسیر تھا اسی کے علاج کے لئے انہوں نے اپنا بدن داغا تھا جس سے خون تھم جائے وہ بڑے ہی صابر اور متوکل علی اللہ تھے۔ اس علاج میں ترک توکل پایا گیا اس وجہ سے فرشتوں نے ان کو سلام کرنا بند کر دیا تھا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اصلی صورت

بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں اور ابن سعد نے "طبقات" میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جبرئیل امین کو ان کی اصل صورت میں دکھلا دیجئے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "تم جبرئیل کو نہ دیکھ سکو گے۔"

انہوں نے عرض کیا "حضور آپ دکھلا دیجئے"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "بیٹھ جاؤ" وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اترے۔ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "نگاہ اٹھاؤ" انہوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ

السلام کا جسم مانند زبرجد اخضر (سبز) کے ہے وہ دیکھتے ہی غش کھا کر گر گئے۔

(نسیم الریاض)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زیارت

ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں) دیکھا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت جبرئیل کو دیکھا

صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔

آگ کی خندق

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ...

"لات و عزیٰ کی قسم اگر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھوں گا منہ کو خاک آلود کرتے (یعنی نماز میں سجدہ کرتے) تو معاذاللہ میں ان کی گردن کو پاؤں سے روند ڈالوں گا۔" (نسیم الریاض)

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور وہ بدبخت اسی گستاخانہ ارادے سے آیا پھر یکبارگی الٹے پاؤں واپس ہو گیا۔ اس حال سے کہ ہاتھوں سے کسی چیز کو روک رہا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا "تجھے کیا ہوا؟"

اس نے کہا "میں نے اپنے اور محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے درمیان آگ کی ایک خندق دیکھی اور بہت ڈر کی چیز (یعنی فرشتوں کے) پر۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا "اگر وہ میرے نزدیک آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔"

تلاوت قرآن پاک سن کر فرشتے قریب آ گئے

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات اپنے مکان میں سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے قریب ہی بندھا ہوا تھا۔ دفعتاً" وہ گھوڑا اچھلنے کودنے لگا' وہ چپ ہو گئے گھوڑے کا اچھلنا بھی بند ہو گیا۔ انہوں نے پھر تلاوت شروع کی' گھوڑا پھر کودنے اچھلنے لگا وہ پھر خاموش ہو گئے گھوڑا پھر ٹھہر گیا۔ انہوں نے پھر تلاوت شروع کی' گھوڑا پھر کودنے لگا۔ انہوں نے نماز کا سلام پھیرا ان کا لڑکا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا ان کو خوف ہوا کہ گھوڑا لڑکے کو نقصان نہ پہنچائے اس اندیشے کی وجہ سے لڑکے کو وہاں سے اٹھا لیا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیز سائبان کی طرح ہے اور اس میں چراغاں ہو رہا ہے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے رات کا عجیب و غریب واقعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے حضور بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"اے ابن حضیر! قرآن پڑھتے رہو' قرآن پڑھتے رہو۔"

انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم میں ڈرا کہ کہیں گھوڑا میرے لڑکے یحییٰ کو روند نہ ڈالے کیونکہ وہ گھوڑے کے قریب ہی تھا اور جب میں اس کے پاس گیا دیکھا کہ اس میں چراغاں ہو رہا تھا تو میں اس کو دیکھتا رہا یہاں تک

کہ وہ بلند ہو کر غائب ہو گئے۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

"جانتے ہو وہ کیا تھا؟"

انہوں نے فرمایا "نہیں"

آپ ﷺ نے فرمایا :

"وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز تلاوت قرآن پاک سن کر قریب آ گئے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کو لوگ ان کو دیکھتے۔"

عالم انسان کے متعلق معجزات

اس عنوان کے تحت چار قسم کے معجزات کا بیان ہو گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۔ ظہور برکات وہدایات کے متعلق معجزات

۲۔ مریضوں اور آفت رسیدگان کی شفا کے متعلق معجزات

۳۔ مردوں کے زندہ کرنے کے متعلق معجزات

۴۔ بے ادبوں پر قہر و عتاب اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے متعلق معجزات

ظہور و برکات و ہدایت کے متعلق معجزات

حضور ﷺ کی دعا سے دولت ایمان

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا' وہ مشرکہ تھیں۔ اس نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی کا کلمہ کہا۔ مجھے بہت ناگوار گزرا۔ میں اس کے زیر اثر روتا رہا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ہدایت دے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا اللھم اھد ام ابی ھریرۃ "اے اللہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا سن کر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا۔ دیکھا دروازہ بند ہے۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سن کر کہا۔

"ابوہریرہ وہیں ٹھہرو۔" میں نے پانی کی آواز سنی' میری ماں نے نہا کر کپڑے بدل کر دروازہ کھولا اور کہا اے ابوہریرہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں خوش ہو کر وفور خوشی میں روتا ہوا پھر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی ماں کے مسلمان ہو جانے کی خبر دی۔ حضور ﷺ سن کر حمد الٰہی بجا لائے۔

سبحان اللہ! رحمت للعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا نے کتنی جلدی اثر دکھایا اور آپ کا تصرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کے دل میں کیسا ظاہر ہوا کہ اتنی سخت شدید العناد کافرہ جو حضور ﷺ کو برا کہتی تھی فوراً نہا دھو کر حلقہ اسلام میں داخل ہو گئی اور خدا کی توحید اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوت حافظہ کا سبب

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بہت روایتیں کی ہیں اور اللہ جل جلالہ جانئے وعدہ ہے یعنی جس دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو گی۔ اس دن اس وعدے کا ظہور ہو گا۔ جو جھوٹی حدیث کے روایت کرنے میں وارد ہے۔ حال یہ ہے کہ ہمارے بھائی مہاجرین کاروبار تجارت میں مشغول رہتے تھے اور ہمارے بھائی انصار کاروبار زراعت میں اور میں ایک مرد مسکین تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ میں کچھ فکر تجارت و زراعت نہیں رکھتا تھا۔ روٹی جو ملی کھا لی اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا۔ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

"جو کوئی اپنا کپڑا پھیلائے رہے جب تک کہ میں یہ کلام پورا کروں اور اس کے بعد اس کپڑے کو اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگا لے تو وہ شخص کبھی میری حدیث نہ بھولے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کلام کو پورا کر چکے تب میں نے اس اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگا لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا دین دے کر بھیجا میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو نہیں بھولا۔

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ترجمہ مشکوۃ شریف میں اس کلام کی شرح میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا تحریر کیا ہے کہ آپ نے اس وقت اپنی امت کے لئے دعا فرمائی تھی کہ جو کوئی میری حدیث سنے اسے یاد رکھے اور کبھی نہ بھولے۔

دعائے برکت کا اثر

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی تو یہ حال ہو گیا کہ "کسی کے منہ پر ورم آجاتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہوتا اور وہ ورم حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سر کو اس حصے میں مس کرتا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا تو اس کا ورم بالکل جاتا رہتا۔

(نسیم الریاض)

حذیم حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ہے ان کے باپ حنفیہ بھی صحابی تھے اور حنظلہ اپنے باپ اور دادا کے ساتھ صغر سنی ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے تھے۔

پیشانی روشن ہو گئی

طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ حنین میں زخمی ہوئے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ سے خون صاف کیا تھا اور ان کے حق میں دعا کی تو ان کی پیشانی آپ ﷺ کے دست پاک کے اثر سے روشن ہو گئی اور اتنی جگہ ہمیشہ روشن رہی۔ (نسیم الریاض)

دست پاک کی برکت سے بال سفید نہ ہوئے

بیہقی نے حضرت عمرو بن ثعلبہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مقام سیالہ میں زیارت کی اور مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ تو ان کا یہ حال ہوا کہ انہوں نے سو برس کی عمر پا کر وفات پائی اور جس جگہ ان کے سر اور داڑھی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دست پاک پہنچا تھا وہاں کے بال سفید نہ ہوئے۔ (سیالہ بروزن سجادہ مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے) (نسیم الریاض)

جوانی کی رونق ہمیشہ قائم رہی

ابن عبدالبر نے "استیعاب" میں روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غسل فرما رہے تھے۔ زینب بنت ام سلمہ آئیں' آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے منہ پر پانی چھڑک دیا۔ اس کے اثر سے ان کے چہرے پر ہمیشہ جوانی کی رونق قائم رہی۔ نہایت بوڑھی ہو گئیں پھر بھی ان کے چہرے سے شباب کا حسن و جمال نہ گیا۔ (نسیم الریاض)

ثابت قدمی اور ہادی و مہدی ہونے کی دعا

صحیحین میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے ذی الخلصہ کا بت خانہ خراب کرنے کے لئے ارشاد فرمایا اور میرا یہ حال تھا کہ گھوڑے کی پیٹھ پر نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ سواری میں اکثر گر پڑتا تھا۔ میں نے اپنا یہ حال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا :

"یا اللہ ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کو ہادی و مہدی کر۔" (صواعق محرقہ)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس دن سے کبھی گھوڑے پر سے نہیں گرا اور ڈیڑھ سو سوار اپنے ساتھ لے گیا اور ذی الخلصہ کے بت خانہ کو توڑ ڈالا اور اس کو جلا دیا۔

مجاہدین بدر کیلئے دعا

ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے تین سو پندرہ آدمیوں کے ساتھ نکلے اور آپ نے فرمایا :

"یا الٰہی! یہ لوگ ننگے بدن ہیں' ان کو کپڑے دے' یہ بھوکے ہیں ان کا پیٹ بھر دے۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی اور جب غزوہ بدر سے لوٹے تو ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس ایک اونٹ یا دو اونٹ نہ ہوں سب نے کپڑے پہنے اور سب کا پیٹ بھرا۔

(صواعق محرقہ) .

اگرچہ اس روایت میں جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کی تعداد تین سو پندرہ مذکور ہے مگر مشہور یہ ہے کہ تین سو تیرہ مجاہدین تھے۔ ستتر مہاجرین میں سے اور دو سو چھبیس انصار میں سے۔

کھانے میں حیرت انگیز برکت

ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم محسن عالم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالے میں باری باری صبح سے رات تک کھاتے تھے' دس دس بیٹھتے تھے۔ جب وہ کھا چکتے تو دس دس آدمی اور بیٹھتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس پیالے میں کھانا کہاں سے بڑھتا تھا؟

انہوں نے جواب دیا کہ تمہیں کون سی بات کا تعجب ہے اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہاں سے بڑھتا ہے۔ (صواعق محرقہ)

کثرت مال و اولاد کی دعا

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خادم انس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"یا اللہ انس کو کثیر مال عطا فرما اور بہت اولاد دے اور جو کچھ تو نے ان کو دیا ہے اس میں برکت دے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

"خدا کی قسم میرے پاس بہت مال ہے اور میرے بیٹوں اور بیٹیوں کی اولاد اتنی کثرت سے ہے کہ ان کی تعداد تقریباً سو تک پہنچی ہے۔" (نسیم الریاض)

رحمت للعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال و اولاد میں برکت ہوئی کہ ابن جوزی روایت کرتے ہیں کہ یہاں تک کہ ان لوگوں کے انگور کے درخت ایک سال میں دو بار پھل لاتے۔

بے باک لڑکی حیادار ہو گئی

طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک لڑکی نے آپ سے کھانا مانگا' آپ اپنے آگے کے کھانے سے دینے لگے۔ اس نے کہا "میں آپ کے منہ کا مانگ

رہی ہوں۔"

سرور کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دہن مبارک کا کھانا عنایت فرمایا۔ وہ لڑکی نہایت بے باک تھی۔ آپ ﷺ کے دہن مبارک کا کھانا اس نے جیسے ہی کھایا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس قدر حیا دے دی کہ مدینہ میں اس سے زیادہ حیادار عورت نہ تھی۔ (نسیم الریاض)

برکت مال کی دعا

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ:

"اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت دے۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تھا تو مجھے امید ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے اس کے نیچے سے سونا ملے گا۔ (نسیم الریاض)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمت للعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے اتنے مالدار ہو گئے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ان کا انتقال ہوا تو پھاوڑوں سے سونا کھود کر ان کے وارثوں میں تقسیم ہوا تھا اور کھودنے والے کھودتے کھودتے تھک گئے تھے۔ ان کی چار بیویاں تھیں۔ ان میں سے ایک کو جس کا نام تماضر تھا وہ قبیلہ بنی کلیب سے تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرض الموت میں اس کو طلاق دے دی تھی تو بعوض ربع ثمن کے جو اس کو حسب فرائض پہنچتا تھا اس سے اور ورثہ نے اسی ہزار دینار کے اوپر مصالحت کی تھی اور پچاس ہزار دینار فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے لئے انہوں نے وصیت کی۔ ایک بلاغ ازواج

مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو دے کر انتقال فرمایا۔ اس باغ کی قیمت چار لاکھ تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے بہت سے صدقات و خیرات لاکھوں روپے کے کئے اور یہ سب مالی فراوانی اور دولت کی کثرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کی برکت سے حاصل ہوئی۔

دو حضرات کا کھانا ایک سو اسی افراد نے کھایا

بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے صرف حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھانا پکوایا۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

"شرفائے انصار میں سے تیس آدمی بلا لو۔"

انہوں نے بلایا اور ان سب نے کھانا کھایا اور کھانا بچ رہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پچاس آدمیوں کو بلا لو۔"

پچاس آدمی آئے اور انہوں نے کھانا کھایا مگر کھانا پھر بھی بچ گیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "ستر آدمی اور بلا لو۔"

ستر آدمی آئے اور انہوں نے بھی کھانا کھایا اور پھر بھی کھانا بچ رہا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سب کھانے والوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور سب مسلمان ہو گئے اور سب نے حضور معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا بیان ہے کہ کل ایک سو اسی آدمیوں نے اس دن کھانا کھایا جبکہ کھانا صرف دو حضرات کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ (نسیم الریاض)

بکریوں کی کلیجی میں برکت

صحیحین میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ ایک سو تیس آدمی تھے۔ ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر آٹا گوندھا گیا اور ایک بکری ذبح کی گئی اور اس کی کلیجی بھونی گئی تو خدا کی قسم ہم ایک سو تیس آدمیوں میں سے ہر ایک کو کلیجی کی بوٹی پہنچی۔ اس کے بعد آپ نے بکری کے گوشت کو دو بڑے پیالوں میں بھروا دیا تو ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پیالوں میں بھی بچ رہا۔ (نسیم الریاض)

ایک پیالے میں تمام اصحاب صفہ نے کھایا

مسلم بن شیبہ اور طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ :

"اہل صفہ کو بلا لاؤ۔" میں نے سب کو اکٹھا کیا۔ ہمارے سامنے ایک پیالہ رکھا گیا۔ ہم نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پیالہ ویسا ہی رہا جیسا تھا۔ بس اس میں انگلیوں کے نشان معلوم ہو رہے تھے۔ (نسیم الریاض)

صفہ چبوترہ کو کہتے ہیں جو مسجد نبوی ﷺ کے ایک گوشہ میں تھا۔ جس میں فقرائے صحابہ (جن کا گھر بار نہ تھا) جس میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت سلمان اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی رہا کرتے تھے۔ محدث ابو نعیم نے لکھا ہے کہ اصحاب صفہ سو سے کچھ زیادہ تھے اور "عوارف المعارف" میں تحریر کیا گیا ہے کہ اصحاب صفہ کچھ کم چار سو افراد تھے۔

دودھ کے پیالے میں عجیب برکت

امام احمد اور بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اولاد عبد المطلب کی دعوت کی' وہ چالیس افراد تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے طاقتور اور قوی تھے کہ ایک شخص اکیلا ایک بکری کو کھا جائے اور تنہا آٹھ سیر دودھ پی جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آدھ سیر آٹا پکوایا۔ اس میں سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور بچ رہا۔ پھر آپ نے دودھ کا ایک بڑا پیالہ منگوایا جس میں تین چار آدمیوں کے پینے کی مقدار میں دودھ سماتا تھا۔ لیکن سب نے اس پیالہ سے سیراب ہو کر پیا اور پیالے کا دودھ ویسا ہی باقی رہا گویا کسی نے پیا ہی نہیں۔ (نسیم الریاض)

ہانڈی کے کھانے میں برکت

ابن سعد نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بار ایک ہانڈی کھانا دن کے لئے تیار کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بلانے کے لئے بھیجا کہ حضور ﷺ دن کا کھانا ان کے ساتھ تناول فرمائیں۔ آپ نے حکم دیا کہ :

"ایک ایک پیالہ ہانڈی میں سے نکال کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سب ازواج مطہرات کو پہنچا دیں۔ پھر ایک پیالہ اپنے لئے' ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے اور ایک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے نکلوایا۔ پھر ہانڈی کو اٹھا کر دیکھا تو وہ لبریز تھی۔"

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے گھر والوں نے اس ہانڈی میں سے جتنا خدا نے چاہا کھایا۔ (نسیم الریاض)

ساری عمر کالے بال اور چہرے کی رونق برقرار

بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا فرمائی :

افلح وجھک اللھم بارک لہ فی شعرہ و بشرہ "یعنی فلاح والا ہو منہ تیرا یا اللہ برکت دے اس کے بالوں اور جلد بدن میں۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس دعا کی برکت سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستر برس تک زندہ رہ کر وفات پائی۔ اس عمر میں بھی ان کا کوئی بال سفید نہیں ہوا تھا۔ نہ بدن میں کسی قسم کا تغیر پیدا ہوا تھا۔ چہرے پر جوانی جیسی رونق تھی۔ یہ معلوم ہوتا تھا گویا وہ پندرہ برس کے ہیں۔ (نسیم الریاض)

یہ حال ہے خدمت گاروں کا

ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا کی کہ :

"اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرمائے۔"

پھر انہوں نے جو بھی دعا کی وہ قبول ہوئی۔ (نسیم الریاض)

دین میں سمجھ اور علم تفسیر کیلئے دعا

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ :

"الٰہی ان کو دین میں درست سمجھ عطا فرما اور ان کو تفسیر کا علم دے۔"

حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان کو بہت علم ملا کہ "خیرامت" مشہور ہوئے اور علم تفسیر میں ایسا کمال حاصل ہوا کہ "ترجمان القرآن" کہلائے۔

(نسیم الریاض)

خرید و فروخت میں دعائے برکت

بیہقی نے حضرت عمرو بن جریث رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول دوجہان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ :

"اللہ تعالیٰ ان کی خرید و فروخت میں برکت دے"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان کا ایسا حال ہوا کہ جو چیز وہ خریدتے تھے اس میں پورا پورا فائدہ اٹھاتے تھے۔ (نسیم الریاض)

کثرت مال کیلئے دعا

بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے برکت فرمائی تو وہ ایسے مالدار ہو گئے کہ ان کے یہاں مال کے تھیلے تھے۔ (نسیم الریاض)

ضباعہ بنت زبیر زوجہ مقداد نے بیان کیا کہ مقداد ایک روز قضائے حاجت کے لئے باہر گئے تھے وہ بیٹھے تھے کہ ایک چوہا سوراخ میں سے ایک دینار لے کر نکلا اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ پھر ایک اور دینار لے آیا' اسی طرح ستر دینار لایا۔ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب دیناروں کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور اس کا ماجرا بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"تم نے سوراخ میں ہاتھ تو نہیں ڈالا تھا؟"

انہوں نے عرض کیا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ نہیں"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا صدقہ ہے۔ اللہ تمہارے لئے اس میں برکت دے۔ ضباعہ بیان کرتی ہیں کہ ان دیناروں میں سے آخری دینار ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ میں نے مقداد کے گھر میں چاندی کے تھیلے دیکھے۔

دعائے برکت

بخاری' دار قطنی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عروہ بن ابی الجد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے برکت فرمائی۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ کی قسم میرا یہ حال ہوا کہ کناسہ (کناسہ کوفہ کے ایک بازار کا نام ہے) میں جاکر کھڑا ہوتا تھا تو وہاں سے واپس نہیں آتا تھا یہاں تک کہ نفع کے چالیس ہزار حاصل کر لیتا تھا۔ بخاری نے اس حدیث پاک میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ اگر وہ مٹی خریدتے تو اس میں بھی نفع ہوتا۔ (نسیم الریاض)

سردی اور گرمی کی تکلیف سے آزادی

بیہقی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر اسلام نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ :

"ان کو سردی اور گرمی کی تکلیف نہ پہنچے۔"

اس دعا کی برکت سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا یہ حال تھا کہ وہ گرمیوں میں جاڑوں کے کپڑے پہنتے تھے اور جاڑوں میں گرمیوں کے اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی تھی۔ (نسیم الریاض)

حضرت فاطمۃ الزہرا کیلئے بلندی کی دعا

بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ

عمران نے کہا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور آپ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا کہ بھوک کی شدت کے سبب ان کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا فرمائی :

"اے اللہ بھوکوں کے پیٹ بھرنے والے اور پست کو بلند کرنے والے فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو بلندی عطا فرما۔" (یعنی ان کی تکلیف کو دور کر دے)

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرہ سرخ اور روشن ہو گیا اور ان کے چہرے کی زردی جاتی رہی۔ پھر ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اس دن سے مجھے پھر کبھی بھوک کی تکلیف نہیں ہوئی۔ (نسیم الریاض)

بیہقی نے اس حدیث کی روایت کے بعد کہا کہ یہ واقعہ آیت حجاب (پردہ) کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

لکڑیوں کو نور بنانے والے

بیہقی اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کوئی معجزہ عنایت ہو تاکہ میری قوم اس معجزے کو دیکھ کر میرے ساتھ ایمان لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا فرمائی :

"الٰہی طفیل کے لئے ایک نور ظاہر ہو جائے جو اس کے ساتھ رہے۔"

اس دعائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی میں ایک نور ظاہر ہو گیا۔ طفیل نے کہا خداوند مجھے اندیشہ ہے کہ

کہیں میری قوم یہ نہ کہنے لگے کہ اس کے چہرے پر سفید داغ ہے۔ وہ نور ان کے کوڑے کے کنارے پر منتقل ہو گیا۔ رات میں ان کا کوڑا چراغ کی طرح چمکتا تھا اور ان کا نام ذوالنور ہو گیا۔ (نسیم الریاض)

روایت ہے کہ طفیل اپنی قوم کے سردار تھے اور ان کی قوم ان کی مطیع و فرمانبردار تھی۔ وہ شاعر تھے۔ خوب شعر کہتے تھے۔ مکہ میں وارد ہوئے۔ قریش نے جا کر ان سے کہا کہ تم اپنی قوم کے سردار ہو ہمیں ڈر ہے کہ یہ شخص (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سے ملاقات کر کے تم کو بہکا دے۔ اس کی ذات سے مرد عورت اور اولاد کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے۔ طفیل کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے یہاں تک ڈرایا دھمکایا کہ میں نے مسجد حرام میں جانے کا قصد کیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ تب میں نے اپنے کانوں میں روئی رکھ کر خوب بند کر لئے کہ آپ کی آواز میرے کانوں میں نہ پہنچے اور میں مسجد میں داخل ہوا وفقتا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ حضور ﷺ کا کلام مجھ کو سنائے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہ سننا نادانی کی بات ہے۔ میں سمجھ دار آدمی ہوں بھلی بری بات کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں آپ کا کلام ضرور سنوں گا۔ اگر بھلی بات ہو گی تو قبول کر لوں گا اور بری بات ہو گی تو اس کو تسلیم نہ کروں گا۔

میں نے کانوں میں سے روئی نکال ڈالی اور آپ ﷺ کا کلام سننا شروع کیا۔ میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا کہ اس جیسا کلام عمدہ اور حلاوت والا میں نے کبھی نہیں سنا تھا اس کے بعد آپ کے چلنے کا منتظر رہا یہاں تک کہ جب آپ مسجد سے تشریف لے چلے میں ان کے ساتھ ہو لیا اور آپ کے ہمراہ آپ کے کاشانہ مبارک میں داخل ہوا اور میں نے عرض کیا۔

"آپ کی قوم نے تو مجھ سے ایسا کہا تھا اور میں نے آپ کا کلام سنا اور میرے

دل میں یہ بات آئی کہ آپ کا کلام حق ہے۔ آپ اپنا دین مجھ کو بتایئے اور فرمایئے کہ آپ کن کن باتوں کا حکم دیتے ہیں اور کن کن باتوں سے منع فرماتے ہیں؟"

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسلام کی تلقین فرمائی اور میں مسلمان ہو گیا۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی قوم دوس کی طرف واپس جارہا ہوں' میں ان کا سردار ہوں' وہ میرے مطیع ہیں۔ حضور دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کوئی ایسی نشانی عطا فرمادے جس سے میری مدد ہو۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ :

"الٰہی طفیل کو کوئی نشانی عطا فرمادے۔"

اس کے بعد میں وہاں سے چلا یہاں تک کہ دوس کے قریب پہنچا۔ جب وہاں کے ٹیلے پر چڑھا تب میری آنکھوں کے درمیان ستارے کی طرح نور ظاہر ہوا میں نے دعا کی۔ یا اللہ چہرہ کے علاوہ یہ روشنی کہیں اور ظاہر ہو۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں میری قوم اس نور کو سفید داغ نہ خیال کرنے لگے۔ تو وہ نور میرے کوڑے کے سرے میں آگیا۔ اب میں نے دیکھا کہ میں چلتا ہوں اور نور میرے کوڑے کے سر پر ایسے ہے جیسے قندیل لٹکی ہوتی ہے۔ میرے والد اور میری بیوی میرے کہنے سے داخل اسلام ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے اپنی ساری قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے نہ مانا۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مکہ مکرمہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "قوم دوس مسلمان نہیں ہوئی۔ ان میں زنا اور ربوا کی کثرت ہے۔ آپ ان کے لئے دعا کریں۔" آپ ﷺ نے فرمایا :

"یا اللہ قوم دوس کو ہدایت عطا فرما۔"

میں ان میں پھر گیا اور ٹھہرا رہا ان کو اسلام کی طرف بلاتا تھا یہاں تک کہ ان میں سے جس کی قسمت میں دولت ایمان تھی مسلمان ہوا۔ میں پھر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں غزوہ احد اور خندق کے بعد اپنے

خاندان کے ستر آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا۔

بچے کا اقرار رسالت

خطیب نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایام حجۃ الوداع میں ایک شخص یمامہ کا لڑکا لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا وہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ۔

"میں کون ہوں؟"

لڑکے نے جواب دیا "آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "تو سچ کہتا ہے اللہ تجھ پر برکت کرے۔"

پھر لڑکا نہ بولا جب تک اس کے بولنے کی عمر نہ ہوئی۔ اس کو لوگ مبارک الیمامہ کہا کرتے تھے۔ (نسیم الریاض)

موئے مبارک کا اثر

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک (بال شریف) تھے وہ اس ٹوپی کو سر پر رکھ کر جس جنگ میں شریک ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو فتح دی۔ (نسیم الریاض)

جبہ شریف کی شفا بخشی

صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جبہ نکالا اور کہا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیب تن فرمایا کرتے تھے، ہم اس کو دھو کر پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور بدن پر لگاتے ہیں

جس سے ان کو شفا ہو جاتی ہے۔ (نسیم الریاض)

زبان پاک کی برکت

طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیاس کی شدت سے رو رہے تھے۔ ساقی کوثر و تسنیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی انہوں نے چوس لی' ان کی پیاس کو تسکین ہوئی اور رونا بند کر دیا۔ (نسیم الریاض)

لعاب دہن مبارک

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن شیرخوار بچوں کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے تھے وہ دن بھر سیر رہتے تھے اور ان کو دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی۔ (نسیم الریاض)

لعاب دہن شریف کی خوشبو

بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں اور ابن عبدالبر نے "استیعاب" میں ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد سے روایت کی ہے کہ ہم عتبہ کی تین بیویاں ہمیشہ عمدہ خوشبو لگاتی تھیں مگر عتبہ بن فرقد کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ ہماری خوشبو پر ہمیشہ غالب رہتی۔ ہم نے اس سے سبب پوچھا تو انہوں نے بیان کیا۔

"ایک مرتبہ میں بیمار ہوا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے سامنے بٹھا کر میرے کپڑے اتروا کر اپنا لعاب دہن مبارک ہتھیلیوں میں لگا کر میری پیٹھ اور میرے پیٹ پر پھیرا تھا۔"

مریضوں اور آفت زدہ لوگوں کی شفاعت کے متعلق معجزات

پاؤں اچھا ہو گیا

صحیح بخاری شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت کو ابورافع کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور سوتے میں اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ دی اور اس پر زور دیا' یہاں تک کہ اس کی پیٹھ پر تلوار پہنچ گئی تب میں سمجھا کہ میں اس کو قتل کر چکا اور دروازہ کھولتا ہوا وہاں سے نکلا۔ ایک زینے سے میرے پاؤں نے خطا کی۔ چاندنی رات تھی کہ گر پڑا اور میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس پر میں نے اپنی پگڑی سے پٹی باندھی اور وہاں سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور سب حال عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"اپنا پاؤں پھیلاؤ۔"

میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر مسح کر دیا تو میں بالکل اچھا ہو گیا۔ گویا کہ کبھی میرے پاؤں میں صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔ ابورافع کے قتل کا مفصل قصہ یہ ہے۔

ابورافع سوداگر ملک حجاز کی گڑھی میں رہتا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت و تکلیف پہنچایا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے چند مجاہدین پر حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کر کے اس کو قتل کرنے بھیجا۔ جب یہ لوگ گڑھی کے قریب پہنچے اور آفتاب غروب ہو گیا اور وہاں کے باشندے اپنے مویشی لے کر اپنے اپنے گھر چلے تو حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اب تم ٹھہرو میں جاتا ہوں۔ دربان سے کوئی تدبیر کر کے گھر کے اندر گھس جاؤں گا۔

چنانچہ وہاں سے چل کر دروازے کے قریب پہنچے۔ اس کھڑکی میں ایک گدھا گم ہو گیا تھا لوگ اس کی تلاش میں چراغ لے کر نکلے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ مجھ کو پہچان نہ لیں۔ میں نے اپنا سر ڈھک لیا اور اس طرح بیٹھ گیا جیسے کوئی قضائے حاجت کے لئے بیٹھتا ہے اور سب لوگ داخل ہو گئے۔ دربان نے مجھے پکار کے کہا۔

"اے بندہ خدا اگر تجھے آنا ہو تو آجا ورنہ میں دروازہ بند کرتا ہوں۔"

میں داخل ہو گیا اور ایک گدھے کے تھان میں جو کھڑکی کے دروازے کے قریب تھا وہاں چھپ گیا۔ دربان نے دروازہ بند کر دیا اور کنجیاں ایک کھونٹی پر لٹکا دیں۔

جب ابو رافع اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رات کے کھانے سے فارغ ہوا تو تھوڑی دیر تک وہ لوگ اس کے پاس باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد لوگ اٹھ کر اپنی جگہوں پر سونے کے لئے چلے گئے۔ تب میں نے وہ کنجیاں اٹھا لیں اور کھڑکی کا دروازہ کھول دیا۔ یہ خیال کر کے کہ اگر یہ لوگ مجھے پہچان لیں گے تو بھاگنے میں آسانی ہو گی۔

اس کے بعد میں نے کنجیوں سے دروازے کھولنے شروع کئے۔ ہر دروازہ کھول کر اندر سے بند کر دیتا تھا اور جو لوگ حجروں میں ابو رافع کے قریب رہتے تھے

ان کے دروازوں کو بند کر دیا۔ پھر میں وہاں پہنچا جہاں ابو رافع رہتا تھا۔ وہاں اندھیرا تھا اور وہ اپنے اہل و عیال کے بیچ میں تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے۔ میں نے پکارا۔

"اے ابو رافع"

اس نے کہا "کون ہے"

میں نے اس کی آواز پر تلوار چلائی۔ تلوار نے کام نہ کیا وہ چلایا' میں وہاں سے نکل آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے آواز بدل کر پوچھا' ابو رافع کیا ہے۔ اس نے مجھ کو اپنا کوئی آدمی سمجھا۔ بولا' تجھے خرابی ہو ابھی کسی شخص نے میرے اوپر تلوار چلائی ہے۔ میں نے اس کے قریب ہو کر ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا کام تمام ہو گیا اور اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر زور دیا' یہاں تک کہ تلوار پیٹھ تک پہنچ گئی۔ تب میں نے یقین کیا کہ میں اس کو قتل کر چکا۔ اس کے فوراً بعد دروازے کھولتا ہوا نکلا۔ ایک زینہ پر پہنچا' اترنے پر میں نے سمجھا کہ زمین پر آ گیا حالانکہ زینہ ابھی باقی تھا۔ میں نے پاؤں بڑھا کر رکھا تو چاندنی رات میں گر پڑا اور میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں نے اس پر اپنی پگڑی پھاڑ کر پٹی باندھی اور اپنے ساتھیوں کے پاس لنگڑاتا ہوا آیا۔ ان سے کہا کہ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خوشخبری سناؤ۔ میں یہاں سے اس وقت چلوں گا جب نوحہ گر کی آواز سن لوں گا۔ میں قلعہ کے دروازے کے پاس بیٹھا رہا۔ جب مرغ بولا اور صبح ہوئی تو نوحہ گر نے دیوار پر چڑھ کر پکارا کہ میں ابو رافع سوداگر حجاز کی خبر مرگ سناتا ہوں۔ میں خوش ہو کر بے قلق و اضطراب واپس چلا۔ میرے ہمراہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک نہ پہنچ پائے تھے کہ میں جا پہنچا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ابو رافع کے قتل کی خبر سنائی اور اپنی پنڈلی کے ٹوٹ جانے کا حال بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"پاؤں پھیلاؤ" میں نے حسب الحکم پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا جس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ گویا میری پنڈلی کو کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ بخاری شریف میں بھی یہ مفصل قصہ درج ہے۔

پنڈلی کی مہلک چوٹ اچھی ہو گئی

بخاری شریف میں حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک چوٹ کا اثر سلمہ بن اکوع ﷺ کی پنڈلی پر دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا "یہ چوٹ کیسی ہے؟" انہوں نے جواب دیا کہ یہ چوٹ مجھ کو خیبر کے دن لگی تھی۔ لوگوں نے کہا تھا کہ سلمہ شہید ہو گیا یعنی ایسی شدید ضرب پہنچی تھی کہ وہ اس سے جانبر نہ ہو گا۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس پر تین بار دم کیا' میں بالکل اچھا ہو گیا۔ (صواعق محرقہ)

جلا ہوا ہاتھ آب دہن سے ٹھیک ہو گیا

بیہقی اور نسائی نے روایت کی ہے کہ محمد بن حاطب ﷺ کے ہاتھ پر لڑکپن میں ہانڈی الٹ گئی تھی اور ہاتھ جل گیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا' دعا کی اور آب دہن مبارک لگا دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ (نسیم الریاض)

غدود جاتا رہا

طبرانی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتھیلی میں ایک ایسا غدود تھا جس کی وجہ سے وہ تلوار نہیں پکڑ سکتے تھے۔ نہ گھوڑے کی باگ تھام پاتے تھے۔ انہوں نے اس غدود کا حال حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے غدود پر ہتھیلی مبارک جما کر زور سے چکر دیا یہاں تک کہ وہ غدود بالکل جاتا رہا اور کوئی نشان باقی نہ رہا۔

اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں

ترمذی' نسائی' حاکم اور بیہقی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دعا فرمایئے کہ میری آنکھیں دیکھنے لگیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اچھی طرح وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔"

اللھم انی اسئلکَ واتوجه الیکَ بنبیکَ محمّدٍ نّبی الرَّحمة یَا محمّد انی التوجه بکَ الٰی ربکَ ان یکشفَ عن بصری اللّٰھم شفعه فی "یااللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت سے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں آپ کی برکت و رحمت سے آپ کے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس لئے کہ میری بینائی کھول دے۔ الٰہی سفارش قبول فرما محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میرے حق میں۔"

اس نابینا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے وضو کر کے دو رکعتیں ادا کیں اور مذکورہ دعا پڑھی اسی وقت اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ یہ حدیث پاک اکثر محدثین نے باسناد صحیحہ نقل کی ہے۔ جو مقصود و مطلوب پورا ہونے کے لئے بیحد آزمودہ مجرب ہے۔ اکثر ان یکشف عن بصری کی جگہ اور روایتوں میں فی حاجتی ھذہ لیقضٰی لی وارد ہے کہ یہ عبارت ہر حاجت کو شامل

ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے اس دعا کو قضائے حاجات کے لئے تعلیم کیا کرتے تھے اور اس دعا کی برکت سے حاجت کی تکمیل کی بہت سے حکائتیں منقول ہیں۔

ایک مشت خاک سے شفاء

ابو نعیم اور واقدی نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابن ملاعب الاسنہ کو مرض استسقا ہوا۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت قاصد بھیجا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی لے کر اس میں لعاب دہن مبارک ڈال کر قاصد کو دے دی۔

قاصد نے حیرت اور تعجب کے عالم میں مٹی کو لیا۔ اس نے خیال کیا کہ مجھ سے ٹھٹھہ مذاق کیا گیا ہے مگر اس مٹی کو ابن ملاعب الاسنہ کے پاس لے گیا۔ وہاں ایسے وقت میں پہنچا کہ موت کا وقت قریب تھا اس نے وہ مٹی گھول کر پی لی۔ اسی وقت اچھا ہو گیا۔ (نسیم الریاض)

آنکھ کی پھلی دور ہو گئی

بیہقی ' طبرانی اور ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فدیک کے والد کی آنکھوں میں پھلی پڑ گئی تھی اور وہ بالکل اندھے ہو گئے تھے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر دم کیا اسی وقت آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان کو اسی برس کی عمر میں سوئی میں ڈورا ڈالتے ہوئے دیکھا۔ (نسیم الریاض)

چوٹ اچھی ہو گئی

طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں چوٹ آ گئی۔ حضور سرور دوعالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چوٹ پر لعاب دہن مبارک ڈال دیا۔ (نسیم الریاض)

توضیح : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند اصحاب کے ساتھ بشیر بن سلام کے پاس بھیجا تھا۔ اس نے قوم غطفان میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے ایک لشکر جمع کیا تھا ان اصحاب نے جا کر اس کو سمجھایا اور کہا کہ اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گا تو وہ تیری خاطر داری کریں گے۔

یہ لوگ وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ ہو لیا اور وہاں سے چلے۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنے اونٹ پر سوار کر لیا۔ جب وہ خیبر کے قریب پہنچے تو وہ اپنے دل میں پچھتایا۔ اس بات کو حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے۔ انہوں نے اس پر ایک تلوار ماری کہ اس کا ایک پاؤں کٹ گیا۔ اس نے آپ کو ایک لاٹھی ماری جس سے ان کے سر میں چوٹ آئی۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ نے چوٹ پر لعاب دہن مبارک ڈال دیا اور وہ چوٹ ٹھیک ہو گئی۔

کل یہ قلعہ فتح ہو جائے گا

صحیحین میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن

مبارک لگادیا وہ فوراً اچھی ہو گئیں۔ (نسیم الریاض)

توضیح : یہ معجزہ غزوۂ خیبر میں واقع ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخار آگیا تھا اس وجہ سے آپ اس جنگ میں تشریف نہیں لے گئے تھے۔ ایک روز آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم دیا اور جہاد کے لئے روانہ فرمایا۔ انہوں نے خوب جنگ کی مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ دوسرے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا دے کر بھیجا انہوں نے بھی شجاعت و بہادری سے جہاد کیا لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا :

"کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جس کو اللہ اور رسول محبوب رکھتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اس کے ہاتھ پر قلعہ فتح ہو جائے گا۔"

صبح کے وقت لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے اور منتظر تھے کہ دیکھئے کس کی قسمت میں یہ سعادت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلوایا۔ ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"قریب آجاؤ" آپ ﷺ نے لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ انہوں نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔ آپ ﷺ نے ان کو علم عنایت فرمایا اور انہوں نے قلعہ خیبر فتح کر لیا۔

غار ثور کا واقعہ

زرین نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا وہ رونے لگے اور فرمایا کہ :

"کاش میرے سارے اعمال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ایک دن کے عمل اور رات کے برابر ہوں۔ رات وہ جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار ثور کی طرف گئے تو جب دونوں صاحب غار پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ غار میں داخل نہ ہوں پہلے میں داخل ہوں گا تاکہ جو کچھ غار میں ہو اس کا صدمہ مجھ کو پہنچے۔ تو انہوں نے غار میں جا کر اس میں جھاڑو دی اور اس کے تمام سوراخوں کو اپنی ازار پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے بند کیا۔ دو سوراخ باقی رہ گئے ان پر آپ نے اپنے دونوں پاؤں رکھ دیئے۔

بعدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ ایک سوراخ سے سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں ڈس لیا۔ انہوں نے جنبش نہ کی۔ اس خوف سے کہ کہیں آپ بیدار نہ ہو جائیں اور زہر کے صدمہ و تکلیف سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر گرے۔ آپ بیدار ہو گئے اور حال دریافت کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے سانپ نے کاٹ لیا۔ آپ ﷺ نے لعاب دہن جہاں سانپ نے ڈسا تھا لگا دیا۔ زہر کا اثر فوراً جاتا رہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ موت کے قریب وہ زہر عود کر آیا اور اسی میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ دن جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا اور عرب کے لوگ مرتد ہو گئے اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہ دیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ اونٹ باندھنے کی رسی بھی مجھے نہ دیں گے جو عہد رسالت میں دیتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔

میں (عمر فاروق) نے کہا اے خلیفہ رسول ﷺ! لوگوں سے موافقت اور نرمی کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں نرم ہو رہے ہو۔ وحی کا سلسلہ بند ہو گیا اور دین تمام ہو گیا۔ میرے جیتے جی کم ہو جائے۔

توضیح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زہر کا اثر اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزے سے جاتا رہا۔ پھر بوقت وصال اس زہر کا اثر واپس آ گیا اس میں یہ راز تھا کہ ان کو مرتبہ شہادت حاصل ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات بھی اسی حکمت کے پیش نظر زہر خیبر کے اثر سے ہوئی۔

پاؤں کی تکلیف جاتی رہی

ابوالقاسم بغوی نے حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم غزوۂ خندق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم نے اپنا گھوڑا خندق میں اتارا تو ان کے پاؤں میں خندق کی دیوار سے صدمہ پہنچا۔ وہ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھوڑے پر سے نہیں اترے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی چوٹ پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا "بسم اللہ" فوراً ان کی چوٹ اچھی ہو گئی اور تکلیف جاتی رہی۔ (نسیم الریاض)

دم کرنے سے بدن اچھا ہو گیا

بیہقی اور ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ حضرت خبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کے دن دونوں کندھوں کے درمیان تلوار لگی، یہاں تک کہ وہ ایک طرف لٹک گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے بدن کو ملا دیا اور

اس پر دم کر دیا وہ اچھے ہو گئے۔ (نسیم الریاض)

توضیح : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ معجزہ عین حالت جنگ میں رونما ہوا تھا اور حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخم جب رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت سے اچھا ہو گیا تو اسی وقت انہوں نے اپنے زخمی کرنے والے کو قتل کر دیا۔

دعائے شفاء

بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں بیمار تھا اور کہتا تھا کہ "یا اللہ میری اجل آ گئی ہے تو آ جائے اور میں اس بیماری کی تکلیف سے نجات پا جاؤں اور اگر ابھی نہیں آئی تو مجھے شفاء دیدے۔ اور اگر امتحان کے لئے یہ بیماری ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے پاؤں سے مارا اور فرمایا کہ تم نے کیا کہا' پھر تو کہو۔ میں نے اپنی وہی دعا دہرائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا :

"الٰہی اس کو شفا دے۔"

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ میں اسی وقت اچھا ہو گیا اور اس دن سے آج تک وہ درد مجھ کو نہیں ہوا۔ (نسیم الریاض)

کلی کی برکت سے لڑکا تندرست ہو گیا

ابن ابی شیبہ نے ام جندب سے روایت کی ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا' وہ باتیں نہیں کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس پر کلی ڈال

دی اور دونوں ہاتھ دھو کر اس کا پانی عورت کو دیا کہ لڑکے کو پلا دے اور دونوں آنکھوں میں لگا دے۔ اس عورت نے حکم کی تعمیل میں ویسا ہی کیا وہ لڑکا اچھا ہو کر باتیں کرنے لگا اور وہ ایسا عقل مند ہوا کہ اور لوگوں کی عقل پر اس کی عقل فائق و برتر تھی۔ (نسیم الریاض)

آنکھیں روشن اور خوبصورت ہو گئیں

بیہقی اور محمد ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا کہ ان کی آنکھ رخسار پر بہہ آئی۔ شافع اعظم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے حدقہ میں پھر رکھ دیا' وہ اچھی ہو گئی اور دونوں آنکھوں میں زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔ (نسیم الریاض)

توضیح : روایت ہے کہ محسن عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہ سے جب ان کی آنکھ کو صدمہ پہنچا' ارشاد فرمایا :

"اگر تم چاہو تو تمہاری آنکھ اس کی جگہ پر رکھ دوں اور اچھی ہو جائے اور اگر چاہو صبر کرو اور تمہیں جنت نصیب ہو۔"

انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت تو بڑی اچھی عطا ہے مگر مجھے کانا ہونا برا معلوم ہوتا ہے۔ حضور میری آنکھ اچھی کر دیجئے اور میرے لئے جنت کی دعا کر دیجئے۔"

حضور شافع العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ اس کے حدقے میں رکھ دی اور وہ اچھی ہو گئی اور ان کے لئے جنت کی دعا فرمائی۔ سبحان اللہ! سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا کی شرم و عار سے نجات ملی اور جنت بھی نصیب ہوئی۔

توضیح : پیغمبر اسلام رحمت دوجہان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ مشہور ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اس بات پر فخر کرتی تھی کہ ان کے جد امجد کی آنکھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے اچھی ہو گئی تھی۔

عاصم بن عمر قتادہ رحمتہ اللہ علیہ امیرالمومنین خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس آئے اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے ۔

انَابن الَّذی سالَت علَی الخد عینه
فردت بکف المصطفٰے ایمارد !
فعادت کمَا کانت لاول امرھَا
فیاحسن مَاعین و یَاحسنَ مَارد

(ترجمہ) میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ اس کی آنکھ (غزوۂ احد) میں رخسارے پر بہہ کر آ گئی۔ پھر سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے اپنی جگہ پر پھر رکھی گئی تو وہ جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔ تو کیا ہی اچھی تھی وہ آنکھ اور کیا ہی اچھا تھا اس کا دوبارہ رکھا جانا۔

تیر کا زخم اچھا ہو گیا

ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو قتادہ کو غزوۂ ذیقرو میں تیر لگا۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر لعاب دہن مبارک لگا دیا وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ (نسیم الریاض)

گونگے نے رسالت کی گواہی دی

بیہقی نے سمی بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک لڑکے کو لائے جو جوان ہو گیا تھا اور اس نے کبھی بات نہ کی تھی۔ یعنی وہ پیدائشی گونگا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے فرمایا :

"میں کون ہوں؟"

اس نے جواب دیا "آپ رسول خدا ﷺ ہیں" (نسیم الریاض)

جنون جاتا رہا

امام احمد ' بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدمت اقدس میں اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی۔ اس لڑکے کو جنون (پاگل پن) تھا۔ رحمت للعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس نے زور دار قے کی اور اس کے پیٹ میں سے ایک چیز کتے کے پلے کی طرح سیاہ نکلی اور وہ اچھا ہو گیا۔ (نسیم الریاض)

احیائے موتی

مردوں کو زندہ کرنے کے متعلق معجزات

مردہ زندہ ہو گیا

بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری جوان نے وفات پائی۔ اس کی ماں اندھی بڑھیا تھی۔ اس نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور لوگ اس کی ماں سے تسلی کی باتیں کرنے لگے۔ اس نے کہا کہ ...

"میرا بیٹا وفات پا گیا۔"

ہم نے جواب دیا "ہاں!"

اس نے کہا یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر تکلیف میں میری مدد فرمائے تو یہ مصیبت میرے اوپر نہ ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ وہیں موجود تھے کہ اس مردے نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اچھا ہو گیا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

(نسیم الریاض)

توضیح : احیائے موتی کا یہ معجزہ درحقیقت سرورِ دوعالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ آپ کی امت کی ایک بڑھیا نے آپ کے نام اقدس کی برکت سے مردہ کو زندہ کر دیا۔

مردے نے باتیں کیں

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عبید اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب جنگ یمامہ میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ میں ان کی تدفین میں حاضر تھا۔ جب ان کو قبر میں رکھ چکے تو ہم لوگوں نے سنا وہ کہتے تھے :

"محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم" (نسیم الریاض)

پھر جو ہم نے دیکھا کہ وہ ویسے ہی مردہ تھے جیسے باتیں کرنے سے پہلے تھے۔

توضیح : یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ مردے نے زندہ ہو کر آپ کی رسالت اور خلفائے راشدین کی شہادت دی۔

مرنے کے بعد کلام

طبرانی ' ابونعیم اور ابن مندہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب وفات پائی ان کی نعش ان کے گھر میں ڈھکی ہوئی تھی اور ان کے گرد عورتیں رو رہی تھیں۔ مغرب و عشاء کا درمیانی وقت تھا۔ انہوں نے کہا کہ۔

"چپ رہو! چپ رہو!" ان کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو انہوں نے کہا۔

محمد رسول اللہ الامین وخاتم النبیین فی الکتب الاول

"یعنی محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور سب پیغمبروں میں آخری پیغمبر ہیں پہلی کتابوں اور لوح محفوظ کے موافق"

پھر یہ بھی کہا "صدق صدق"

"یعنی سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سچ فرمایا اس کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف کی۔ اس کے بعد کہا" السلام علیک یا رسول اللہ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ " پھر جیسے تھے ویسے ہی مردہ ہو گئے۔ (نسیم الریاض)

توضیح : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ معجزہ بھی معجزات سابقہ کی طرح ہے کہ مردے نے زندہ ہو کر آپ کی رسالت کی گواہی دی اور خلفائے راشدین کی تعریف بیان کی۔ حضور اکرم نبی معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اولیائے امت سے احیائے موتی کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔

" حضرت امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب " مراۃ الیقضان " میں حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بابرکات کی کثرت اور اس کا تواتر بیان کرنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ اس جگہ آپ کی ایک مشہور و معروف کرامت درج کی جا رہی ہے۔

مرغ زندہ ہو کر آواز دینے لگا

ایک بڑھیا کے لڑکے کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ اکثر آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا۔ دنیا کے کاموں میں مشغولیت کم رکھتا ایک روز بڑھیا نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ۔

" میں نے اپنے اس بیٹے کو آپ کی نذر کیا اور خدا کی رضا کے لئے اس کا حق معاف کر دیا۔ آپ اس کو باطن کی تعلیم دیں۔ اس لئے کہ میرے کام میں تو یہ رہتا نہیں ہر وقت یہیں حاضر رہتا ہے۔"

بڑھیا یہ عرض کر کے اس لڑکے کو خانقاہ غوثیہ میں چھوڑ آئی۔ آپ نے اس کو عبادت و ریاضت اور باطن کے سبق میں مشغول کر دیا۔ کبھی کبھی بڑھیا اپنے بیٹے

کو دیکھنے آیا کرتی تھی۔ ایک روز جب وہ آئی تو اس نے دیکھا کہ اس کا لڑکا چنے چبا رہا ہے اور بہت ہی کمزور لاغر ہو گیا ہے۔ پھر وہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہاں آپ کو دیکھا کہ آپ مرغ کا گوشت کھا رہے ہیں۔ اس نے کہا آپ مرغ کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں۔

آپ نے مرغ کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا قم باذن اللہ الّذی یحی العظام وھی رمیم "اس اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے۔" مرغ زندہ ہو کر آواز دینے لگا۔ آپ نے بڑھیا کو فرمایا "جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو جی میں آئے وہ کھائے۔"

بے ادبوں پر قہر و عتاب اور حضور ﷺ کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے متعلق معجزات

بے ادبی کی سزا' سیدھا ہاتھ بیکار ہو گیا

حضرت مسلم بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"سیدھے ہاتھ سے کھاؤ"

اس نے جواب دیا میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا حالانکہ اس کا ہاتھ صحیح و سالم تھا' اس سے کھا سکتا تھا۔ یہ جواب اس نے غلط اور بے باکانہ دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

"تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔" اس کا یہی حال ہوا کہ اس کا سیدھا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ اس کو منہ تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔ (نسیم الریاض)

"تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی"

قوم مضر کے خلاف دعا

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قوم مضر کے خلاف بددعا کی۔ ان میں ایسا قحط پڑا کہ قریب تھا کہ وہ سب کے سب اور ان کے تمام مویشی ہلاک ہو جائیں۔ یہاں تک کہ قریش نے آپ سے عاجزی کی اور رحم کی درخواست کی تو آپ نے بارش کے

لئے دعا کی اور بارش ہوئی۔ (نسیم الریاض)

توضیح : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "الٰہی ان پر ایسا قحط پڑے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پڑا تھا۔"

اس دعا سے ان پر ایسا شدید قحط پڑا کہ ٹیڑی ہڈی اور خون کھانے لگے۔ یہ برا حال دیکھ کر ابو سفیان اور کعب بن مرہ نے آپ سے کہا کہ آپ صلہ رحمی یعنی اقرباء سے حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش ہو۔ رحمت للعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کی۔

"یا اللہ جلدی نفع بخش بارش برسا جس سے چراگاہ سرسبز و شاداب ہو اور وہ عالم کو گھیر لے۔" اس دعا کے بعد ایک ہفتہ نہیں گزرا کہ موسلا دھار بارش ہوئی اور کھیت ہرے بھرے ہو گئے۔

کسریٰ پرویز کی گستاخی کی سزا

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسریٰ پرویز بادشاہ فارس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نامہ مبارک کو بے ادبی و گستاخی کے ساتھ پھاڑ ڈالا تو آپ نے اس کے خلاف دعا کر دی کہ :

"اللہ تعالیٰ اس ملک کو پھاڑ دے اور پاش پاش کر دے۔"

چنانچہ ملک فارس کی حکومت و سلطنت مطلق باقی نہ رہی اور اس وقت سے آج تک کہیں روئے زمین پر مجوسیوں کی حکومت نہیں ہوئی۔

توضیح : صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اکثر ملوک و سلاطین کے پاس نامے بھیجے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس زمانے میں فارس کا بادشاہ کسریٰ پرویز نوشیرواں کا پوتا تھا۔ اس کو بھی آپ نے نامہ بھیجا اور بسم اللہ کے بعد

سرنامہ یوں لکھا :

من محمد رسول اللہ الٰی کسریٰ عظیم فارس۔

"اللہ کے رسول کی جانب سے بادشاہ فارس کسریٰ کی طرف"

اس بے ادب و گستاخ کافر نے انتہائی غرور و تکبر سے کہا کہ۔

"اپنا نام میرے نام سے پہلے کیوں لکھا؟"

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نامہ کو پھاڑ ڈالا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس بے ادبی اور گستاخانہ حرکت پر اس کے خلاف دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاندان کی قدیمی حکومت و سلطنت جو صدیوں سے بکمال شان و شوکت چلی آ رہی تھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔

توضیح : اسی زمانے میں ہرقل بادشاہ نصاریٰ کو بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نامہ لکھا تھا وہ تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور آپ کے نامہ مبارک کو ادب سے رکھا اسی لئے اس کی قوم کا ملک اب تک باقی ہے اور اس کی سلطنت کو بالکل ہی زوال نہیں ہوا۔

عتبہ بن ابی لہب کے خلاف دعا

بیہقی، حاکم اور ابن اسحٰق رحمتہ اللہ علیہم نے روایت کی ہے کہ حضور سرور دوعالم نے عتبہ بن ابی لہب کے خلاف دعا کی :

"یا اللہ اس پر کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر۔"

بیہقی نے دعا کرنے کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صاجزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا عتبہ کے نکاح میں تھیں اور ان کی بہن رقیہ شیبہ کے نکاح میں۔ جب سورۃ "تبت یدا" نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا۔

"اگر تم دونوں محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔"

ان دونوں کی ماں حمالۃ الحطب نے بھی کہا' عتبہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور اس پر بس نہیں کیا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے جاکر کہا کہ۔

"میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دے دی ہے اور نہایت بے ادبی اور گستاخی سے پیش آیا۔ آپ نے اس کے حق میں بددعا کی اللھم سلط علیہ کلباً من کلابک "الٰہی اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط کر دے۔"

حضور نبی سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا سے شام کے مقام زرقا میں شیر نے اس کو کھا لیا۔ حاکم نے حدیث نوفل سے یہ واقعہ مفصل اس طرح بیان کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا شام گئے تھے۔ وہ ایک صومعہ کے قریب ٹھہرے۔ راہب نے کہا کہ یہاں درندے ہیں تم اپنی جان کی حفاظت کر لینا۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے میرے اس بیٹے کے لئے بددعا کی ہے ایسی تدبیر کرو کہ وہ اس منزل سے بچ جائے۔ سب لوگ اسباب جمع کر کے اونچا کر دو اور اس پر عتبہ کو سلاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ لوگ اس کے گرد سوئے۔ رات کو شیر آیا اور اس نے ہر ایک کا منہ سونگھا اور کود کر عتبہ کا سر کاٹ ڈالا۔ (نسیم الریاض)

توضیح : شیر بحکم الٰہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس کے خلاف دعا کے موافق عتبہ کو ہلاک کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس لئے اور لوگوں کو سونگھ کر چھوڑ دیا تھا اور عتبہ کو ہلاک کیا۔ اس کا گوشت جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بغض و عناد کی خباثت سے بھرا ہوا تھا نہیں کھایا۔

ابولہب کے تین بیٹے تھے۔ عتبہ' عتیبہ اور معتب ان میں سے دو فتح مکہ

کے دن مسلمان ہو گئے مگر مکہ ہی میں رہے۔ ہجرت کر کے مدینہ نہیں آئے۔ ایک کافر رہا جس کو گستاخی و بے ادبی کی سزا میں شیر نے مار ڈالا۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ عتبہ تھا یا عیتبہ۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ عتبہ تھا اور عتیبہ اور معتب مسلمان ہو گئے تھے۔

تباہی و بربادی کیلئے دعا

صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ سے متصل نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے چند ساتھی وہاں بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ تم میں سے کوئی فلاں جگہ جہاں اونٹ ذبح ہوا ہے جائے اور اس کے پیٹ کی آلائش لے آئے اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سجدے میں جائیں ان کی پیٹھ پر رکھ دے۔ ان میں جو انتہا درجہ کا شقی تھا یعنی عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اونٹ کے پیٹ کی آلائش لے آیا اور جب آپ سجدے میں گئے تو آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دی اور یہ ناشائستہ اور شرمناک حرکت کر کے آپس میں ہنسنے لگے۔

آپ سجدے میں رہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور وہ آلائش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک سے علیحدہ کی۔ حضور ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور قریش خصوصاً ابوجہل' عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ' ابی ابن خلف' عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کے خلاف دعا کی۔

"یا اللہ! ان کو تباہ و برباد کر دے۔"

چنانچہ وہ سب لوگ ہلاک ہوئے اور ان میں سے اکثر جنگ بدر میں واصل جہنم ہوئے۔

ساری عمر منہ پھڑکا تارہ گیا

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حکم بن ابی العاص آپ کی مجلس میں منہ پھڑکا کر آنکھوں کے اشارے سے منافقین سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کلام کی نفی کے لئے کہا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ۔

"ایسا ہی ہو جا۔" (نسیم الریاض)

چنانچہ وہ ویسا ہی ہو گیا اور ساری عمر اسی طرح منہ پھڑکا تارہ گیا۔

گستاخوں کی کم نظری

بیہقی نے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حمالۃ الحطب زوجہ ابولہب کو سورۂ تبت یدا کے مضمون کی خبر ہوئی تو وہ ایک پتھر لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچی تو اللہ تعالٰی کی قدرت سے اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سوا کوئی دکھائی نہ دیا۔ اس کی آنکھوں کی بینائی حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے کو دیکھنے کے لئے بند کر دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہنے لگی۔

"تمہارے صاحب کہاں ہیں؟" میں نے سنا ہے کہ وہ میری ہجو کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں انہیں پاتی تو (معاذ اللہ) یہ پتھر ان کے منہ پر مارتی۔ یہ گستاخانہ بات کہہ کر وہ چلی گئی۔ (نسیم الریاض)

سخت آواز

ابو نعیم اور طبرانی نے حکم بن ابی العاص سے روایت کی کہ ہم چند کافروں نے آپس میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتل کا وعدہ کیا کہ رات کو اچانک آپ کو مار ڈالیں گے۔ (معاذ اللہ) ہم لوگ ایک جگہ اس انتظار میں کھڑے ہو

گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے پیچھے سے ایک بڑی آواز سنی جس سے گمان کیا کہ سارے ملک تہامہ میں کوئی آدمی اس آواز کے صدمہ سے نہ بچا۔ ہم غش کھا کر گر گئے اور اتنی دیر تک بیہوش پڑے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد حرام سے نماز پڑھ کر اپنے دولت خانہ تشریف لے گئے۔

دوسری رات ہم نے پھر یہی قصد کیا تو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے قریب پہنچے تو صفا و مروہ ہمارے اور آپ کے درمیان حائل ہو گئے۔

عالم جنات کے متعلق معجزات

بت کے پیٹ سے صدائے حق

بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں بتوں کے پاس موجود تھا۔ ایک شخص نے ایک بچھڑا بتوں کی نذر کر کے ذبح کیا۔ ایک بت کے پیٹ سے نہایت بلند آواز نکلی' وہ کہتا تھا یَا جَلِیح اَمر بخیح رجل فصیح یقول لا الٰہ الا اللہ۔

"اے مرد قوی ایک کام کی بات ہے ایک فصیح شخص کہتا ہے لاالٰہ الااللہ یعنی نہیں ہے کوئی معبود لائق پرستش مگر اللہ"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ یہ آواز سن کر بھاگ گئے۔ میں وہاں ٹھہرا رہا کہ اس کی آواز کی حقیقت معلوم کروں۔ دوسری بار بھی ویسی ہی آواز سنی۔ زیادہ مدت نہ گزری کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سنا کہ یہ نبی ہیں۔ یعنی لاالٰہ الااللہ کی تلقین کرتے ہیں۔

عزیٰ کا قتل

بیہقی اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے عمارت عزیٰ کو ڈھا دیا تو وہاں ایک کالی ننگی عورت بال پریشان کئے ہوئے آئی اور اپنے سر پہ ہاتھ رکھ کر چیخنے لگی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا :

"عزیٰ وہی تھی اب کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی۔" (نسیم الریاض)

توضیح : عزیٰ ایک درخت تھا یا تین درخت تھے۔ اس پر عمارت بنا کر مشرکین اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس درخت میں سے آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ اس کی عبادت کی وجہ سے شیطانوں کی طرف ایک خبیث روح تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز کی وجہ سے وہ روح خبیثہ ایک صورت میں ظاہر ہوئی جس کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اصل عزیٰ وہی تھی اب کبھی اس کی پوجا نہ ہوگی۔

درخت کی گواہی

بیہقی نے "دلائل نبوۃ" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں صحابہ سے فرمایا کہ :

"تم میں جو جنوں کو دیکھنا چاہے وہ آج رات کو حاضر ہو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے علاوہ کوئی حاضر نہ ہوا۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو ساتھ لے کر چلے یہاں تک کہ جب مکہ کی بلند جانب پہنچے تو آپ نے اپنے پائے اقدس سے میرے واسطے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ "اسی میں بیٹھے رہنا۔" آپ تشریف لے گئے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر قرآن پاک پڑھنا شروع کیا تو آپ کو ایک بڑی جماعت نے گھیر لیا اور وہ میرے اور آپ کے درمیان حائل ہو گئی۔ میں نے سنا کہ جنوں سے آپ نے فرمایا کہ :

"کون گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں ؟"

وہاں ایک درخت متصل تھا۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر یہ درخت شہادت دے

تو تم مانو گے۔" انہوں نے کہا "ہاں" پھر آپ نے اس درخت کو بلایا اور اس نے گواہی دی تو وہ سب جن ایمان لے آئے۔ (نسیم الریاض)

نصیبین کے جن

ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جس رات میں جن حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تم آپ کے ساتھ تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں مدینے میں ایک ایک آدمی اہل صفہ میں سے ایک شخص کو رات کا کھانا کھلانے لے گیا اور مجھے کوئی نہ لے گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے پوچھا کہ تمہیں کوئی کھانا کھلانے نہیں لے گیا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"میرے ساتھ آؤ شاید تم کو رات کا کھانا مل جائے۔"

میں آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے تک گیا۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ پھر ایک لڑکی نے آکر کہا کہ اس وقت کھانا نہیں ہے۔ میں مسجد کی طرف واپس ہو گیا اور کپڑا لپیٹ کر لیٹ گیا۔ لڑکی پھر آئی اور کہنے لگی کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بلا رہے ہیں۔ میں کھانے کی توقع لے کر حاضر ہوا۔ آپ باہر تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی وہ آپ نے میرے سینے پر لگائی اور فرمایا :

"میرے ساتھ جہاں میں چلوں چلو۔"

اور کچھ پڑھنے کے لئے بتایا' میں نے تین بار پڑھ لیا۔ پھر میں آپ کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ بقیع الفرقد پہنچے۔ آپ نے اپنی لکڑی سے خط کھینچا اور فرمایا کہ اس میں بیٹھے رہو جب تک میں نہ آؤں اس میں سے نہ اٹھنا۔ پھر آپ تشریف لے

گئے۔ کھجوروں کے درختوں میں ایک کالا بادل اٹھا مجھے اس کو دیکھ کر خوف محسوس ہوا کہ آپ کو اس سے نقصان یا صدمہ نہ پہنچے۔ مگر میں نے خیال کیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہاں سے نہ اٹھنا' اس لئے نہ اٹھا۔ پھر میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ "بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔" یہاں تک کہ صبح قریب ہوئی۔ تب وہ لوگ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ سے اپنے اندیشے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ :

"وہ لوگ نصیبین کے جن تھے۔ میری ملاقات کے لئے آئے تھے۔"

(نسیم الریاض)

توضیح : ابوالبقاء شبلی حنفی نے اپنی کتاب "آکام المرجان فی احکام الجان" میں لکھا ہے کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چھ مرتبہ جن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلی مرتبہ مکہ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچانک گم ہو گئے اور صحابہ نے آپ کو میدانوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں تلاش کیا۔ صبح آپ کوہ حرا کی طرف سے تشریف لائے اور فرمایا کہ :

"میرے پاس جنوں کی جانب سے ایک بلانے والا آیا تھا میں اس کے ساتھ گیا اور میں نے جنوں کو کلام اللہ سنایا۔"

اس واقعہ کو ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس مرتبہ آپ کے ہمراہ کوئی نہ تھا۔ دوسری مرتبہ جن آپ کی خدمت میں حجون میں' تیسری مرتبہ اعلائے مکہ کے پہاڑوں میں' چوتھی مرتبہ بقیع الفرقد میں اور ان دونوں مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ تھے۔ پانچویں مرتبہ مدینہ طیبہ کے باہر۔ اس بار حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ چھٹی مرتبہ ایک سفر میں جس میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تھے۔

توضیح : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوفہ میں آئے وہاں کچھ بوڑھے قوم زط میں سے دیکھے گئے۔ ان کو دیکھ کر گھبرائے اور کہا کہ ان جنوں سے بہت مشابہ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے تھے۔

آپ ﷺ کلی غیب پر امین ہیں

بیہقی نے حضرت سولد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

انھوں نے بیان کیا کہ میری لیام جاہلیت میں ایک جن سے جان پہچان تھی۔ وہ آئندہ کی خبریں مجھے بتایا کرتا تھا اور میں لوگوں کو بتادیا کرتا تھا۔ اس سے مجھے بہت فائدہ ہوتا تھا۔ لوگ مجھے نذریں دیا کرتے تھے۔ اس کی دی ہوئی خبریں سچ نکلتی تھیں۔ ایک بار میں سو رہا تھا کہ اس جن نے مجھے آکر جگایا اور کہا کہ اٹھ اور ہوش میں آ اور سمجھ لے اگر تجھ کو شعور ہے کہ اولاد لوی بن غالب سے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر چند اشعار پڑھے ان کا مفہوم یہ ہے کہ۔

" مجھے جنوں کے حال پر تعجب ہے کہ مضطرب ہو کے اپنے اونٹوں پر زین باندھ کر طلب ہدایت کے لئے مکہ جاتے ہیں اور مسلمان جن ناپاک جنوں کی طرح نہیں۔ تو بھی اس شخص کی طرف کوچ کر جو قبیلہ بنی ہاشم کا سردار ہے اور اپنی دونوں آنکھیں اس سردار کی طرف بلند کر۔"

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ابیات سن کر میں رات بھر بے چین رہا۔ دوسری رات بھی اس جن نے مجھے جگایا اور اسی قسم کے اشعار پڑھے۔ تیسری رات بھی ایسا ہی اتفاق ہوا جب مسلسل تین راتوں میں میں نے یہ حال دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور میں مکہ روانہ ہوا اور حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔

"مرحبا! اے سواد بن قارب جس سبب سے تم آئے ہو ہم جانتے ہیں۔"

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ اشعار میں نے آپ کی مدح میں کہے ہیں پہلے حضور وہ اشعار سماعت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پڑھو۔ میں (حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قصیدہ بائیہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں کہا تھا پڑھا۔ اس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے۔

فاشهد ان الله لارب غيره
وانک مامون علی کل غائب

وكن لی شفيعاً يوم لا ذوشفاعة
سواک بمغن عن سواد بن قارب

"اور آپ میرے لئے شفیع ہوں اس دن کہ آپ کے سوا کوئی سواد بن قارب کا شفاعت کرنے والا نہ ہو گا۔" (تفسیر عزیزی)

جن نے حرام کاری چھوڑ دی

امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ابو نعیم نے معرہ سے اور بیہقی نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اول خبر مدینہ منورہ میں اس طرح پہنچی کہ مدینہ کی ایک عورت سے ایک جن کا عشق تھا۔ وہ ہر رات اس عورت کے پاس آیا کرتا تھا اور اکثر جانور یا پرندہ کی صورت میں دیوار پر آکر بیٹھتا تھا۔ جب خلوت ہو جاتی تو آدمی کی شکل بن کر اس سے محبت کرتا تھا۔ یکبارگی اس کا آنا بند ہو گیا۔ کئی روز نہ آیا۔ پھر ایک روز جانور کی صورت میں آکر دیوار پر بیٹھا عورت نے کہا تجھے کیا ہو گیا جو اتنی مدت نہیں آیا؟

اس جن نے جواب دیا کہ "میں اب تجھ سے رخصت ہوتا ہوں میرے آنے کی توقع نہ رکھنا" کہ میں ایک پیغمبر پیدا ہوئے ہیں انہوں نے ہم پر زنا حرام کیا ہے۔" (تفسیر عزیزی)

حضور پر نور ﷺ کی ولادت سے جن رخصت ہو گیا

ابو نعیم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک مرتبہ حدود شام میں تھے۔ وہاں ایک کاہنہ عورت تھی جو فن کہانت میں بہت مشہور تھی۔ ہم اس کی ملاقات کو گئے اور اس سے اپنے سفر کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ اب مجھے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ جس جن سے میرا رابطہ تھا اس سے پوچھ کر تمہارے سوالوں کے جواب دیا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے میرے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا کہ...

"اب رخصت ہوتا ہوں" میں نے کہا کیوں؟ وہ بولا۔

"احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر ہوئے ہیں اور ایسی بات پیش آئی ہے جس کی طاقت نہیں۔" (تفسیر عزیزی)

جن کا پیغام ایمان

بیہقی نے روایت کی ہے عمان میں مازن طائی بتوں کی خدمت پر مقرر تھا۔ مازن کہتا ہے کہ وہاں کے بتوں میں ایک بت کا نام ناجر تھا۔ ایک روز اس کے لئے ایک جانور ذبح کیا اس بت کے پیٹ سے آواز سنی گئی، کوئی اشعار کہہ رہا تھا جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"اے مازن میری طرف آ۔ ایسی بات سن جس کا جاننا ضروری ہے۔ اللہ کے پیغمبر حق لائے ہیں۔ جو خدا نے اتارا ہے تو اس پر ایمان لا تاکہ تو ایسی آگ سے محفوظ

رہے جو گرمی سے شعلہ زن ہے اور لکڑیوں کی جگہ اس میں پتھر جلائے جاتے ہیں۔"

مازن کا بیان ہے کہ میں یہ آوازیں سن کر سخت متعجب ہوا اور دوسری بار ایک ذبیحہ اور کیا تو پہلی بار سے زیادہ واضح آواز سنی کوئی شعر کہہ رہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اے مازن سن تاکہ تجھے خوشی حاصل ہونے کی ظاہر ہوئی اور بدی چھپ گئی۔ قوم مضر سے ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دین لے کر آیا ہے۔ تو پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کو چھوڑ دے تاکہ آتش جہنم سے سلامت رہے۔"

مازن کہتا ہے اس وقت سے میں اس پیغمبر کی تلاش میں تھا جو قوم مضر میں پیدا ہوا ہے۔ حجاز سے ایک قافلہ آیا۔ میں نے ان سے معلوم کیا کہ وہاں کی کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا۔

"ملک تہامہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کا نام احمد ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر کہتا ہے۔" میں نے سمجھا کہ اس آواز سے وہی مراد ہیں۔ سواری اور اسباب درست کر کے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ آپ ﷺ کی صورت دیکھ کر میرا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور میں مسلمان ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کچھ اور مطلب ہے؟ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے تین مطلب ہیں اول یہ کہ میں تماشائی ہوں۔ باجے شراب وغیرہ کا بہت شوق رکھتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ میرے ملک میں قحط بہت ہے۔ تیسرا یہ کہ میرے اولاد نہیں ہے' مجھے اولاد کی تمنا ہے۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان تینوں باتوں کے لئے دعا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کی۔

"الٰہی راگ اور باجے کے بدلے اس کو قرآن پاک پڑھنے کی توفیق دے۔ حرام عورتوں کے عوض اس کو حلال عورتیں ملیں اور اسے شرم و حیا نصیب کر اور اولاد بھی عطا فرما دے۔"

مازن کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے تمام عیب دور کر دیئے اور میرا ملک آباد و سرسبز ہو گیا۔ چار خوبصورت عورتیں میرے نکاح میں آئیں اور حبان بن مازن لائق اور سعادت مند بیٹا مجھ کو عطا کیا۔ (تفسیر عزیزی)

جن نے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خبر دی

بزاز' ابو نعیم اور ابن سعد نے حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے ہم مقام بوانہ میں ایک بت کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک اونٹ بطور نذر اس بت پر ذبح کیا تھا۔ اس بت کے اندر سے ہم نے ایک آواز سنی۔ کوئی کہتا تھا۔

"خبردار ہو اور تعجب کی بات سن کہ جنوں کا آسمانی خبروں کا چرانا جاتا رہا' وحی کے نزول کے سبب اور ایک پیغمبر کے آنے کے باعث جنوں کو شعلوں سے مارتے ہیں۔ ان کا نام احمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہے ان کی ہجرت گاہ مدینہ منورہ ہے۔"

حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم وہاں سے حیران اور متعجب ہو کر اٹھے اور اس کے بعد چند روز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیغمبری مشہور ہوئی۔ (تفسیر عزیزی)

جن کی زبان سے نبوت و رسالت کے ظہور کی خبریں

ابن شاہین وغیرہ محدثین نے روایت کی ہے کہ ذباب بن حارث نے کہا کہ میری ایک جن سے جان پہچان تھی جو غیب کی خبریں لاتا تھا۔ وہ ایک روز میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا' اس نے میری طرف بہ نگاہ حسرت دیکھ کر کہا کہ

"اے ذباب تعجب کی بات سن کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ میں خدا کی

طرف سے کتاب لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ لوگوں کو حق کی طرف بلاتے ہیں' لوگ نہیں مانتے۔"

میں نے کہا کیا کہتا ہے؟ سوال دیگر جواب دیگر۔ اس نے کہا "تو پھر سمجھ لے گا۔" اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد چند روز بھی نہ گزرے تھے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خبر نبوت و رسالت کا شہرہ ہوا اور اس جن نے جیسا بتایا ویسا ہی سننے اور دیکھنے میں آیا۔

عمرو بن ابی شیبہ نے اسی واقعہ کی مثل جموح بن عثمان غفاری سے روایت کی ہے کہ قبیلہ غفار میں ایک کاہن تھا اس کو بھی اس کے جن دوست نے جواب دیا اور وداع کیا۔ (تفسیر عزیزی)

شتر سوار کا اعلان حق

ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تیرے قیافے سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ تو کاہن تھا اور جنوں کے ساتھ تیری صحبت رہی ہے۔ اس نے جواب دیا۔

"ہاں!"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"اب بھی جنوں کے ساتھ تیری صحبت رہتی ہے یا نہیں؟"

اس نے کہا "نہیں" پھر بولا۔

دین اسلام کی ترویج کے پہلے ایک روز میرے ہم نشین جن آئے اور کہنے لگے یا سالم یا سالم جاء الحق المبین والخیر الدائم غیر حلو النائم اللہ اکبر۔

"یعنی اے سالم! سالم آیا۔ ظاہر حق اور دائی بھلائی سونے والے کا خواب نہیں اللہ بہت بڑا ہے۔"

ایک شخص اس مجلس میں حاضر تھا اس نے کہا مجھے بھی ایک مرتبہ ایسے ہی واقعہ سے اتفاق ہوا۔ ایک روز میں صاف میدان جنگل میں چلا جارہا تھا۔ ادھر ادھر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ اچانک ایک شتر سوار میرے قریب نمودار ہوا اس نے بلند آواز سے کہا۔

یا احمد یا احمد اللہ اعلٰی وامجد اتاک ما وعدک من الخیر یا احمد۔

"یعنی اے احمد اے احمد! اللہ بہت بلند رتبہ اور بہت بزرگ ہے۔ جو کچھ اللہ تعالٰی نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اے احمد۔" اتنا کہہ کر وہ شتر سوار نظروں سے غائب ہو گیا۔"

ایک انصاری جو اس مجلس میں موجود تھا اس نے بیان کیا۔

"میں ملک شام میں گیا تھا۔ ایک مرتبہ بے آب و گیا زمین پر چلا جارہا تھا۔ اچانک اشعار سنے ان کا مضمون یہ ہے۔ ایک ستارہ چمکا اور اس نے دنیا کو روشن کیا۔ وہ ایک رسول ہیں جو ان کی تصدیق کرے گا فلاح و نجات پائے گا۔ اللہ تعالٰی نے ان کے امر کو ثابت کیا ہے۔" (تفسیر عزیزی)

مسعر شیطان کا انجام

فاکہی نے "اخبار مکہ" میں عامر بن ربیعہ سے اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اور محدثین نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک جن نے کوہ ابو قبیس پر سخت آواز کی اور چند اشعار اسلام کی مذمت اور

ہجو میں اور اس مضمون پر مشتمل کہے۔

"مسلمانوں کو جلد مار ڈالو۔ شہر سے نکال دو' بتوں کی پوجا نہ چھوڑو۔"

کفار یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ غیب سے بھی تمہارے قتل اور شہربدر کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے نہایت رنج و صدمہ ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا حال بیان کیا آپ نے فرمایا :

"تم جمع خاطر رکھو وہ آواز دینے والا شیطان تھا۔ اس کا نام مسعر ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا۔"

جب تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو خوشخبری سنائی اور فرمایا :

"آج ایک قوی ہیکل جن سمحج نامی میرے پاس آکر مسلمان ہوا۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا اس نے مجھ سے مسعر شیطان کے قتل کی اجازت لی میں نے اس کو اجازت دی۔"

مسلمان سن کر بہت خوش ہوئے اور انتظار کرنے لگے۔ شام کے وقت اسی مقام سے ایک سخت آواز آئی۔ چند اشعار اس مضمون کے سنے گئے۔

"ہم نے مسعر کو اس سبب سے مار ڈالا کہ اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔ حق کو حقیر و کمتر جانا' بری بات کی راہ نکالی' رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی کی ہم نے ایک شمشیر سے اس کا کام تمام کر دیا۔"

(تفسیر عزیزی)

بت کی آواز

ابو نعیم اور ابن عساکر نے قبیلہ بنی خشعم کے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ عرب کا قاعدہ یہ تھا کہ حرام و حلال میں تمیز نہیں کرتے تھے اور بتوں کی پرستش

کرتے اور جب آپس میں کچھ جھگڑا ہوتا تھا تو بتوں کے سامنے جا کر حال بیان کرتے۔ پھر جو ان کے شکم سے آواز آتی اس پر عمل کرتے۔ ایک مرتبہ رات کے وقت ہم ایک جھگڑے کے بارے میں قربانی اور نذر گزارنے کے لئے ایک بت کے پاس بیٹھے تھے اور غیبی آواز کے منتظر تھے۔ اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آئی۔ جو چند اشعار پر مشتمل تھی جن کا مفہوم یہ ہے۔

"اے لوگو! تم بتوں سے فیصلہ چاہتے ہو۔ کیوں ایسے بے عقل ہو گئے ہو۔ یہ تمام آدمیوں کے سردار پیغمبر اور سب عادلوں سے بڑھ کر عدل فرمانے والے ہیں۔ نور اسلام ظاہر کرتے ہیں اور لوگوں کو گناہوں سے نکالتے ہیں۔"

یہ آواز سن کر سب پریشان ہو کر بھاگ گئے۔ یہ واقعہ ہر مجلس میں بیان ہونے لگا یہاں تک کہ ہم کو خبر ملی کہ مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے ہیں۔ پھر مدینہ ہجرت فرمائی ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ (تفسیر عزیزی)

جنوں کی سچی باتیں

ابو نعیم نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں شام میں تھا جن دنوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر ہوئے ایک سفر میں تھا۔ اثنائے سفر رات ہو گئی۔ عربوں کے قدیم دستور کے مطابق اس جنگل میں بلند آواز سے کہا کہ اس جنگل کے سردار کی پناہ میں ہوں۔ دفعتاً سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا جو مجھے نظر نہیں آرہا تھا۔

"اللہ کی پناہ مانگ جن بغیر اللہ کے حکم کے کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔"

میں نے کہا "یہ کیا کہتا ہے؟" اس نے کہا۔

عرب میں پیغمبر ظاہر ہوئے۔ ہم نے ان کے پیچھے حجون میں نماز پڑھی اور ہم

مسلمان ہو گئے اور اس پیغمبر کے تابع ہو گئے۔ جنوں کا مکرو فریب جاتا رہا۔ وہ آگ کے شعلوں سے مارے جاتے ہیں۔ تو رسول رب العالمین محمد رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس جا اور اسلام لے آ۔

تمیم کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی اور میں وہاں سے روانہ ہوا ایک شہر میں پہنچا اور ایک راہب سے یہ قصہ بیان کیا۔ وہ بولا۔

"جنوں نے سچ کہا ایک پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) حرم سے نکلیں گے اور دوسرے حرم کی طرف ہجرت کریں گے۔ وہ پیغمبر سب پیغمبروں سے افضل ہیں۔ تو ان کی خدمت میں جلدی سے پہنچ۔" (تفسیر عزیزی)

بت کی سچی خبر

ابو نعیم نے خویلد ضمری سے روایت کی ہے کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک اس کے پیٹ سے آواز آئی۔

"جن جو خبریں چرا لایا کرتے تھے تو یہ بات جاتی رہی۔ اب ستاروں سے جنوں کو مارتے ہیں اس نبی کے سبب جو مکہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا نام احمد ہے۔ ان کی ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ ہے۔ وہ نماز روزہ اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور قرابتداروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں۔"

ہم سب یہ آواز سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس پیغمبر کی تفتیش کی۔ لوگوں نے کہا سچ ہے مکہ میں ایک پیغمبر پیدا ہوئے ہیں۔ جن کا نام احمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہے۔ (تفسیر عزیزی)

ضمار نامی بت کا قصہ

ابو نعیم، ابن جریر اور طبرانی وغیرہ محدثین نے بہت سی سندوں اور متعدد

طریقوں سے عباس بن مرداس سے (سرداران عرب میں مشہور سردار) روایت کی ہے کہ میرے باپ نے وفات کے وقت ضمار نامی ایک بت کی پرستش کے لئے وصیت کی تھی اور کہا تھا کہ اگر تمہیں کوئی مشکل پیش آجائے تو اسی بت کی طرف رجوع کرنا۔

"ایک روز میں جنگل میں شکار کے لئے گیا اور دوپہر کے وقت ایک درخت کے سائے میں آرام کے واسطے بیٹھا تھا کہ ایک شتر مرغ سفید جیسے روئی کا گالا ہو اوپر سے اترا۔ اس پر ایک مرد پیر سفید پوش نورانی سوار تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اے عباس بن مرداس! کچھ جانتا ہے کہ آسمان کی چوکیداروں سے محافظت کرتے ہیں اور زمین پر جنگ و قتل پھیل گئی۔ گھوڑے زین اور لگام کے ساتھ تیار ہوئے اور جو شخص یہ طریقہ نیک زمین پر لایا ہے وہ روز دو شنبہ پیدا ہوا ہے اس کے پاس قصوئی نامی ایک اونٹنی ہے۔"

یہ کلام سن کر میں مرعوب ہوا اور وہاں سے سوار ہو کر گھر پہنچا اور پہلے اس ضمار بت کے پاس گیا اور تھوڑی دیر اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا۔ اس کے پیٹ سے آواز آئی جو چند اشعار پر مشتمل تھی۔ ان کا مضمون یہ ہے۔

"تمام قبائل سلیم سے کہہ دو کہ بت خانے والے ہلاک ہوئے اور مسجد والے زندہ ہوئے۔ ضمار ہلاک ہوا جس کو لوگ ایک مدت سے پوجتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر کتاب نازل ہونے سے پہلے بیشک وہ ہدایت پانے والے ہیں اور بلاشبہ مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے بعد نبوت و رسالت کے قریش میں وارث ہوئے ہیں۔"

میں نے یہ واقعہ لوگوں سے پوشیدہ رکھا' کسی سے نہ کہا۔ ایک مرتبہ ان ایام میں جب کفار غزوۂ احزاب سے واپس ہو رہے تھے میں اس وقت عقیق کی طرف اونٹوں کی خریداری کے لئے گیا تھا۔ اچانک آسمان سے ایک سخت آواز سنی۔ سر اٹھا کر

دیکھا تو وہی پیر سفید شتر مرغ پر سوار ہے اور کہہ رہا ہے۔

"وہ نوریوم پیر شریف میں آیا اب عنقریب ناقہ قصواء کے ساتھ ملک نجد میں پہنچے گا۔"

عباس بن مرداس کا بیان ہے اسی وقت سے میرے دل میں اسلام کا اعتقاد راسخ ہوا۔ (تفسیر عزیزی)

بت کے پیٹ سے سچے اشعار کی آواز

ابن سعد اور ابو نعیم نے سعید بن عمرو ہذلی سے روایت کی ہے کہ میرے باپ نے ایک بت کے آگے بطور نذر ایک بکری ذبح کی اس بت کے پیٹ سے آواز آئی۔ جو اشعار پر مشتمل تھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"تعجب ہے کہ اولاد عبد المطلب سے ایک پیغمبر پیدا ہوئے ہیں۔ جو زنا کو حرام کرتے ہیں اور بتوں پر ذبح کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ آسمانوں کی نگہبانی کی گئی اور یک بیک ہم ستاروں سے مارے گئے۔"

میرا باپ یہ آواز سن کر مکہ گیا کسی نے اس کو آپ کا پتہ نشان بتایا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "ہاں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہمارے درمیان میں پیغمبر خدا ہیں۔ تمہیں بھی چاہئے کہ ان پر ایمان لے آؤ۔ (تفسیر عزیزی)

حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں نذرانہ سلام

ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی اپنے وطن سے حج کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ راستے میں ملک یمن کے ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ اشعار پر مشتمل ایک آواز آئی جس کا مضمون یہ تھا۔

اے جانے والے سوارو! جب تم زمزم اور حطیم پر پہنچنا تو ہمارا سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہنا جن کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری عطا کی ہے اور یہ کہہ دینا کہ ہم تمہارے دین کے تابعدار ہیں۔ ہمیں اس بات کی وصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی تھی۔ (تفسیر عزیزی)

جن حضور ﷺ کے پاس فیصلہ کیلئے حاضر ہوئے

امام احمد ' بزاز ' ابو یعلی اور بیہقی وغیرہ محدثین نے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ مقام عرج میں منزل ہوئی۔ میں اپنے خیمے سے آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ لشکر کے خیموں سے دور جنگل میں تنہا تشریف فرما ہیں جب قریب پہنچا تو شور و غوغا کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بہت سے لوگ آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ میں نے توقف کیا اور سمجھا کہ مردان غیب کا آپ کی پاس ہجوم ہے۔ یہاں تک کہ آپ خود ہی وہاں سے اٹھ کر تبسم فرماتے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ شور و غوغا کیسا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا :

"مسلمان جنوں کو کافر جنوں کے ساتھ سکونت کے بارے میں اختلاف و نزاع تھا اور وہ میرے پاس اس کے تصفیہ اور فیصلہ کے لئے آئے تھے۔ میں نے اس طرح فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جن جبش میں اور کافر غور میں سکونت اختیار کریں اور آپس میں نہ ملیں۔"

حضرت کثیر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے روای ہیں کہتے ہیں کہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ ملک جبش میں جس کو جن کا آسیب ہوتا ہے جلد ہی

شفا پا جاتا ہے اور ملک غور میں جسے آسیب ہوتا ہے وہ اکثر ہلاک ہو جاتا ہے۔

(تفسیر عزیزی)

ایک جن حضور ﷺ کے پاس کالے سانپ کی شکل میں قرآن مجید کی آیات دریافت کرنے کیلئے حاضر ہوا

خطیب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار سفر میں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے جلوہ افروز تھے یکبارگی ایک بڑے کالے سانپ نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قصد کیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اس کو مار ڈالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے آنے دو۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا اور اپنا سر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان کے پاس لے گیا۔ پھر آپ نے اس کے کانوں کے پاس منہ لے جا کر کچھ فرمایا اس کے بعد وہ سانپ غائب ہو گیا۔ گویا اس کو زمین نگل گئی۔ ہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سانپ کو کانوں کے قریب آنے دیا' ہمیں ڈر غالب ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"وہ جانور سانپ نہیں جن تھا۔ جنوں نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا۔ فلاں سورۃ کی کچھ آیات بھول گیا تھا۔ ان کی تحقیق کے لئے بھیجا گیا تھا۔ تم لوگوں کو دیکھ کر سانپ کی صورت بن کر وہ آیتیں دریافت کر گیا۔

حضور ﷺ کے حکم سے جن نے عورت کو چھوڑ دیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضور سوار ہوئے اور راہ میں ایک گاؤں کے اندر پہنچے۔ اس گاؤں کے باشندے آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سن کر گاؤں کے باہر آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ جب آپ وہاں

پہنچے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گاؤں میں ایک جوان عورت ہے' اس پر ایک جن عاشق ہو گیا ہے۔ کھاتی ہے' نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلا کر فرمایا :

"اے جن تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ محمد اللہ کا پیغمبر ہوں' اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرماتے ہی وہ عورت ہوشیار ہو گئی اور منہ پر نقاب کھینچ لی۔ مردوں سے شرمانے لگی۔ اب وہ بالکل تندرست ہو چکی تھی۔ (تفسیر عزیزی)

عالم علوی‘ آسمانوں اور ستاروں کے متعلق معجزات

معجزہ شق القمر

قَالَ اللّٰہ تعالٰی اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولو سحر مستمر ○ (پارہ ۲۷ سورۂ قمر رکوع ۱)

"پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے چلا آتا۔" (کنزالایمان)

تفسیر و توضیح : اے لال مکہ! تم نے بچشم خود دیکھا کہ انشق القمر یعنی چاند پھٹ گیا جبکہ تم نے ہمارے پیغمبر سے مطالبہ کیا تھا کہ کوئی معجزہ دکھائیں تو انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔ یہاں تک کہ جبل حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا گیا اور جب چاند اجرام علویہ میں ایک نیر نورانی ہے وہ پھٹ گیا تو ستاروں اور آسمان کا شق ہو جانا اور سارے عالم کی ہیئت کا بدل جانا اور فنا ہو جانا کچھ بعید اور محال نہیں۔ تو تم پیغمبر کو جو ہمیشہ قیامت سے ڈراتے ہیں سچا سمجھو۔ ان کی اطاعت اختیار کرو اور ان پر ایمان لاؤ مگر عجیب حال ہے بے دین جاہلوں کا کہ جو باتیں ان کے دل میں سما رہی ہیں وہ اگرچہ صراحتاً" خلاف عقل ہیں اور ان کی خوبی پر کوئی دلیل نہیں جیسے بت پرستی اس کو بہتر گمان کرتے ہیں اور وان یرو آیۃ اور اگر وہ دیکھتے ہیں کوئی نمایاں معجزہ جیسے "شق قمر" (چاند کا پھٹ جانا) جو عالم علویہ میں عظیم معجزہ تصرف نبوت ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی اور حقانیت اور قیامت کے آنے پر دلیل کامل ہے۔ یعرضوا و یقولو سحر مستمر ○ منہ پھیرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے کہ ہمیشہ ہی ایسا کیا کرتا ہے۔

توضیح : شق القمر کا یہ معجزہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات مشہورہ متواترہ میں سے ہے اور قرآن پاک میں پوری وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر و باہر ہے بعض نافہم جو یہ نقل قول ضعیف مرجوع یہ کہتے ہیں کہ انشق القمر سے مراد یہ ہی کہ قیامت میں چاند پھٹ جائے گا۔ یہ قول باطل محض ہے۔ کوئی ذی ہوش صاحب علم و فہم آیت کے سیاق و سباق سے اس مقام پر ہرگز یہ نہ سمجھے گا کہ انشقاق سے آئندہ روز قیامت مراد ہے۔

اول : " اقتربت الساعة " کے ساتھ جو خبر قرب وقوع قیامت ہے انشقاق قمر موجودہ کو مناسبت ہے۔ جو امکان قیامت پر دلیل ہے جیسا کہ ہم نے تفسیر میں بیان کیا نہ کہ انشقاق قمر آئندہ کو اس لئے کہ وقوع قیامت سے تعلق ہے نہ قرب قیامت سے تو اگر انشقاق روز قیامت کا بیان منظور ہوتا تو یوں فرمایا جاتا " قیامت آئے گی اور چاند پھٹ جائے گا۔"

دوم : " انشق " ماضی کا صیغہ ہے جس کو بے وجہ مضارع کے معنی میں ٹھہرانا بیجا اور خلاف قاعدہ ہے۔

سوم : " اقتربت " پر معطوف ہے وہ بھی صیغہ ماضی ہے تو عطف کی مناسبت سے بھی مقتضاء یہی ہے کہ " انشق " سے معنی ماضی ہی مراد لیا جائے۔

چہارم : " وان یرو آیة یعرضوا " اس بات کی صاف اور واضح دلیل ہے کہ اس سے ماقبل " معجزہ شق القمر " ہی مذکور ہے۔ انشقاق روز قیامت نہیں مختصر اور حاصل یہ ہے کہ بیشک و شبہ اس مقام پر معجزہ شق القمر کا ذکر ہے اور نفس قرآنی متحقق و ثابت ہے۔ نیز احادیث کے طریقوں سے بھی معجزہ بروایات متواتر ثابت ہے۔ جماعت صحابہ جیسے حضرت علی، عبداللہ ابن عباس، ابن عمر، جبیر بن مطعم، حذیفہ بن الیمان اور انس بن مالک رضی

اللہ تعالیٰ عنہم نے اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔ اور ان صحابہ کرام سے تابعین کی کثیر جماعت نے اور ان سے بیشمار تبع تابعین نے روایت کی ہے۔ صحیحین میں اور بہت سی کتب معتبرہ حدیث میں اس کی روایت کی گئی ہے۔ امام تاج الدین سبکی نے شرح مختصر ابن حاجب میں صاف تحریر کیا ہے کہ "شق القمر" کی روایت متواتر ہے۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں ابو جہل ' ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش نے جمع ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا۔

"اگر تم سچے نبی ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر دو۔"

آپ نے فرمایا۔

"اگر میں ایسا کر دوں تو تم ایمان لے آؤ گے؟"

انہوں نے جواب دیا کہ

ہاں ہم ایمان لائیں گے۔"

آپ نے پروردگار عالم کی بارگاہ میں درخواست کی کہ یہ بات ہو جائے۔ یعنی چاند آپ کے حکم سے شق ہو جائے تو چاند شق ہو گیا۔ پھر آپ نے پکار کے اور ہر کافر کا نام لے کر فرمایا :

اے فلاں اے فلاں گواہ رہو۔"

سب لوگوں نے اچھی طرح سے دیکھ لیا۔ چاند کے دونوں ٹکڑے اتنے فرق سے ہو گئے تھے کہ کوہ حرا دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں نظر آتا تھا۔ کافروں نے یہ کھلا ہوا معجزہ دیکھ کر کہا کہ یہ جادو ہے۔ پھر ابو جہل نے کہا جادو ہے۔ تو تمہارے اوپر جادو ہو گا۔ یہ بات تو ممکن نہیں کہ سارے زمین والوں پر جادو ہو اور شہر والے لوگ جو تمہارے پاس آئیں ان سے حال پوچھو تو اور آفاق کے آنے والوں سے پوچھا گیا'

سب نے یہی بیان کیا کہ ہم نے بھی چاند کا شق ہوتا دیکھا ہے۔

توضیح : بے دینوں نے اس معجزے پر دو اعتراض کئے ہیں۔ ایک یہ کہ آسمان اور ستاروں میں خرق و التیام محال ہے تو چاند کیسے پھٹ گیا۔ دوسرا یہ کہ اگر یہ امر واقع ہوتا تو دوسرے ممالک کے باشندے بھی دیکھتے اور اپنی تاریخوں میں بیان کرتے۔ یہ دونوں اعتراضات بیہودہ اور خرابی عقل و دانش پر مبنی ہیں۔

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مذہب اہل اسلام کے موافق آسمان اور ستاروں میں خرق و التیام ہرگز محال نہیں۔ قیامت میں آسمان اور ستارے سب پاش پاش ہو جائیں گے۔ چنانچہ نصوص قطعیہ آیات قرآنی و احادیث نبوی ﷺ اس بات میں بکثرت وارد ہیں اور قواعد حکمت کے موافق بھی یہ بات باطل ہے۔ حکمائے مغرب جنہوں نے فیثاغورث کی ہیئت کی پوری پوری تشریح و ترویج کی ہے۔ واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ تمام ستارے کثیف زمین کی طرح ہیں اور سب کون و فساد اور خرق و الیتام کے قابل ہیں۔

حکمائے مشائین جن کا مذہب امتناع خرق و التیام فلکیات ہے' نے اس بات پر دلیل قائم نہیں کی کہ تمام افلاک اور کواکب میں خرق و التیام نہیں ہو سکتا بلکہ صرف فلک الافلاک کی امتناع خرق و التیام پر دلیل قائم کی ہے یہ بھی ان کے لئے بے سروپا اصول پر مبنی ہیں۔ چنانچہ صدر شیرازی نے شرح "ھدایۃ الحکمہ" میں دو مقامات پر یہ بات ذکر کی ہے۔

اس توضیح سے معلوم ہوا کہ چاند کا شق نہ ہونا مذہب مشائین پر بھی ثابت نہیں ہوتا۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ دوسرے ممالک کے لوگوں نے شق القمر کا واقعہ نہیں دیکھا اور نہ اس کو نقل کیا۔

زمانہ وقوع میں کفار قریش نے دیگر اہل اقالیم سے جب شق القمر کا حال پوچھا تو سب نے اس کا مشاہدہ بیان کیا۔ چنانچہ احادیث کی معتبر کتابوں میں مذکور ہے' تاریخ

فرشتہ میں ہے کہ مالابار کے ایک راجہ نے مسلمانوں کی زبانی شق القمر کا واقعہ سنا۔ اس نے اپنے برہمنوں سے ان سالوں کے حالات میں اس کو تلاش کیا' برہمنوں نے اپنی کتابوں میں دیکھ کر اس کی تصدیق کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

راجہ بھوج نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور اسلام قبول کیا

"سوانح الحرمین" میں لکھا ہے کہ شہر دہار جو صوبہ مالوہ میں دریائے چنبل کے قریب ہے وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے' پھر دونوں مل گئے۔ اس نے اپنے پنڈتوں سے اس کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ۔

"ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ عرب میں ایک پیغمبر پیدا ہوں گے ان کے ہاتھ پر شق القمر کا معجزہ ظاہر ہو گا۔"

اس راجہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس اپنا ایک قاصد بھیجا اور آپ پر ایمان لے آیا۔ آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اس راجہ کی قبر شہر کے باہر آج تک زیارت گاہ ہے۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے اپنے "رسالہ شق القمر" میں بھی اس واقعہ کو "تاریخ فضلی" سے نقل کیا ہے اور اس راجہ کا نام راجہ بھوج تحریر کیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ معجزہ شق القمر شب میں بہت رات گئے واقع ہوا تھا اور تھوڑی دیر تک قائم رہا تھا یہاں تک کہ حاضرین نے اس کو خوب اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ دوپہر میں نہیں واقع ہوا تھا اور رات میں لوگوں کی عام عادت یہ ہے کہ چھت دار مکان میں رہتے ہیں اور ہر شخص کی نگاہ آسمان پر نہیں ہوتی۔ اور خسوف و کسوف کی طرح پہلے سے اس واقعہ کا انتظار بھی نہیں تھا کہ لوگ خیال کر کے اس وقت دیکھتے۔ اس کے علاوہ دنیا میں بہت سے مقامات پر قاعدہ ہیئت کے مطابق چاند نکلا بھی

نہ ہو گی۔ یعنی اس وقت وہاں دن ہی ہو گا اور بہت سے شہروں میں چاند بادل یا برف میں چھپا ہوا ہو گا۔ اس لئے اکثر باشندگان ممالک کا اس معجزے کو نہ دیکھنا اور اسے اپنی کتابوں میں نقل نہ کرنا اس معجزے کی تکذیب و تردید کا سبب نہیں بن سکتا۔

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے آفتاب ٹھہر گیا تھا اس واقعہ کو بھی کسی مورخ نے نقل نہیں کیا حالانکہ وہ دن کا معاملہ تھا تو کسی طرح اس کی نقل نہ کرنے سے اس کی تکذیب لازم نہیں آئی۔ اسی طرح اگر معجزہ "شق القمر" کو بھی اہل تاریخ نے نقل نہیں کیا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ "شق القمر" کا واقعہ ہوا ہی نہیں جبکہ اس میں عدم لزوم تکذیب بہ سبب رات ہونے کے بدرجہ اولیٰ ہے۔

مولانا رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ "دفع اعتراضات معجزہ شق القمر" میں بہت شرح و بسط کے ساتھ منکرین کے شبہات کو دفع کیا ہے اور اس مسئلہ میں ہم نے جس قدر بیان کیا ہے یہ بھی کافی ہے۔

انتباہ : جو یہ مشہور ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا زمین پر آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گریبان میں گھس کر آستین میں ہو کر نکل گیا! یہ محض بے اصل بات ہے۔ محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ بات کسی سند سے ثابت نہیں۔ صحیح اسی قدر ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور دونوں ٹکڑے علیحدہ بہت فرق سے ہو گئے کہ ان کے درمیان جبل حرا دکھائی دیتا تھا۔

ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا

امام طحاوی اور طبرانی نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام صہبا متصل خیبر تشریف رکھتے تھے۔ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ آپ کا سر مبارک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر تھا اور آپ

سو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے پوچھا کہ :

"تم نے عصر کی نماز پڑھ لی؟"

انہوں نے عرض کیا "نہیں"

آپ ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔

یااللہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھے آفتاب کو واپس فرمادے۔"

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا تھا کہ۔

" آفتاب ڈوب گیا تھا پھر میں نے دیکھا کہ آفتاب نکل آیا یہاں تک کہ دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑی۔" (نسیم الریاض)

محققین علمائے محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث پاک صحیح ہے اور ابن جوزی (جنہوں نے اس کو موضوع کہا ہے) کا اعتراض غلط ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کے بیان میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے اس کا نام "کشف اللبس فی حدیث رد الشمس" ہے اور اس حدیث کے طرق کثیر سندوں کے ساتھ بیان کئے ہیں اور اس کی صحت کو قوی دلائل سے ثابت کیا ہے۔

شب میلاد چراغاں کا منظر

بیہقی نے فاطمہ بنت عبداللہ والدہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کے وقت حاضر تھی۔ جب آپ پیدا ہوئے میں نے دیکھا سارا گھر نور سے معمور ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ ستارے قریب آ گئے تھے اور لٹک آئے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان

کیا کہ اب زمین پر گر پڑیں گے۔ (مواہب لدنیہ)

چاند کھلونا بن گیا

بیہقی ' صابونی ' خطیب اور ابن عساکر نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے اسلام لانے کا باعث آپ کی ایک علامت نبوت ہوئی کہ میں نے آپ کو "مہد" پنگھوڑے میں دیکھا کہ آپ چاند کی طرف اپنی انگلی کا اشارہ فرماتے تھے تو آپ جدھر اشارہ فرماتے تھے چاند ادھر ہی جھک جاتا تھا۔" آپ نے فرمایا :

"میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے اور وہ مجھے رونے سے باز رکھتا تھا اور میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا جبکہ وہ عرش کے نیچے سجدہ کے لئے گرتا تھا۔"

(مواہب لدنیہ)

توضیح : صابونی نے لکھا ہے کہ باب معجزات میں یہ حدیث حسن ہے۔

عام بسیط' پانی' آگ' ہوا اور مٹی کے متعلق معجزات

عنصر خاک میں معجزات

صحیحین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا میں نے اس کو دیکھ کر کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو ایک شخص نے آلیا" آپ نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا یعنی "غم نہ کرو ہمارے ساتھ اللہ ہے۔"

سراقہ کا واقعہ

رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ کے خلاف دعا فرمائی' اس کا گھوڑا زمین کے اندر پیٹ تک دھنس گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں صاحبوں نے میرے لئے بددعا کی ہے۔ اب دعا کرو کہ میں نجات پاؤں۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے تعاقب کرنے والوں کو میں واپس پھیر دوں گا۔ رحمت للعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نجات کے لئے دعا کی۔ اس نے رہائی پائی اور واپس چلا گیا۔ حسب وعدہ جو کوئی اس کو ملتا تھا اس کو یہ کہہ کر واپس کر دیتا تھا کہ ادھر کوئی نہیں ہے۔

قارون کا قصہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کی طرح ہے جو قارون کے لئے واقع ہوا تھا۔ کہ زمین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے قارون کو اپنے اندر دھنسا لیا تھا۔ اس کا مفصل واقعہ "بیضاوی"

وغیرہ کتب تفسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ قارون اکثر موسیٰ علیہ السلام کو ایذاء دیا کرتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بہ سبب قرابت داری کہ وہ آپ کا چچا زاد بھائی تھا درگزر فرما دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا۔

"تو ہزار درہم میں سے ایک ہی درہم لوا کر دے۔"

اس نے جب حساب کیا تو بہت بڑی رقم بن گئی۔ انتقاماً اس نے قصد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے مجمع میں کچھ تہمت لگائے تاکہ وہ بد اعتقاد ہو جائیں۔ چنانچہ اس نے ایک فاحشہ عورت کو بہت سا مال دیا تاکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگا دے۔ عید کے دن خطبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ بیان فرما رہے تھے۔ اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ جو کوئی چوری کرے گا ہم اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں گے۔ جو کوئی زنا کا مرتکب ہو گا اور وہ غیر شادی شدہ ہو گا اس کو درے لگائیں گے اور جو کوئی نکاح شدہ زنا کرے گا ہم اسے سنگسار کریں گے۔

"قارون نے کہا جو تم نے ہی ایسی حرکت کی ہو تو؟"

آپ نے فرمایا۔

"اگر میں ایسی حرکت کروں تو مجھ پر بھی ایسی ہی سزا لازم ہے۔"

قارون نے کہا کہ بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ تم نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو بلوایا اور خدا کی قسم دے کر کہا کہ "تو سچ کہہ" اس نے جواب دیا کہ قارون نے مجھ کو مال دیا ہے کہ میں آپ پر تہمت لگا دوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں سجدہ کر کے قارون کی شکایت کی۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی کہ۔

"زمین کو ہم نے تمہارے تابع کیا ہے جو چاہو اسے حکم دو۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا ارض خذیہ "یعنی اے زمین اسے

پکڑ لے۔" زمین نے اس کو گھٹنوں تک نگل لیا۔ آپ نے پھر فرمایا "خذیہ" زمین نے اس کو کمر تک نگل لیا۔ آپ نے پھر فرمایا "خذیہ" اس بار زمین نے اس کو گردن تک نگل لیا۔ آپ نے پھر حکم دیا "خذیہ" زمین نے قارون کو بالکل دھنسا لیا۔

پھر بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو اس لئے ہلاک کیا کہ اس کا مال خود لے لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر دعا کی اور قارون کا گھر اور مال بھی زمین کے اندر دھنس گیا۔

توضیح : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذکورۃ الصدر معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی طرح ظاہر ہوا۔ اس میں آپ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک طرح کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے اور اس سے شان رحمت و رافت کا ظہور ہو رہا ہے کہ سراقہ نے جب حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تضرع و زاری کر کے رحم و کرم کی درخواست کی تو آپ نے اس کو رہائی عطا فرما دی بلکہ اس کے لئے دائمی امن و امان کے لئے نامہ عنایت فرما دیا۔ صحیح بخاری شریف کی ایک روایت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے تضرع و زاری پر کچھ التفات نہ کی۔ اَللّٰھم صَلِّ علٰی نبیّ الرّحمۃ وارحمنا ببرکتہ۔

ایک مٹھی خاک اور کنکریاں

قَالَ اللّٰہ تعالٰی وما رمیتَ اذ رمیتَ ولکنّ اللّٰہَ رمٰی ۝ یعنی اور نہیں پھینکی تم نے اے محبوب جبکہ پھینکی ایک مٹھی خاک اور کنکریاں لشکر کفار کی طرف کہ وہ خاک سب کی آنکھوں میں پڑی اور وہ اس کے پھینکتے ہی کافروں پر صورت شکست نمودار ہوئی۔ مگر اللہ نے پھینکی یعنی تمہاری مشت خاک سے یہ اثر نمایاں ہماری تائید کے سبب ہوا۔ یہ معجزہ غزوہ بدر میں واقع ہوا۔ چنانچہ بیہقی، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ بدر میں بارگاہ الٰہی میں عرض و معروض کر رہے تھے۔

"پروردگار! اگر تو مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک کردے گا تو پردۂ زمین پر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ ایک مٹھی خاک لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مٹھی خاک کافروں کے منہ پر پھینکی، وہ خاک ہر کافر کی آنکھوں اور نتھنوں میں پہنچی۔ انہوں نے پشت دی اور بھاگے۔ آپ نے صحابہ کرام کو حملہ کا حکم دیا اور کافروں کو ہزیمت اور شکست کے سوا اور کچھ نہ سوجھا۔ سرداران قریش میں بہت سے قتل کئے گئے اور کثیر تعداد میں قیدی ہوئے۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت (القرآن)

طبرانی، ابوالشیخ، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جنگ بدر کے موقع پر کنکریوں کا پھینکنا اور کافروں کا شکست کھانا روایت کیا ہے۔ غزوۂ حنین میں بھی یہ واقعہ ہوا۔

صحیح مسلم میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ حنین میں جب لڑائی خوب گرم ہوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کچھ کنکریاں لے کر کافروں کے منہ پر پھینک ماریں اور فرمایا:

"بھاگ گئے قسم ہے رب محمد کی۔"

چنانچہ کنکریاں پھینکتے ہی کافروں پر صورت شکست ظاہر ہوئی۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مٹھی بھر خاک ان کے منہ کی طرف پھینکی اور فرمایا "برے ہوں منہ" دشمنوں کے منہ میں خاک بھر گئی اور وہ سب آنکھیں ملتے ہوئے بھاگے۔

زمین نے اپنے اندر سے پھینک دیا

صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لکھا کرتا تھا' وہ مرتد ہو کے مشرکین میں جا ملا' آپ ﷺ نے اس کے حق میں فرمایا :

"زمین اس کو قبول نہ کرے گی۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ نے مجھ سے کہا میں اس زمین پر پہنچا جہاں وہ مرا تھا تو میں نے اس کو قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ میں نے لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ مردہ قبر سے باہر کیوں پڑا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا مگر زمین نے اس کو قبول نہ کیا' ہر بار اس کو نکال کر باہر پھینک دیتی ہے۔

حضور ﷺ کی طرف سے جھوٹی بات کہنے والا جہنمی ہے

بیہقی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص جھوٹی بات بنا کر میری طرف سے کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیتا ہے۔"

آپ نے ایک شخص کو بھیجا تھا اس نے آپ کی طرف سے جھوٹی باتیں کہیں۔ آپ نے اس کے خلاف دعا کی لوگوں نے اس کے مرنے کے بعد دیکھا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور زمین نے اس کو قبول نہ کیا۔ زمین میں دفن کیا گیا مگر زمین نے اس کو نکال کر باہر پھینک دیا۔

گستاخ رسول کو زمین قبول نہیں کرتی

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور

معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محلم بن جثامہ کے خلاف دعا کی' جب وہ مر گیا تو زمین نے اس کو قبول نہ کیا۔ کئی بار اس کو دفن کیا گیا' زمین نے اس کو نکال کر پھینک دیا یہاں تک کے دو کراروں کے درمیان اس کو ڈال دیا اور اس پر پتھر چن دیئے۔

(نسیم الریاض)

توضیح : محلم بن جثامہ کو حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر کے ساتھ اضم کی طرف بھیجا تھا۔ عامر بن اضبط نے آکر اس لشکر سے ملاقات کی اور اس نے سلام علیک کی۔ محلم نے بڑھ کر اس کو قتل کر دیا اور اس کا مال و اسباب لے لیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے تین بار فرمایا :

اللھم لا تغفر لمحلم "اے اللہ محلم کی مغفرت نہ فرمانا۔"

پھر محلم مر گیا اور زمین نے اس کو قبول نہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی۔ آپ نے فرمایا کہ "زمین نے تو محلم سے بدتر آدمیوں کو قبول کر لیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ تم کو عبرت ہو اس وجہ سے زمین محلم کو قبول نہیں کرتی۔"

پانی کے متعلق معجزات

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے۔ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا' اس سے آپ نے وضو کیا۔ سب لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ہمارے لشکر میں پینے کے لئے پانی ہے نہ وضو کے لئے مگر اسی قدر کے آپ کے اس لوٹے میں ہے۔

انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے

نور مجسم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح جوش مارنے لگا۔ اس پانی سے ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تم سب کتنے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا اگر ایک لاکھ ہوتے تو پانی کفایت کر جاتا۔ ہم کل پندرہ سو آدمی تھے۔ (صواعق محرقہ)

توضیح : حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب یہ معجزہ صادر ہوا کہ ان کے عصا مارنے سے پتھر سے چشمے جاری ہوئے تھے اس کے مقابلہ میں یہ معجزہ اعلیٰ و عظیم ہے۔ اس وجہ سے کہ پتھر ایسی چیز ہے کہ اس میں سے پانی نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :
وان من الحجارة لما یتفجر منه الانهار یعنی بعض پتھر ایسے ہیں کہ اس میں سے نہریں جاری ہوتی ہیں وان منها لما یشقق فیخرج منه الماء یعنی اور بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلتا ہے۔ اس کے خلاف حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ جاری ہونا بہت

عجیب و نہایت حیرت انگیز معجزہ ہے۔

کنویں کا پانی جاری ہو گیا

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں ہم چودہ سو آدمی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں ہے' اس کا پانی ہم لوگوں نے نکال لیا۔ ایک قطرہ پانی باقی نہ رہا۔ یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی آپ ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کے کنارے پر تشریف فرما ہوئے۔ ایک برتن میں پانی منگوا کر وضو کیا' اس کے بعد کلی کی اور دعا کر کے پانی کو کنویں میں ڈال دیا اور فرمایا :

"ایک ساعت اس کو چھوڑ دو۔" اس کنویں میں اس قدر پانی ہو گیا کہ تمام لشکر کے لوگ اور جانور اس سے سیراب ہو کر کوچ کے دن تک پیتے رہے۔

توضیح : پہلی حدیث پاک میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پندرہ سو آدمی بیان کئے تھے اور اس حدیث پاک میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چودہ سو آدمی ذکر کئے ان دونوں بیانوں میں مخالفت نہیں کیونکہ آدمی چودہ سو سے زیادہ اور پندرہ سو سے کم تھے۔ اس وجہ سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پندرہ سو کہے اور حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چودہ سو بیان کئے۔ دونوں کا بیان بطور تخمین و اندازہ کے تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں بیس دن تک قیام فرمایا۔

مشک کے پانی میں برکت

صحیحین میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تشنگی کی شکایت کی

آپ اترے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ایک شخص کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ پانی تلاش کر لاؤ۔ وہ لوگ گئے انہیں ایک عورت ملی جس کے پاس دو بڑی مشک پانی تھا۔ اس کو پانی کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں مشکوں کو منہ کھول کر برتن میں پانی ڈالا اور لوگوں کو بلوایا کہ "پانی پیو"

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے خوب سیراب ہو کر پانی پیا اور ہمارے پاس جتنے برتن اور مشکیں تھیں سب بھر گئیں اور اللہ کی قسم اس عورت کی دو مشکیں پہلے سے زیادہ بھری معلوم ہوتی تھیں۔

حضور ﷺ کی نورانی انگلیوں کا معجزہ

صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ قریب ایک مقام زوراء پر تشریف رکھتے تھے۔ پانی کا ایک برتن آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے پانی میں اپنا دست مبارک رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی جاری ہو گیا اور سب لوگوں نے جو تین سو یا اس کے قریب تھے وضو بھی کر لیا۔

سرکار کی انگشتان مبارک اور ایک معجزہ

صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ظہور معجزات کو برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ معجزات کو ڈرانے کے لئے خیال کرتے ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے۔ پانی کم رہ گیا' آپ ﷺ نے فرمایا "کچھ بچا ہوا پانی لے آؤ" ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لایا گیا۔ آپ نے اس برتن میں دست مبارک ڈالا اور فرمایا "لو پاک کرنے والے مبارک اور اللہ کی برکت کو" حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بیشک میں نے دیکھا کہ پانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں میں سے جوش مارتا تھا اور بہ تحقیق تسبیح طعام کھانے کے وقت سنا کرتے تھے۔

توضیح : اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو معجزوں کا بیان ہے۔ ایک آپ کی انگشتان مبارک سے پانی جاری ہونا۔ دوسرا صحابہ کرام کا کھانے کی تسبیح سننا۔

لشکر کے تمام لوگوں کا ایک لوٹے پانی سے سیراب ہونا

صحیح مسلم میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں لوگوں سے فرمایا کہ "تم آج دن ڈھلے اور رات بھر چلتے رہو اور تمہیں ان شاء اللہ تعالیٰ کل پانی ملے گا۔"

لوگ تیزی سے چلے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصف شب تک سفر کر کے راستے سے علیحدہ ہو کر اتر پڑے اور استراحت فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ "نماز کا خیال رکھنا' یعنی سب نہ سونا کہ صبح کی نماز جاتی رہے۔"

سب سو گئے اور سب سے پہلے آپ بیدار ہوئے' جب آپ کی پشت مبارک پر دھوپ آ گئی تھی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا "سوار ہو جاؤ اور چلو" ہم سب سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ جب سورج بلند ہوا آپ اترے میرے پاس ایک بڑا لوٹا تھا جس میں تھوڑا سا پانی بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو منگوا کر وضو کیا اور درمیانی وضو فرمایا یعنی پانی کم خرچ کیا۔ تھوڑا سا پانی لوٹے میں بچ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا :

"اس پانی کو احتیاط سے رکھو اس کا ایک عجیب حال ہو گا۔"

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی اور حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے سنت کی دو رکعتیں پڑھ کر قضائے فرض فجر باجماعت ادا کی۔ پھر آپ سوار ہوئے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ سوار ہوئے۔ جب دن زیادہ چڑھا اور گرمی ہوئی سب لوگوں نے کہا ہم پیاس کے مارے مرے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "گھبراؤ مت"

پھر وہ لوٹا منگوایا اور اس سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی پلانا شروع کیا۔ سب لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا "گھبراؤ نہیں تم سب لوگ سیراب ہو جاؤ گے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پانی ڈالتے جاتے تھے اور میں پانی پلاتا تھا۔ یہاں تک کہ سب لوگ پانی پی کر سیراب ہو گئے اور میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے میرے لئے پانی ڈالا اور فرمایا "پیو"

میں نے عرض کیا کہ "حضور پہلے آپ پئیں پھر میں پیوں گا۔"

آپ نے فرمایا۔ "ساقی کو سب سے بعد میں پینا چاہیے۔"

تو میں نے پیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اور لشکر کے تمام لوگوں نے خوب سیراب ہو کر پیا۔

حضور ﷺ کی دعا سے بارش

بیہقی اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک سفر جہاد میں لوگوں کو پیاس کی تکلیف پہنچی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحمت للعالمین صاحب کوثر و تسنیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں درخواست کی کہ بارگاہ الٰہی میں پانی کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا کی اسی وقت ایک ابر آیا اور اتنا برسا کہ لوگوں کی حاجت پوری ہو گئی۔

توضیح : بعض شارحین حدیث پاک نے لکھا ہے کہ یہ معجزہ غزوۂ بدر میں واقع ہوا اور سورۂ انفال میں آیت وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

حضور ﷺ کے بچے ہوئے پانی کی برکت

بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور بچا ہوا پانی قبا کے کنویں میں ڈال دیا تو اس میں اس قدر پانی ہو گیا کہ پھر کبھی کم نہ ہوا۔ (نسیم الریاض)

لعاب دہن مبارک سے کنویں کے پانی کا شیریں ہونا

ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں روایت کی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن مبارک حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے کنویں میں ڈالا، اس کے اثر سے اس کا پانی ایسا شیریں ہو گیا کہ سارے مدینہ میں ایسا میٹھا پانی کہیں نہ تھا۔ (نسیم الریاض)

پانی میں مشک سے زیادہ خوشبو

ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چاہ زمزم بھرا ہوا تھا۔ ایک ڈول لایا گیا آپ نے اس میں کلی فرما دی اس وقت سے اس کے پانی میں مشک سے زیادہ خوشبو آنے لگی۔ (نسیم الریاض)

مشک میں دودھ اور اس کے منہ میں مکھن

ابن سعد نے حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو توشہ راہ

کے لئے ایک مشک پانی منہ بند کر کے عنایت فرمائی اور دعا کی' جب نماز کا وقت آیا اور وہ نماز کیلئے اترے دیکھا کہ اس مشک میں دودھ تھا اور اس کے منہ میں مکھن تھا۔

(نسیم الریاض)

دریائے نیل کے نام خط

امام مستغفری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سندوں سے روایت کی ہے کہ جب شہر مصر فتح ہوا وہاں کے باشندوں نے حاکم مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا " اے امیر دریائے نیل کی یہ عادت ہے کہ جب مہینے کی بارھویں تاریخ ہوتی ہے تو ہم لوگ ایک کنواری لڑکی اس کے ماں باپ کو راضی کر کے لے لیتے ہیں اور اس کو عمدہ عمدہ لباس اور زیور پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں تب یہ جاری ہو جاتا ہے۔ اس کے بغیر ہرگز جاری نہیں ہوتا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات اسلام میں کبھی نہ ہونے پائے گی۔ اسلام تمام پچھلی بری رسموں کو دور کرتا ہے۔

ظالمانہ رسم کا خاتمہ

لڑکی کی بھینٹ نہ دینے سے دریائے نیل مسلسل تین مہینوں تک مطلق جاری نہ ہوا۔ اہل مصر کی زراعت کا دارومدار دریائے نیل پر ہی تھا۔ لوگ بہت پریشان ہوئے اور اپنا ملک چھوڑ کر کہیں اور جانے کا ارادہ کرنے لگے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ حال دیکھا تو دارالخلافت میں امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہاں کا موجودہ حال لکھ کر بھیج دیا اور فرمان کا انتظار کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ :

"تم نے بہت اچھا کیا کہ اس غلط اور ظالمانہ رسم کے موافق عمل نہ کیا۔ دراصل اسلام رسوم قبیحہ کو مٹا دیتا ہے۔" اس خط میں ایک رقعہ ملفوف کر دیا اور لکھا کہ اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ امیرالمومنین کا مکتوب گرامی جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے رقعہ کھولا اور دیکھا کہ اس کا مضمون یہ تھا۔

یہ رقعہ بندۂ خدا امیرالمومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کی جانب ہے۔

"اے دریائے نیل اگر تو اپنے آپ جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر خدائے واحد و قہار کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو ہم اسی واحد قہار سے عرض کرتے ہیں کہ تجھے جاری فرما دے۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دیا اور وہ اسی رات جاری ہو گیا اور ایک ہی رات میں سولہ گز پانی زیادہ ہو گیا۔ اس وقت سے مصر کی یہ رسم موقوف ہو گئی۔

آگ کے متعلق معجزات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت میں

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ غزوۂ خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے۔ خندق میں ایک سخت پتھر نکلا کہ وہ ٹوٹ نہ سکا۔ لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ خندق میں ایک ایسا سخت پتھر آ گیا ہے کہ وہ ٹوٹ نہیں رہا ہے۔ آپ نے فرمایا "میں توڑوں گا"

اس وقت آپ ﷺ کے شکم مبارک پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے تھے اور تین دن گزر گئے تھے کہ ہم لوگوں نے کچھ نہ چکھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدال اپنے ہاتھ میں لیا اور اس سخت پتھر پر مارا وہ تودہ ریگ کی طرح نرم ہو کر پاش پاش ہو گیا۔ اس کے بعد میں اپنے گھر آیا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھوک میں دیکھا ہے۔ اس نے ایک صاع جو نکالا، گھر میں بکری کا بچہ تھا اس کو ذبح کیا۔ بیوی نے جو کا آٹا پیسا اور گوشت ہانڈی میں چڑھا دیا اور میں نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چپکے سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا تیار کیا ہے حضور چند صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے چلیں۔ آپ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا۔

"اے اہل خندق جابر نے تمہاری دعوت کی ہے جلدی چلو۔"

اس کے بعد مجھ سے فرمایا۔

"جب تک میں نہ آؤں ہانڈی کو نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا۔"

اس کے بعد آپ تشریف لائے اور لعاب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی میں ڈالا اور برکت کی دعا کی اور فرمایا "ایک پکانے والی اور بلالو اور ہانڈی میں سے پیالے نکال نکال کر دو۔ اس کو چولہے پر سے نہ اتارو۔" حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم ہزار آدمی تھے اور سب نے کھایا اور ہماری ہانڈی اسی طرح جوش میں رہی اور آٹا اتنا ہی رہا جتنا تھا۔

دو معجزے

اس حدیث پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دو معجزے مذکور ہوئے۔ ایک عالم جلو سے متعلق کہ سخت پتھر آپ کے تیر مارنے سے مثل تودۂ ریگ کے ہو گیا۔ دوسرا برکت طعام کا معجزہ کہ ایک ہزار آدمیوں نے پونے تین سیر جو کی روٹیوں اور ایک بکری کے بچے کے گوشت سے خوب سیر ہو کے کھالیا۔ اور کھانا اتنا ہی باقی بچ رہا جتنا پہلے تھا۔ اس میں حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تصرف آگ پر بھی ثابت ہو گیا کہ آگ ہانڈی کے شوربے اور گوشت کو نہ جلا سکی نہ کم کر سکی۔

زبردست اور ہلاکت خیز آگ

قطب الدین قسطلانی نے کتاب "جمل الایجاز فی الاعجاز بنار الحجاز" میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ آگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی کے موافق ملک حجاز میں مدینہ طیبہ کے قریب ظاہر ہوئی تھی اور وہ پتھروں کو جلا دیتی تھی، گلا دیتی تھی۔ وہ ایک پتھر کے پاس پہنچی اس پتھر کا ایک نصف حصہ مدینہ میں داخل تھا اور آدھا خارج حرم تھا۔ آگ نے نصف خارج الحرم کو پتھر کو جلا دیا اور جونہی نصف داخل حرم پتھر پر پہنچی بجھ گئی۔

قرطبی نے لکھا ہے کہ وہ آگ مدینہ طیبہ سے ایک مرحلہ پر ظاہر ہوئی تھی اور اس کا یہ حال تھا کہ دریا کی موجوں کی طرح جوش مارتی تھی۔ ملک یمن کے ایک گاؤں میں پہنچی تو اس کو جلا دیا۔ مگر مدینہ کی جانب اس آگ سے ٹھنڈی ہوا ہی آرہی تھی۔ "جذب القلوب وغیرہ" اس آگ کا تفصیلی بیان معجزات عالم معانی میں گزر چکا ہے۔

موئے مبارک

"نسیم الریاض" میں ہے کہ عدیم بن ابی طاہر علوی کے پاس حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چودہ موئے مبارک (بال شریف) تھے۔ انہوں نے امیر حلب جو علویوں سے محبت اور عقیدت رکھتا تھا اور مرد سخی تھا کو بطور ہدیہ کے پیش کیا۔ اس نے بہت تعظیم و تکریم کی۔ ایک مدت کے بعد پھر علوی اس امیر کے پاس گئے اس نے منہ ترش کر لیا اور ان کی طرف کچھ التفات نہ کیا۔ انہوں نے اس کا سبب پوچھا' اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ جو بال تم لائے تھے ان کی کچھ اصل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ان بالوں کو منگوایئے۔ جب وہ بال شریف آئے' انہوں نے آگ منگوائی اور چند بال دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیئے تو وہ نہ جلے بلکہ اور اچھے ہو گئے۔ اس امیر نے علوی کے قدم چومے اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کی اور ان کو بہت کچھ نذرانہ پیش کیا۔

دسترخوان تنور کی آگ میں نہ جلا

ایک معجزہ آگ سے متعلق مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کی مثنوی شریف میں بیان کیا گیا ہے۔

از انس فرزند مالک آمد است	کہ بہ مہمانی او شخصے شد است
او حکایت کرد کز بعد طعام	دید انس دستارخواں را زرد فام
چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ!	اندر افگن در تنورش یک دمہ
در تنور پر ز آتش در فگند	آں زماں دستارخواں را ہوشمند
جملہ مہماناں دراں حیراں شدند	انتظار دو دکاندر وے بودند
بعد یک ساعت بر آورد از تنور	پاک و اسفید و ازاں او ساخ دور
قوم گفتند اے صحابی عزیز	چوں نسوزید و منقے اگشت نیز
گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں	پس بمالید اندریں دستارخواں
اے دل ترسندہ از نار و عذاب	باچناں دست و لبے کن اقتراب

چوں جمادے را چنیں تشریف داد
جان عاشق را چہا خواہد کشاد

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے یہاں مہمان ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ کھانے کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دسترخوان کو پیلے رنگ میں دیکھا' دسترخوان میلا اور آلودہ ہو گیا تھا۔ خادمہ سے کہا کہ اس کو تھوڑی دیر کے لئے تنور میں ڈال دے۔ دسترخوان کو آگ سے بھرے ہوئے تنور میں اس وقت ہوشمند نے ڈال دیا۔ تمام مہمان اس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ لوگ تنور سے اٹھنے والے دھویں کے منتظر تھے۔ ایک گھڑی گزرنے کے بعد دسترخوان کو تنور سے باہر نکالا تو دسترخوان میل کچیل سے پاک اور سفید ہو گیا تھا۔ قوم نے کہا اے عزیز صحابی! دسترخوان تنور کی آگ میں کیوں نہیں جلا؟ اس کے بجائے صاف و شفاف ہو گیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے جواب دیا کہ دسترخوان کے نہ جلنے کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ایک بار اپنا دست پاک اور دہاں (منہ) مبارک صاف کیا تھا۔

یہ معجزہ بیان کر کے حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ اس کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں۔ اے جہنم کی آگ اور عذاب الہی سے ڈرانے والے دل ایسے معجز نما مبارک ہاتھ اور منہ والے آقا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی سے قریب ہو جا۔ جب ایسے غیرذی روح جامد (دسترخوان) کو ایسا شرف بخش دیا تو وہ اپنے عاشق کی جان کو کیونکر محروم فرمائیں گے۔

ہوا کے متعلق معجزات

بارش کی دعا

صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک بار قحط پڑا۔ آپ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال ہلاک ہو گئے اور عیال بھوکوں مرتے ہیں' حضور بارش کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت آسمان پر بادل کا کہیں کوئی ٹکڑا نہ تھا خدا کی قسم ابھی رحمت للعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ بھی نہ رکھنے پائے تھے کہ ابر پہاڑوں کی طرح ہر طرف سے گھر آیا۔ آپ منبر سے اترنے نہ پائے تھے کہ ریش مبارک سے بارش کے قطرے گرنے لگے۔ اس دن سے دوسرے جمعہ تک پانی برستا رہا۔ پھر جمعہ کے روز اس اعرابی یا اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گئے' حضور دعا فرمائیں کہ بارش تھم جائے۔

بارش رکنے کی دعا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ "الٰہی ہمارے گرد برسے اور ہم پر نہ برسے اور ابر کی طرف آپ نے جدھر ارشاد فرمایا وہاں سے کھل گیا۔" اس دعا کے اثر سے مدینہ منورہ میں بارش موقوف ہو گئی اور مدینہ کے آس پاس پانی برستا رہا۔ اطراف و جوانب سے لوگ آتے تھے وہ بارش کی کثرت بیان کرتے تھے۔

توضیح : اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو معجزوں کا بیان ہے۔ ایک عالم آب میں اور دوسرا کائنات الجو (ہوا) میں ظاہر ہوا۔ اس طور پر کہ آپ کی دعا سے پانی برسنا پھر آپ نے فضا میں جس طرف اشارہ کر دیا ادھر سے بادل ہٹ گیا۔

طوفانی ہوا

قَالَ اللّٰہ تعالٰی یٰآیّھا الذینَ امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاۤءَتکم جنودًا فَارسلنا علیھم ریحًا و جنودًا لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیرًا ○ (پارہ ۲۱ 'سورۂ احزاب' رکوع ۸)

"یعنی اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر فرمایا کہ جب آئیں تم پر فوجیں (یعنی قریش' غطفان' یہود' قریظہ' بنی نضیر اور بارہ ہزار آدمی تم پر چڑھ آئے تھے) تو بھیجی ہم نے ان پر ٹھنڈی پروائی (ہوا) کہ خوب کڑا کے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کر دیا۔ بیشمار غبار ان کے منہ پر ڈالا۔ ان کی آگ بجھا دی اور ان کی ہانڈیاں الٹ دیں۔ میخیں اکھاڑ دیں۔ خیمے گر پڑے' گھوڑے کھل کر آپس میں لڑنے لگے اور بھی بھیجے ان پر ایسے لشکر کہ ان کو تم نے نہیں دیکھا یعنی فرشتے کہ

انہوں نے کافروں کے دلوں میں رعب ڈالا اور ان کے دلوں میں اس قدر دہشت ڈال دی کہ وہاں سے بھاگ گئے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔"

توضیح : یہ معجزہ غزوۂ احزاب میں واقع ہوا اس کو غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے۔ کفار قریش مع غطفان وغیرہ قبائل کے لشکر عظیم لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی تھی۔ ایک ماہ کے قریب لشکر کفار وہاں ٹھہرا رہا اور تیر و پتھر سے لڑتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسی سخت بادِ صبا بھیجی کہ وہ حد درجہ تکلیف و پریشانی سے عاجز و درماندہ ہو کر بھاگ گئے۔ طلحہ بن خویلد اسدی نے ہوا کے نقصان کو دیکھ کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم پر جادو کیا ہے' یہاں رکنا مناسب نہیں۔ یہاں سے جلدی بھاگو۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا نصرت بالصبا و اھلکت عاد بالدبور ○ یعنی "میری مدد بادِ صبا سے ہوئی ہے کہ اس نے کافروں کو غزوۂ احزاب میں بھاگنے پر مجبور کر دیا اور قوم عاد بادِ صبا سے ہلاک کی گئی۔" یہ معجزہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مثل معجزۂ حضرت ہود علیہ السلام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے قوم ہود کو ہوا سے ہلاک کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت (ہوا پر حکومت)

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر بھیجا تھا۔ اس کا امیر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا تھا۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن خطبہ میں بلند آواز میں فرمانے لگے۔

یا ساریۃ الجبل۔ یا ساریۃ الجبل۔

"اے ساریہ پہاڑ سے ہوشیار! اے ساریہ پہاڑ سے ہوشیار!!"

اس کے بعد ایک شخص لشکر میں سے آیا اور کہنے لگا امیرالمومنین ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا اور دشمن نے ہمیں بھگا دیا۔ اچانک ہم نے آواز سنی۔ یا ساریۃ الجبل اس آواز پر ہم لوگوں نے پشت پہاڑ کی طرف کر کے جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر ہم کو فتح دی۔

توضیح : یہ کرامت امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوئی کہ لشکر کا حال ان پر منکشف ہو گیا اور ان کی آواز کو ہوا نے لشکر تک مقام نہاوند میں پہنچا دیا۔ چونکہ ولی کی کرامت نبی کے معجزہ کی مظہر ہے یہاں اس کو بھی بیان کر دیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلفاء کے تصرف کی یہ کیفیت ہے تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اختیار و تصرف کا کیا حال ہو گا۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایہ ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہو گا

عالم جمادات کے متعلق معجزات

پہاڑوں اور درختوں کا حضور ﷺ کو سلام کہنا

ترمذی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے کہ میں حضور نبی کریم رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ آپ بعض اطراف مکہ کی طرف تشریف لے گئے جو پہاڑ یا درخت سامنے آیا وہ کہتا "السلام علیک یارسول اللہ" (نسیم الریاض)

توضیح : حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ عالم جمادات اور عالم نباتات دونوں میں واقع ہوا کہ پہاڑوں اور درختوں نے آپ کو سلام کیا۔

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوقات خلوت کا خیال کر کے حاضر ہو جاتا تھا۔ ایک روز آپ کو تنہا پایا۔ میں خلوت کو غنیمت جان کر آپ کے حضور جا بیٹھا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام عرض کر کے داہنی طرف بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور سلام کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داہنی جانب بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے داہنی طرف بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں تھیں آپ نے اٹھا کر اپنی ہتھیلی میں رکھیں۔ وہ کنکریاں اللہ کی تسبیح کرنے لگیں۔ ان کی آواز

سب نے سنی جیسے شہد کی مکھی آواز کرتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے کنکریوں کو رکھ دیا وہ خاموش ہو گئیں۔

اس کے بعد کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتھیلی پر رکھ دیں وہ پھر تسبیح کرنے لگیں اور ان کی آواز شہد کی مکھی کی طرح سنی گئی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رکھ دیں۔ کنکریوں کی آواز بند ہو گئی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتھیلی پر رکھ دیا' وہ پھر تسبیح پڑھنے لگیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو رکھ دیا۔ وہ پھر چپ ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتھیلی پر رکھا وہ پھر تسبیح کرنے لگیں اور ان کی آواز شہد کی مکھی کی طرح سننے میں آئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو رکھ دیا۔ پھر وہ خاموش ہو گئیں۔

حافظ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہ حدیث اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے اس میں اتنا زیادہ لکھا ہے کہ :

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کنکریوں کو حاضرین میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر رکھا تو کنکریوں نے کسی کے ہاتھ پر تسبیح نہ کی۔

(نسیم الریاض)

توضیح : بعض شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حاضر نہ تھے ورنہ کنکریاں ان کے ہاتھ میں بھی دیگر خلفاء کی طرح تسبیح کرتیں۔ اس لئے کہ وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ و جانشین تھے۔

پتھروں کا حضور ﷺ کو سلام کرنا

مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔

حجر اسود اور زقاق المرفق

بیہقی اور اکثر محدثین نے کہا ہے کہ وہ پتھر حجر اسود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک اور پتھر ہے جو اب تک مکہ میں موجود ہے۔ اس کوچے میں جس کو زقاق المرفق کہتے ہیں اور اس میں مرفق شریف کا اثر ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ یہ بات عہد قدیم سے بزرگوں سے چلی آرہی ہے۔ (نسیم الریاض)

کپڑے کی برکت سے آتش دوزخ سے حفاظت

بیہقی نے حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہا کہ "جب تک میں نہ آؤں کل تم اور تمہاری اولاد مکان سے کہیں نہ جانا کہ مجھے تم سے کچھ کام ہے۔" وہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب الحکم آپ کے منتظر رہے۔ آپ تشریف لائے اور ان کی خیر و عافیت پوچھی انہوں نے عرض کیا کہ خیریت ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "قریب آ جاؤ۔" وہ لوگ قریب آ گئے' پھر آپ نے ان کے اوپر چادر ڈال دی اور دعا کی۔

"الٰہی یہ میرے چچا ہیں اور باپ کے برابر اور یہ ان کی اولاد' جس طرح میں نے انہیں اس کپڑے سے ڈھک رکھا ہے تو ان کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھ۔"

اس مکان کی چوکھٹ اور دیواروں نے بھی آمین آمین کہا۔ (نسیم الریاض)

توضیح : ابونعیم نے "دلائل النبوۃ" میں یہ حدیث روایت کی ہے اور تحریر کیا

ہے کہ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی اولاد میں سات افراد تھے۔ فضل' عبداللہ' عبیداللہ' عبدالرحمٰن' قثم' سعید' چھ صاحبزادے اور ام حبیبہ ایک صاحبزادی تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضور ﷺ کے دست پاک کی لکڑی کا اعجاز

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور بزاز' طبرانی اور ابو یعلی نے حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ کفار قریش نے تین سو ساٹھ بت کعبہ کے گرد رکھے تھے۔ اور ان کے پاؤں سیسہ سے سخت مضبوط جما دیئے تھے۔ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فتح مکہ کے سال مسجد حرام میں داخل ہوئے آپ کے دست پاک میں ایک لکڑی تھی اس لکڑی سے آپ نے بتوں کو اشارہ کرنا شروع کیا اور یہ آیت پڑھتے تھے جاۤءَ الحق وزھق الباطل "حق آیا اور باطل رسوا ہوا" تو جس بت کے منہ کی طرف آپ نے لکڑی سے اشارہ کیا وہ اوندھے منہ گر پڑا۔ یہاں تک کہ ان بتوں میں سے کوئی بت باقی نہ رہا۔

(نسیم الریاض)

عالم نباتات سے متعلق معجزات

اس عنوان کے تحت درختوں اور شاخوں اور لکڑی کی چیزوں، پھولوں، پھلوں اور غلوں سے بنے ہوئے کھانوں سے متعلق معجزات بیان کئے گئے ہیں۔

درختوں کی فرمانبرداری

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم ایک منزل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ایک چوڑے میدان میں اترے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں کوئی چیز جس کی آڑ میں آپ فارغ ہو سکیں نہ ملی۔ دو درخت وادی کے کنارے نظر آئے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا اللہ کے حکم سے میری فرمانبرداری کرو۔ وہ درخت حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو لیا جس طرح اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اس کی بھی شاخ پکڑ کر فرمایا "بحکم خدا میری اطاعت کر" وہ درخت بھی آپ کے ساتھ ہو لیا۔ پھر دونوں درختوں کو اس مقام پر ٹھہرایا جو دونوں کے درمیان مسافت تھی اور فرمایا کہ "دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل جاؤ" وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا کچھ دل میں خیال کر رہا تھا ادھر میری نگاہ ہٹ گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے۔

درخت کی گواہی

دارمی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ جب وہ قریب ہوا آپ نے اس سے فرمایا۔

"تو گواہی دیتا ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

اس نے کہا کہ تمہاری اس بات پر کون گواہ ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"سلم کا یہ درخت" (سلم ایک خاردار درخت ہوتا ہے)

پھر اس درخت کو آپ نے بلایا۔ وہ اس میدان کے کنارے پر تھا وہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے اس سے تین بار شہادت طلب فرمائی' اس نے تین بار گواہی دی کہ آپ سچے نبی ہیں۔ پھر درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

جس وقت ہوئی آپ کو گواہی کی ضرورت
بت بول اٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی

کھجور کے درخت کے خوشہ نے رسالت کی شہادت دی

ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا "میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں؟"

آپ نے فرمایا کہ "اگر میں اس کھجور کے درخت کے خوشہ کو حکم دوں تو وہ گواہی دے گا کہ میں رسول خدا ہوں۔" پھر آپ نے خوشہ کو بلایا وہ درخت پر سے

جھکتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ کے پاس آکر گرا اور اس نے آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا "واپس چلا جا" وہ چلا گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

درخت نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا

بزاز نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ :

"تو اس درخت سے جا کر کہہ کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے رسول بلاتے ہیں۔"

اعرابی نے درخت سے کہا تو اس درخت نے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے حرکت کی اور زمین کو پھاڑتا ہوا اور اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا تیزی سے آپ کی خدمت میں آیا اور بولا "السلام علیک یارسول اللہ ﷺ"

اعرابی نے کہا کہ آپ اجازت فرمائیں کہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ نے اس درخت کو واپس جانے کا حکم دیا وہ چلا گیا اور اس کی جڑیں زمین کے اندر پھر گھس کر جم گئیں اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اعرابی مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ کو اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں"

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "اگر میں کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

اعرابی نے پھر عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اجازت مرحمت فرمائی اور اس نے آپ کے دست مبارک اور قدم پاک کو چوما۔ (نسیم الریاض)

توضیح : اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بزرگ دیندار کی تعظیم و تکریم کے لئے دینی محبت کے جذبہ سے ان کے ہاتھ پاؤں کو چومنا جائز ہے۔ اس کو امام نووی نے اپنی

کتاب "الاذکار" میں بھی تحریر کیا ہے۔

درخت اور پتھر جمع ہو کر دیواریں بن گئے

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک سفر جہاد میں فرمایا۔

"کہیں قضائے حاجت کے لئے جگہ ہے؟"

میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت کے سبب کہیں ٹھکانہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا "جا کر دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں" میں نے عرض کیا کہ کچھ درخت پاس پاس نظر آتے ہیں آپ نے فرمایا "ان درختوں سے جا کر کہہ دو کہ اللہ کے رسول ﷺ تم کو حکم دیتے ہیں کہ اکٹھے ہو جاؤ اور پتھروں سے بھی اسی طرح کہو۔"

میں نے تعمیل ارشاد کی اور جا کر ان سے کہا تو اللہ کی قسم میں نے درختوں کو دیکھا کہ وہ قریب ہو کر ایک جگہ جمع ہو گئے اور پتھر آپس میں ایک دوسرے سے مل کر دیوار جیسے ہو گئے۔ حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پیچھے قضائے حاجت فرمائی۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو مجھ سے فرمایا کہ جا کر ان سے کہہ دو کہ علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہا تو اللہ کی قسم وہ درخت اور پتھر جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ (نسیم الریاض)

کھجور کے درخت آپس میں مل گئے

امام احمد، بیہقی اور طبرانی نے حضرت یعلی بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قضائے حاجت محسوس ہوئی۔ آپ نے کھجور کے دو چھوٹے درختوں کو حکم دیا تو وہ دونوں مل گئے اور آپ نے اس کی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی۔ (نسیم الریاض)

درخت کی شہادت

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب جن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے پوچھا "کون گواہی دیتا ہے کہ آپ رسول اللہ ہیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ درخت" اس کے بعد آپ نے اس درخت کو بلایا۔

"اے درخت چلا آ" وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا چلا آیا اور اس نے آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ (نسیم الریاض)

درخت کا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا اور پھر واپس جانا

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رکانہ پہلوان نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے ایک درخت سمرہ جو آپ کے قریب تھا فرمایا کہ "خدا کے حکم سے ادھر آ" وہ درخت آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا "واپس چلا جا" وہ درخت اپنی جگہ پلٹ گیا اس کا مفصل واقعہ اس طرح ہے۔

رکانہ پہلوان

رکانہ قریش میں ایک بڑا زبردست پہلوان تھا وہ ایک جنگل میں بکریاں چراتا تھا۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت خانہ سے نکل کر اس

جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ رکانہ ملا اور وہاں کوئی نہ تھا۔ اس نے کہا ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور اپنے معبود عزیز کی عبادت کرتے ہو۔ اگر میری تم سے قرابت نہ ہوتی تو میں آج تمہیں (معاذ اللہ) مار ڈالتا۔ لیکن تم اپنے اللہ سے کہو کہ وہ آج تم کو مجھ سے بچائے اور میں تم سے ایک بات چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے کشتی لڑو اور تم اپنے خدا سے دعا مانگو اور میں اپنے لات و عزیٰ سے دعا مانگوں۔ اگر تم مجھ پر غالب آجاؤ تو میری بکریوں میں سے دس بکریاں پسند کر کے لے لو۔

آپ ﷺ اس سے کشتی لڑے اور غالب آ گئے۔ اس نے کہا کہ "تم نے تو مجھے نہیں پچھاڑا لیکن تمہارا اللہ غالب آگیا اور لات و عزیٰ نے میری مدد نہ کی اور میرا پہلو زمین پر آج تک کسی نے نہ لگایا۔ ایک بار اور کشتی لڑو اگر اب کی بار بھی پچھاڑ دو گے تو دس بکریاں اور دوں گا۔"

آپ نے اس سے دوبارہ کشتی لڑی اور اس کو پھر پچھاڑ دیا۔ اس نے پھر ویسی ہی بکواس کی۔ آپ ﷺ اس سے پھر لڑے اور اس پر پھر غالب آ گئے۔ اس بار اس نے کہا کہ "میری تیں بکریاں آپ پسند کر لیں۔" آپ نے فرمایا۔

"میں بکریاں نہ لوں گا لیکن میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جا جہنم سے نجات پائے گا۔"

رکانہ نے جواب دیا اگر کوئی معجزہ دکھاؤ تو البتہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے ایک سمرہ درخت سے فرمایا کہ "بحکم اللہ ادھر آ"

وہ پھٹ کر دو ہو گیا اور چل کر آپ کے اور رکانہ کے درمیان آکر کھڑا ہو گیا۔ رکانہ نے کہا کہ "واقعی معجزہ تو آپ نے بہت بڑا دکھایا ہے" اب اس کو حکم دیجئے کہ واپس چلا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے کہنے سے واپس ہو جائے تو تو مسلمان ہو جائے گا؟ اس نے کہا "ہاں!"

آپ ﷺ نے درخت سے فرمایا کہ "پھر جا" وہ پھر گیا اور اس کے دونوں

ٹکڑے آپس میں جڑ کر ایک ہو گئے۔ آپ نے رکانہ سے فرمایا کہ "مسلمان ہو جا" اس نے کہا "اگر میں مسلمان ہو جاؤں گا تو عورتیں کہیں گی کہ رکانہ مرعوب ہو کر مسلمان ہو گیا۔" اس کے بعد رکانہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہو گیا۔
(نسیم الریاض)

درختوں کی شاخوں اور لکڑی کی چیزوں کے متعلق معجزات

خشک لکڑی تلوار بن گئی

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ بدر میں حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خشک لکڑی دی اور فرمایا کہ تلوار بن جا۔ تو وہ ان کے ہاتھ میں لمبی سفید براق جیسی تلوار بن گئی۔ اس سے انہوں نے جنگ بدر میں لڑائی کی۔ وہ تلوار ان کے پاس ہمیشہ رہی اور جنگوں میں اس سے قتل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام "عون" ہو گیا تھا۔ (نسیم الریاض)

"وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں"

شاخ خرما تلوار بن گئی

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار غزوۂ احد میں ٹوٹ گئی تھی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خرما کی ایک شاخ ان کے ہاتھ میں دیدی وہ تلوار بن گئی۔ (نسیم الریاض)

توضیح : ابن سید الناس نے لکھا ہے کہ وہ تلوار حضرت عبداللہ بن جحش کے پاس رہی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ترکہ میں دو سو دینار میں فروخت ہوئی۔

درخت کی شاخ روشن ہو گئی

امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحمت للعالمین حضور نبی کریم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ رات اندھیری تھی' بادل تھا' بجلی چمک رہی تھی' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو درخت کی ایک شاخ عنایت فرمائی اور کہا " یہ ایسی روشن ہو جائے گی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس آدمی تمہارے پیچھے چل سکیں گے اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز دیکھو گے اس کو مار کر نکال دینا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چلے تو وہ روشن ہو گئی یہاں تک کہ گھر پہنچے اور ایک کالی چیز دیکھی اور اسے مار کر نکال دیا۔ (نسیم الریاض)

توضیح : کالی چیز شیاطین میں سے کوئی شیطان تھا کہ اس وقت وہاں موجود تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اسے نکال دیا۔

استن حنانہ

صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ کے وقت کھجور کے درخت کے ایک ستون سے ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر خطبہ دینا شروع کر دیا۔ دفعتاً" ستون زور سے چیخ مار مار کر رونے لگا کہ قریب تھا پھٹ جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر سے اتر کر

ستون کو اپنے سینے سے لگا لیا' وہ ہچکیاں لینے لگا جس طرح بچہ کو رونے سے چپ کرایا جاتا ہے۔ پھر اس کا رونا بند ہو گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔ آپ کا یہ معجزہ بہت سے اصحاب نے روایت کیا ہے اور ہر دور میں ایک جماعت کثیر اس کی راوی رہی ہے۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ حدیث گریہ ستون متواتر ہے۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس طرح لکھا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جب اس حدیث کو نقل فرماتے تو روتے اور کہتے اے بندگان خدا جب خشک لکڑی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عشق میں روتی اور نالہ و فغاں کرتی ہے تو تمہیں اس سے زیادہ لقائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مشتاق ہونا چاہئے۔

منبر تھر تھر کانپنے لگا

مسلم' نسائی اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منبر پر یہ آیت پڑھی ومَا قدروا اللّٰہَ حق قدرہ یعنی کافروں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچانی چاہئے ویسی قدر نہیں پہچانی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا "خدائے جبار اپنی بڑائی بیان کرتا ہے۔"

انا الجبار انا الجبار انا الکبیر المتعال۔

یعنی "میں جبار ہوں' میں جبار ہوں اور میں بہت بڑا ہوں بہت بلندی والا"

اس کلام کو سنتے ہی منبر تھر تھر کانپنے لگا یہاں تک کہ ہم لوگوں کو اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں آپ منبر سے گر نہ جائیں۔ (نسیم الریاض)

توضیح : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا منبر لکڑی کا تھا۔ تو یہ معجزہ بھی آپ کا عالم نباتات میں ظہور پذیر ہوا کہ ایک جسم نباتاتی آپ کا کلام سن کر خدا کی عظمت اور اس کے جلال سے تھرتھرانے لگا۔

لکڑیوں کا روشن ہونا

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دربار سے نکلے' رات بہت تاریک تھی اور دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی لکڑی تھی تو ایک لکڑی روشن ہو گئی۔ اس کی روشنی میں دونوں چلے جب دونوں کا راستہ جدا ہوا تو دوسرے کے ہاتھ کی لکڑی بھی روشن ہو گئی اور وہ اپنی اپنی لکڑی کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے۔

پھلوں اور کھانوں کے متعلق معجزات

کھجور کے ڈھیر میں برکت

بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کی وفات ہوئی تو وہ قرض دار تھے۔ میں نے قرض خواہوں سے چاہا کہ وہ قرض کے عوض ہمارے نخلستان کی سب کھجوریں لے لیں۔ انہوں نے منظور نہ کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور کو معلوم ہے کہ میرے والد جنگ احد میں شہید ہوئے ہیں اور اپنے ذمہ بہت سا قرض چھوڑا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ تشریف لے چلیں تاکہ آپ کو دیکھ کر قرض خواہ شاید کچھ نرمی و رعایت کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "چلو ہر قسم کی کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دو۔" میں نے ویسا ہی کیا اور آپ کو بلایا۔ جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو مجھ سے اور بھی تقاضا کرنے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اس کے اوپر بیٹھ کر فرمایا کہ۔

"اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔" اور اسی ڈھیر سے ناپنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میرے والد کا سب قرض ادا ہو گیا۔ میری آرزو تھی کہ سب ڈھیروں کی کھجوریں صرف ہو جائیں اور میری بہنوں کے لئے ایک کھجور نہ بچے اور قرض ادا ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت و رحمت سے اللہ تعالیٰ نے سب ڈھیر بچا دیئے' یہاں تک کہ جس ڈھیر پر آپ بیٹھے تھے اور اس سے تمام قرض ادا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

چھوہاروں کیلئے برکت کی دعا

ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تھوڑے چھوہارے لایا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چھوہاروں کے لئے دعائے برکت فرمادیں۔ آپ ﷺ نے ان چھوہاروں کو جمع کر کے ان میں دعائے برکت کی اور مجھ سے فرمایا کہ۔

"انہیں لے کر اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو اور جب تمہارا جی چاہے اس میں سے نکال لیا کرنا مگر اس کو جھاڑنا نہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ان چھوہاروں میں ایسی برکت ہوئی کہ میں نے اتنے اتنے وسق اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے اور ہمیشہ اس میں سے کھاتے اور کھلاتے رہے وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن میری کمر سے کٹ کر کہیں گر گیا۔

توضیح : شامت اعمال خلائق اکثر زوال برکت کے باعث ہوتی ہے۔ فتنہ قتل عثمان ؓ کہ گناہ عظیم تھا اس کی شامت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو ایک برکت دائمی حاصل ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔ اس توشہ دان کے گم ہو جانے پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شعر منقول ہے ۔

للناس هم ولی فی الیوم همان
فقد الجراب و قتل الشیخ عثمان

"یعنی سب لوگوں کو ایک رنج ہے اور مجھے آج دو رنج ہیں ایک تو توشہ دان

کے گم ہو جانے اور دوسرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہو جانے کا۔"

چھوہاروں میں حیرت انگیز برکت

ابوداؤد نے وکین سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ قبیلہ احمس کے چار سو سواروں کو زاد راہ دیدیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا" "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ چھوہارے جن سے حضور توشہ دینے کا حکم فرمارہے ہیں وہ چار صاع ہیں اتنے میں سب کا توشہ کیسے ہو گا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا" جاؤ تو سہی" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور ان چھوہاروں سے چار سو سواروں کو بقدر کفایت توشہ دیا اور چھوہارے جتنے تھے اتنے ہی باقی بچ گئے۔ (نسیم الریاض)

کھانے میں برکت

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں لوگوں کو بھوک کی تکلیف پہنچی یعنی زاد راہ کم تھا' لوگ بھوکے رہنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جو کچھ توشہ دانوں میں باقی رہا ہے اسے منگوا کر دعائے برکت کر دیں۔ آپ نے ایک چرمی دسترخوان بچھوایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ جو کچھ توشہ دان میں بچا ہے لے آئیں۔ لوگ اپنے پاس سے جو کچھ باقی بچا تھا لے آئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ ایک مٹھی بھر جو لے آئے۔ بعض ایک مٹھی کھجوریں اور کوئی روٹی کا ٹکڑا۔ یہاں تک کہ دسترخوان پر تھوڑا سا فراہم ہوا۔ آپ ﷺ نے اس پر دعائے برکت فرمائی اور لوگوں سے فرمایا کہ . . .

"اپنے اپنے برتن بھر لو" لشکر کے سب لوگوں نے تمام برتن بھر لئے اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر بھی بچ رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اشھدان لاالٰہ الا اللہ واشھدانی رسول اللہِ" یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔" اس کلمہ کو جو شخص بغیر شک و شبہ کے کہے گا وہ بہشت میں داخل ہو گا۔

روٹیوں میں برکت

صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آواز بھوک کی وجہ سے کمزور پائی ہے تمہارے پاس کچھ ہے۔"

ام سلیم نے جو کی روٹیاں نکالیں اور ایک اوڑھنی میں لپیٹ کر دیں۔ میں نے ان کو ہاتھوں کے نیچے چھپا لیا اور وہ روٹیاں لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ مسجد میں رونق افروز تھے۔ آپ کے پاس اور لوگ بھی تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔

"ابو طلحہ نے روٹیاں بھیجی ہیں؟"

میں نے عرض کیا "ہاں"

آپ نے فرمایا "کھانا دے کر؟"

میں نے عرض کیا "ہاں"

آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا "اٹھو"

میں نے آگے بڑھ کر ابو طلحہ کو خبر کی۔ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لوگوں کو ساتھ لیکر تشریف لا رہے

ہیں اور ہمارے پاس تو اتنا نہیں کہ سب کو کھلا سکیں۔" ام سلیم نے کہا "اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔" ابو طلحہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا استقبال کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابو طلحہ کے ساتھ گھر میں آئے اور ام سلیم سے کہا کہ

"جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ" انہوں نے روٹیاں پیش کیں۔

آپ نے فرمایا "ان کے ٹکڑے کر ڈالو"

پھر ام سلیم نے گھی کے برتن کو نچوڑ کر ان ٹکڑوں پر ڈال دیا۔ اس کے بعد حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان پر کچھ پڑھا۔ آپ نے فرمایا۔

"دس آدمیوں کو آنے دو"

دس آدمی آئے اور انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر آپ نے دس آدمی اور بلائے۔ اسی طرح سے دس دس آدمی آتے گئے اور پیٹ بھر کر کھاتے گئے۔ سب نے پیٹ بھر کے کھالیا۔ وہ لوگ ستر یا اسی کے تعداد میں تھے۔

عالم حیوانات کے متعلق معجزات

اس باب میں حسب ذیل معجزات بیان کئے گئے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۔ معجزات "حلال جانوروں سے متعلق"

۲۔ معجزات "درندوں سے متعلق"
(جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا)

۳۔ معجزات " ان اشیائے خوردنی سے متعلق جو دودھ وغیرہ اجزائے حیوانات سے حاصل ہوتی ہیں"

سواری والے اور حلال جانوروں کے متعلق معجزات

گھوڑا تیز رو ہو گیا

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار اہل مدینہ کو دشمن کا خطرہ ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طلحہ کے سست اور تنگ قدم گھوڑے پر سوار ہوئے۔ جب واپس آئے تو آپ نے فرمایا۔

"تمہارے گھوڑے کو میں نے دریا پایا۔" اس کے بعد گھوڑا اتنا تیز رو ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں جا سکتا تھا۔ (نسیم الریاض)

سست رفتار اونٹ سب سے آگے

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر جہاد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا میری سواری کا اونٹ ایسا تھک گیا تھا کہ چل نہیں سکتا تھا۔ آپ مجھے ملے تو فرمایا کہ۔

"تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟"

میں نے کہا "تھک گیا۔"

آپ نے پھر اونٹ کو ہانکا اور اس کے لئے دعا کی۔ اس اونٹ کا یہ حال ہو گیا کہ سب اونٹوں کے آگے چلتا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ "تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟" میں نے عرض کیا اچھا حال ہے۔ آپ کی برکت اس کو پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"چالیس درہم میں اس کو میرے ہاتھ بیچتے ہو؟" میں نے بیچ ڈالا اور مدینہ

تک اس کی سواری کی اجازت لے لی۔ جب آپ ﷺ مدینہ میں پہنچے میں لونٹ لے کر حاضر ہوا' آپ نے مجھے اس کی قیمت عطا فرمائی اور لونٹ بھی مجھ کو واپس کر دیا۔ (صواعق محرقہ)

اونٹ نے حضور ﷺ سے اپنے مالک کی شکایت کی

"شرح السنتہ" میں یعلٰی بن مرو ثقفی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں تین چیزیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے دیکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ چلا جارہا تھا۔ ایک آب کش اونٹ آپ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ آپ کو دیکھ کر لونٹ نے اپنے گلے میں کچھ آواز کی اور گردن زمین پر رکھی۔ آپ ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا۔

"اس لونٹ کا مالک کہاں ہے؟"

اونٹ کا مالک حاضر ہوا اس سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔

"اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔"

اس نے عرض کیا میں لونٹ کو ویسے ہی بلا قیمت آپ کی نذر کرتا ہوں مگر یہ اونٹ ان لوگوں کا ہے جن کے سارے گھر کے معاش کا دارومدار اسی پر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب تم نے اونٹ کا یہ حال بیان کیا تو میں اس کو نہیں لوں گا۔ مگر اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ اس سے محنت زیادہ لی جاتی ہے اور دانہ چارہ کم دیا جاتا ہے۔ تو تم اس کو اچھی طرح سے رکھو۔

درخت کا سلام کیلئے حاضر ہونا

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آرام فرمانے لگے۔ ایک درخت زمین پھاڑتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ یہاں تک

کہ درخت نے آپ کو ڈھک لیا اور پھر اپنے مقام پر چلا گیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیدار ہوئے میں نے درخت کا حال عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس درخت نے اللہ تعالٰی سے اس بات کی اجازت لی کہ رسول اللہ کو سلام کرے۔ اللہ تعالٰی نے اجازت دی تو وہ میرے سلام کو حاضر ہوا تھا۔"

پھر ہم چلے تو ایک ندی پر گزر ہوا۔ وہاں ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی جس کو جنون تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کے نتھنے کو پکڑ کر فرمایا۔

"نکل جا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔"

اس کے بعد ہم لوگ چلے گئے۔ جب اس سفر سے واپس ہوئے تو ندی پر پھر آئے اور اس عورت سے اس کے بیٹے کا حال پوچھا۔ اس نے عرض کیا۔ قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اس دن سے لڑکے میں مرض کے کچھ آثار نہیں دیکھے۔

بکری کا تھن دودھ سے بھر گیا

"شرح السنتہ" میں جیش بن خالد برادر ام معبد سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام آزاد عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی جو راہ بتانے کے لئے آپ کے ساتھ تھا ام معبد کے خیمے پر گزرے۔ اور ان سے گوشت اور کھجوریں طلب کیں تاکہ خرید لیں مگر نہ مل سکے۔ اس زمانہ میں وہاں قحط تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ام معبد کے خیمے میں ایک بکری کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔

"یہ کیسی بکری ہے؟" ام معبد نے عرض کیا لاغری کے سبب سے اور بکریوں

کے ساتھ چرنے نہیں جاسکتی اس وجہ سے بندھی ہے۔ آپ نے فرمایا "اس کے کچھ دودھ ہے؟" اس نے کہا "اس قابل نہیں رہی کہ دودھ ہو۔" آپ نے فرمایا اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دوہیں۔ اس نے جواب دیا کہ اگر آپ اس میں دودھ دیکھیں تو دوہ لیں۔

سرور کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اور بکری کے تھن پر دست مبارک پھیرا اور بسم اللہ کہی پھر اس بکری کے بارے میں دعا فرمائی۔ اس نے دوہنے کے لئے پاؤں پھیلا دیئے۔ دودھ اس کے تھنوں میں بھر آیا اور اس نے جگالی کرنا شروع کی۔ پھر آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا جس میں آٹھ نو آدمی سیراب ہو کر پی لیں۔ اس میں دودھ دوہا اور پورا برتن بھر گیا۔ آپ نے پہلے ام معبد کو دیا۔ اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ بھی خوب سیراب ہو گئے۔ بعد میں آپ نے پیا۔ پھر دودھ کے برتن میں بھر دیا اور ام معبد کے پاس چھوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر ام معبد مسلمان ہو گئیں اور آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

(صواعق محرقہ)

بکری کے گوشت میں برکت

بیہقی نے خالد بن عزیٰ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ خالد کا کنبہ بڑا تھا۔ جب کبھی بکری حلال کرتے ان کے کنبہ کو کفایت نہ کرتی بلکہ ایک ایک ہڈی بھی انہیں نہ پہنچتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری میں سے تناول فرمایا اور جو بچا اس کو خالد کے ڈول میں ڈال دیا اور اس کے واسطے دعائے برکت کی۔ خالد نے آ کر ڈول کا گوشت اپنے کنبہ کے سامنے نکالا' سب نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر بھی بچ رہا۔

(نسیم الریاض)

بکریوں کی حفاظت

بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کیا۔ بعض قلعہ خیبر سے آپ لڑ رہے تھے۔ ایک شخص حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ وہ خیبر والوں کی بکریاں چراتا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "میں ان بکریوں کو کیا کروں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا تو ان کے منہ پر کنکریاں مار دے اللہ تعالیٰ تیری امانت ادا کر دے گا۔ اور ان سب بکریوں کو اپنے گھر پہنچا دے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور بکریاں اپنے اپنے گھر پہنچ گئیں۔ (نسیم الریاض)

بکریوں نے حضور ﷺ کو سجدہ کیا

امام احمد اور بزاز نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک انصار کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں۔ انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر آپ کی تعظیم زیادہ واجب ہے ہم بھی حضور کو سجدہ کیا کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرنا چاہئے۔" (نسیم الریاض، دلائل النبوۃ ۲/ ۳۷۹ برقم ۲۷۶)

سرکش اونٹ نے حضور ﷺ کو سجدہ کیا

مسلم اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک نہایت شریر اونٹ تھا۔ جو کوئی باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاٹنے کے لئے

جھپٹتا۔ آپ نے اس کو بلایا وہ آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے سامنے باادب بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا۔

" آسمان و زمین میں نافرمان جن و انس کے سوا جتنی چیزیں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں۔" (نسیم الریاض)

توضیح : اونٹ کے سجدہ کرنے کی حدیث پاک حضرت ابو ہریرہ' جابر بن عبداللہ' یعلٰی بن مرہ' عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بطریق متعددہ مروی ہے اور محدثین میں مسلم' ابوداؤد' ابونعیم' بیہقی' حاکم' امام احمد' دارمی اور بزاز نے اپنے اپنے طریقے سے روایت کی ہے۔ (نسیم الریاض)

غار ثور کو ایک درخت نے ڈھانپ لیا

طبرانی' بیہقی' ابونعیم' بزاز اور ابن سعد نے حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ جس رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ غار ثور میں تشریف فرما تھے اللہ تعالٰی نے ایک درخت کو حکم دیا تھا کہ وہ غار پر اس طرح جم گیا کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ڈھانپ لیا اور دو کبوتروں کو حکم دیا کہ وہ غار کے منہ پر آ کر ٹھہریں اور وہاں گھونسلہ بنا کر انڈے دیں۔ اور مکڑی نے غار کے دہانے پر جالا تان دیا۔ جب کفار قریش آپ ﷺ کی تلاش میں آئے اور غار تک پہنچے تو غار پر کبوتروں اور مکڑی کے جالے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر وہ اس میں ہوتے تو کبوتر اس کے دروازے پر نہ ٹھہرتے اور مکڑی کا جالا اس طرح صحیح سلامت نہ رہتا۔ وہ اس قدر قریب پہنچ گئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی آوازیں سن رہے تھے۔ اگر وہ اچھی طرح نظر کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھ لیتے لیکن وہ واپس چلے گئے۔ (نسیم الریاض)

توضیح : اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و برگزیدہ رسول کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور کبوتر، مکڑی اور درخت کو پردہ دار کیا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حرم پاک میں جو موجودہ کبوتر ہیں اسی کبوتر کے جوڑے کی نسل سے ہیں۔

اونٹوں کا جوش فداکاری

حاکم، طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ عید کے دن پانچ یا چھ اونٹ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں قربانی کے لئے لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک اونٹ آپ کی طرف جھپٹے اور یہ چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب سے پہلے قربانی میں مجھ کو ذبح فرمائیں۔ (نسیم الریاض)

ہر اک کی آرزو تھی پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے تھے مرنے والے عید قرباں میں

ہرنی پر رحم و کرم اور اسکی شہادت توحید و رسالت

طبرانی وغیرہ نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک جنگل میں تھے۔ ایک ہرنی نے آپ کو پکارا۔

"یارسول اللہ ﷺ!"

آپ ﷺ نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور ایک اعرابی وہاں سو رہا ہے۔ آپ نے ہرنی سے پوچھا "کیا کہتی ہے؟"

اس نے عرض کیا کہ مجھے اس اعرابی نے شکار کیا ہے اور میرے اس پہاڑ میں دو بچے ہیں، آپ مجھے آزاد کر دیں میں ان کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا "تو واقعی واپس آجائے گی؟" اس نے عرض کیا "بیشک میں دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔"

آپ نے اس کو کھول دیا۔ وہ گئی اور وعدہ کے مطابق بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ آپ نے اس کو پھر باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ اعرابی جاگ گیا اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا اور بولا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کو کچھ ارشاد فرمانا ہے جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اعرابی نے چھوڑ دیا۔ ہرنی وہاں سے چلی اور کہتی تھی۔ اشھدان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ (نسیم الریاض)

توضیح : یہ حدیث پاک کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے اس لئے ابن حجر نے اس کو صحیح کہا ہے۔

غیب سے دودھ دینے والی بکری کا ظاہر ہونا

بیہقی اور ابن عدی نے سعد مولی ابوبکر وغیرہ اصحاب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ چار سو آدمی تھے۔ ایک جگہ اترے جہاں پانی نہ تھا۔ سب لوگ گھبرائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر دی۔ اتنے میں ایک چھوٹی سی سینگوں والی بکری دودھ دہانے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ آپ نے اس کا دودھ دوہا اور پیا' یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ ہم سب کو بھی آپ نے پلایا اور ہم سب بھی سیراب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو رات بھر روکے رہو۔

پھر ارشاد فرمایا "مجھے ایسا نظر نہیں آتا کہ تمہارے پاس یہ بکری تھم جائے۔" رافع نے اس کو باندھ دیا اور سو رہے۔ رات میں جب ان کی آنکھ کھلی تو بکری کو نہ پایا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ "جو اسے لایا تھا وہی اسے لے گیا۔" (نسیم الریاض) ۔

بغیر دودھ والی بکری دودھ والی ہو گئی

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چراتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور ان سے پوچھا کہ۔

"تمہارے پاس دودھ ہے؟"

انہوں نے جواب دیا "ہاں ہے لیکن میں امانت دار ہوں۔"

آپ نے فرمایا کہ "ایسی بکری لاؤ جس نے کوئی بچہ نہ جنا ہو اور نہ اس کے تھنوں میں کبھی دودھ ہوا ہو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پٹھ سامنے لائے۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر دست مبارک پھیرا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پیالہ لے آئے۔ آپ ﷺ نے اس میں دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ "پیو" پھر آپ نے تھنوں سے کہا کہ سمٹ جاؤ۔ وہ تھن جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔ یہی معجزہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا۔ (نسیم الریاض)

حضرت حلیمہ سعدیہ کی بکریاں

ابو یعلی اور طبرانی نے بہ سند حسن روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دودھ پلانے کے لئے لے گئیں۔ وہاں قحط تھا اور گھاس کم تھی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکریاں جو چرنے جاتی تھیں وہ

وب پیٹ بھر کر آتی تھیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوتا تھا اور ان کے قبیلہ کی بکریاں جو چرنے جاتی تھیں جنگل میں بھوکی پھرتی اور تھن خشک رہتے۔ (نسیم الریاض)

دبلی پتلی گھوڑی تیز رفتار ہو گئی

بیہقی نے حضرت جمیل اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر جہاد میں ایک دبلی پتلی گھوڑی پر سوار تھا۔ آپ نے اس گھوڑے کو آہستہ سے کوڑا مارا اور آپ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ تجھے اس گھوڑی میں برکت دے۔"

وہ گھوڑی اتنی تیز ہو گئی کہ اس کا تھامنا مشکل تھا اور اس کی نسل کی گھوڑی میں نے بارہ ہزار میں بیچی۔ (نسیم الریاض)

درندوں اور غیر ماکول اللحم جانوروں سے متعلق معجزات

بھیڑیئے کا اعلان حق کہ نبی کریم ﷺ غیب کی خبریں دیتے ہیں

"شرح السنتہ" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک چرواہے کی بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا۔ چرواہے نے جھپٹ کر بکری اس سے چھڑالی اور بھیڑیا ایک ٹیلے پر جاکر بیٹھ گیا اور اس نے چرواہے سے کہا کہ ...

"اللہ تعالیٰ نے مجھے جو رزق دیا تھا وہ تو نے مجھ سے چھین لیا۔"

چرواہے نے کہا کہ "نہایت تعجب کی بات ہے۔ ایسی بات میں نے کبھی نہیں دیکھی کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔" بھیڑیے نے کہا۔

"اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ دو پتھریلی زمین کے درمیان کھجوروں کے درختوں میں ایک شخص تم کو اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی نخلستان (جو دو سنگستانوں کے بیچ میں واقع ہے) میں گزشتہ اور آئندہ کے احوال بیان فرماتے ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ وہ اس واقعہ سے بے حد متاثر ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ (دلائل نبوت' ابو نعیم ۲/ ۳۷۲ برقم ۲۷۔ احمد فی مسندہ ۲/ ۸۴ الحاکم فی مستدرک ۴/ ۴۶۷)

سوسمار (گوہ) نے رسالت کی گواہی دی

طبرانی اور بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار مجمع صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک اعرابی حاضر ہوا۔ اس نے سوسمار (گوہ) کا شکار کیا تھا۔ اس نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ ۔۔۔

"یہ کون شخص ہیں"

صحابہ کرام نے جواب دیا "یہ پیغمبر خدا ہیں"

اس نے کہالات و عزیٰ کی قسم میں تم پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سوسمار (گوہ) ایمان نہ لائے گا۔" اس کے بعد سوسمار کو آپ کے آگے ڈال دیا۔

آپ ﷺ نے سوسمار کو پکارا "اے سوسمار"

اس نے بزبان فصیح صاف صاف کہا۔

"حاضر ہوں اور تابعدار ہوں۔ اے ان لوگوں کو زینت جو قیامت میں موجود ہوں گے۔"

آپ ﷺ نے پوچھا "تو کس کی عبادت کرتا ہے؟"

سوسمار نے جواب دیا "اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جس کا آسمان پر عرش ہے۔ زمین میں اس کا حکم ہے۔ دریا میں اس کی بنائی ہوئی راہ ہے۔ جنت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا "میں کون ہوں؟"

اس نے کہا "اس پروردگار کے رسول اور خاتم النبین ہیں جو آپ کی تصدیق کرے گا فلاح پائے گا اور جو تکذیب کرے گا وہ نا امید رہے گا۔"

وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو

نماز قرات کی تعلیم دی اور سورۂ اخلاص سکھائی۔ اس نے جا کر اپنی قوم سے بیان کیا۔ اس کی قوم کے لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب مسلمان ہو گئے۔ (نسیم الریاض)

شیر کی اطاعت

بیہقی نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں دریائے شور میں تھا' جہاز ٹوٹ گیا اور میں ایک تختہ پر بیٹھ گیا۔ بہتے بہتے ایک جنگل میں پہنچا۔ وہاں مجھے ایک شیر ملا۔ وہ میری طرف آیا' میں نے اس سے کہا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ وہ شیر میری جانب بڑھ کر آیا اور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا۔ پھر میرے ساتھ چلا' یہاں تک کہ مجھے راستے پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر رک کر باریک باریک آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی۔ میں سمجھا کہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔

شیر کہیا سنئے سائیں کی راہی جاندے
جو غلام رسول اللہ دے اسی غلام لوہاں دے

توضیح : حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام تھے۔ ان کا نام رومان یا مہران یا طہمان تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو بہت سا سامان اٹھائے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ "تو تو سفینہ ہے" یعنی (کشتی) اس وقت سے ان کا یہی لقب مشہور ہو گیا۔

کھانے کی چیزوں سے متعلق معجزات جو دودھ اور اجزائے حیوانات سے حاصل ہوتی ہیں

گھی میں برکت

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک برتن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گھی بھیجا کرتی تھیں تو جب کبھی ان کے بیٹے روٹی کے ساتھ کوئی چیز کھانے کو مانگتے اور اس وقت گھر کے اندر کوئی ایسی چیز موجود نہ ہوتی تو اس برتن میں تلاش کرتیں تو اس میں ہمیشہ ہی گھی مل جاتا۔ ایک دن انہوں نے برتن کو نچوڑ لیا اور حاضر ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برتن کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔

"اگر تم نہ نچوڑتیں تو ہمیشہ تمہیں اس میں سے گھی ملتا رہتا۔"

(صواعق محرقہ)

کھجور، گھی اور پنیر میں برکت

صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو میری ماں ام سلیم کھجور، گھی اور پنیر کو اکٹھا کر کے اس کا حیس بنا کر ایک برتن میں رکھ کر مجھ سے کہا۔

"انس! اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے جا اور جا کر عرض کر کہ میری ماں نے آپ کے واسطے بھیجا ہے، سلام کہا ہے اور

عرض کیا ہے تھوڑی سی چیز ہے حضور کے لئے قبول فرمائیں۔"

میں وہ کھانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور جس طرح میری ماں نے کہا تھا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں (آپ نے چند آدمیوں کا نام لیا) کو بلا لاؤ۔ اور فرمایا "اور جو تمہیں ملے بلا لاؤ۔"

میں ان لوگوں کو جن کا رحمت للعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لیا تھا اس کے علاوہ جو ملے سب کو بلا لایا۔ سارا گھر بھر گیا۔ قریب تین سو کے قریب لوگ تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کھانے میں دست مبارک رکھا اور کچھ زبان سے فرمایا۔ اس کے بعد آپ دس دس آدمیوں کو بلاتے تھے اور فرماتے تھے "اللہ کا نام لے کر اپنے سامنے سے کھاؤ۔"

ایک گروہ نکلتا تھا تو دوسرا آ جاتا تھا یہاں تک کہ سب کھا چکے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا۔ "انس! اس پیالے کو اٹھاؤ۔"

میں نے اٹھایا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب میں نے لا کر پیش کیا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب اٹھا تب۔ (صواعق محرقہ)

توضیح : جیس حلوے کی طرح ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے جو کھجور، گھی اور پنیر سے بنایا جاتا ہے۔ کبھی بجائے پنیر کے آٹا اور ستو بھی ڈال دیئے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست پاک کی برکت سے ایک پیالہ جیس تین سو آدمیوں نے کھایا اور کم نہ ہوا۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر!

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک روز میں بھوکا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے ہمراہ لیا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دولت کدہ میں

دودھ کا ایک پیالہ پایا جو کہیں سے ہدیہ کے طور پر آیا تھا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ۔

"اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔"

میں نے دل میں سوچا کہ اتنا دودھ اتنے بہت سے حضرات میں کیا ہو گا۔ کاش یہ سارا دودھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ کو عنایت فرما دیتے اور میں خوب سیر ہو کر پی لیتا اور مجھے قوت حاصل ہو جاتی۔ اس کے بعد میں نے ان سب کو بلایا۔ آپ نے مجھے فرمایا' ان سب کو دودھ پلاؤ۔

میں نے دودھ پلانا شروع کیا۔ ایک آدمی کو پیالہ دیتا جب وہ اچھی طرح سیر ہو کے پی لیتا پھر دوسرے کو دیتا یہاں تک کہ سبھی اصحاب نے سیر ہو کے دودھ پیا۔

پھر آپ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور مجھ سے فرمایا۔

"ہم اور تم باقی رہے تو تم بیٹھ جاؤ اور پیو۔"

میں بیٹھ گیا اور پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ میں پیتا جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا" اللہ کی قسم اب پیٹ میں جگہ نہیں رہی۔"

پھر پیالہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ کی حمد اور بسم اللہ پڑھی اور باقی دودھ کو نوش فرمایا۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبو کا دودھ سے منہ بھر گیا (نسیم الریاض)

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلٰی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وشہداء محبتہ اجمعین الٰی یوم الدین○

۲۵ رمضان المبارک بروز جمعرات

۳۰ - ۱۲ - ۲۰۰۰ ء

رازوں کے راز

ترجمہ

سِرّ الاسرار

تصنیف لطیف

قطب الاقطاب غوث الاغیاث محبوب سبحانی شاہباز لامکانی
حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

ترجمہ : یکے از غلامانِ غوثِ جیلانی

مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری
مدرس و مسند شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور



حضرت علامہ سید آلِ رسول حسنین میاں برکاتی



شبیر حسن چشتی نظامی



حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ



ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم خان صاحب قادری



نواز رومانی



نواز رومانی



علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے



حضرت علامہ عبدالرحیم خان قادری

قادری رضوی کتب خانہ، لاہور